محمد ﷺ اور مکہ مدینہ

مکہ اور مدینہ

کے وہ مقامات جنہوں نے حضور ﷺ کے مبارک قدموں کو چوما

فضیلتوں کے حوالے سے سیرت کا اک منفرد شاہکار

حضور ﷺ کے عمرہ و حج کا والہانہ انداز

امیر حمزہ

مکتبۃ الصفۃ
MAKTABA AL SUFFAH

Marfat.com

Marfat.com

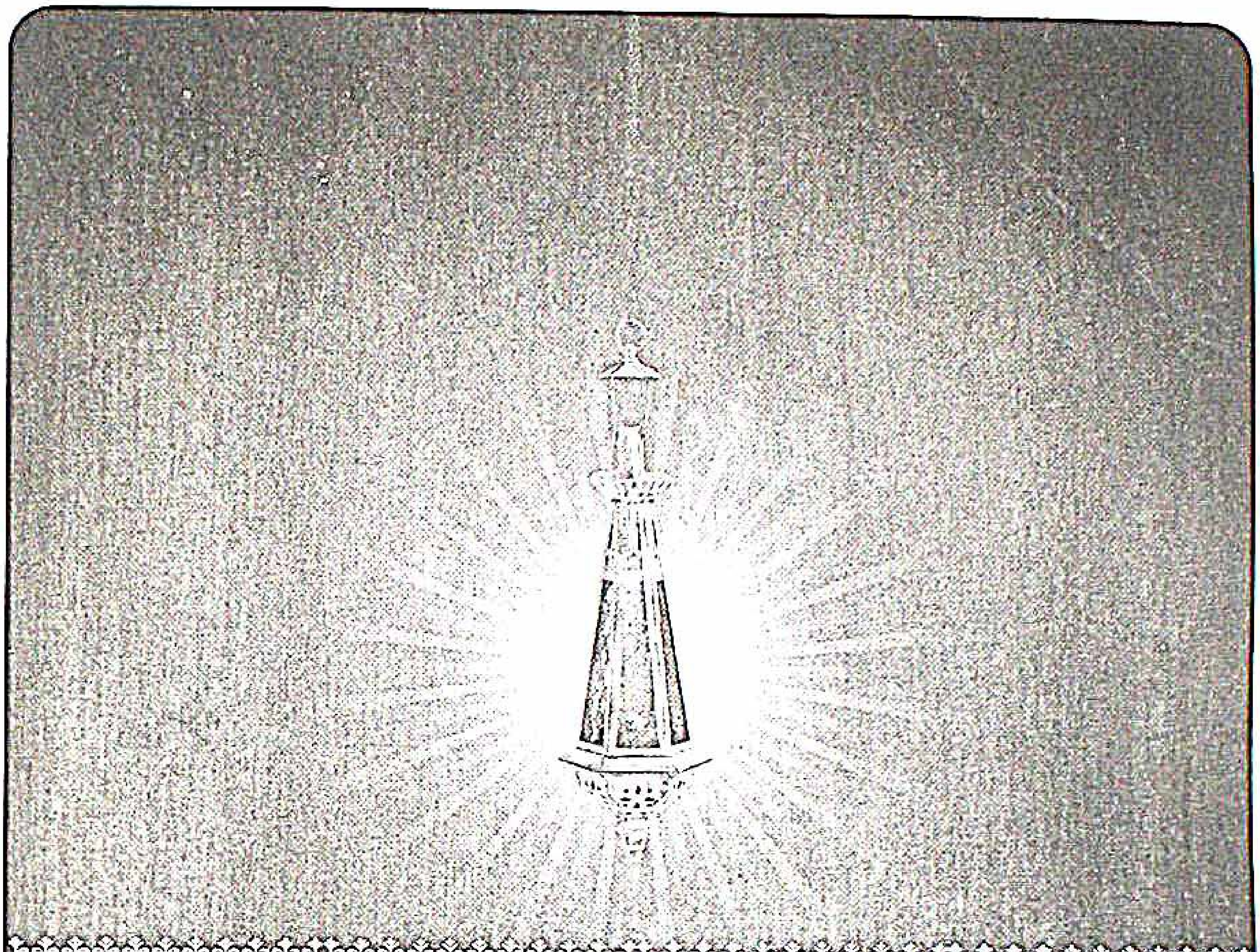

اک نظر، اک جھلک

سیرت کا اک نیا شاہکار...... مولانا امیر حمزہ ہیں قلمکار

اک اچھوتا اور نیا انداز...... مکہ مدینہ کا ہر وہ مقام

جس نے کیا حضور ﷺ کے مبارک قدموں کا بوس و کنار

قدم قدم کوہان...... قدم قدم رفعت کا نشان

لفظ لفظ ابتسام...... صحیح اور حسن احادیث کا حتی المقدور التزام

عمرہ کا اہتمام...... حج کا احرام

مگر اس طرح جس طرح نظر آتے ہیں حضور عالیشان ﷺ۔

اللهم صل على سيدنا محمد وسلم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد ﷺ اور مکہ و مدینہ

مکہ اور مدینہ کے وہ مقامات جنہوں نے حضور ﷺ کے مبارک قدموں کو چوما
فضیلتوں کے حوالے سے سیرت کا ایک منفرد شاہکار

حضور ﷺ کے عمرہ و حج کا والہانہ انداز

مکتبۃ الصفۃ
حادیہ حلیمہ پلازہ، دوکان نمبر 45
گراؤنڈ فلور، غزنی سٹریٹ، سرکلر روڈ، اردو بازار لاہور فون: 042-37361313

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مکتبۃ الصُّفّۃ محفوظ ہیں۔

نام کتاب

محمد ﷺ اور مکّہ مدینہ

تصنیف

امیر حمزہ

297.9921
م 128 امیر حمزہ
125289

تعداد:..................................3,000

اشاعت:.........رمضان المبارک 1435ھ/ جولائی 2014ء

قیمت...................................-/350

ناشر

مکتبۃ الصُّفّۃ

حادیہ حلیمہ پلازہ، دوکان نمبر 45

گراؤنڈ فلور، غزنی سٹریٹ، سرکلر روڈ، اردو بازار لاہور فون: 042-37361313

Marfat.com

فہرست

باب اوّل:...... مکہ مکرمہ

- ناشر کا نشرہ ---------- 13
- وفد اور مہمان ---------- 16
- جلدی جلدی بار بار ---------- 17
- عمرے اور حج ---------- 20
- حلم اور حلیمی ---------- 22
- امین ---------- 24
- مکہ مکرمہ ---------- 27
- مکہ کے میقات ---------- 29
- حرم کی حدود ---------- 31
- خلیل علیہ السلام کی دُعا ---------- 33
- فاران اور حرا ---------- 33
- چہرے کی مشابہت ---------- 34
- مکہ چھوڑنا پڑا ---------- 35
- غارِ ثور ---------- 36

دوسرا باب:...... مدینہ منوّرہ

- مدینے کے بھاگ ---------- 39

Marfat.com

* تیز و تیز ---------- 39
* تیز چلوں گا ---------- 41
* اونٹنی کا شوق ---------- 41
* مدینے میں رسولِ امن ---------- 42
* مدینہ اور لقمہ ---------- 43
* طابہ اور طیبہ ---------- 44
* اسلام کا گنبد ---------- 46
* دار الایمان ---------- 47
* ایمان کا قلعہ ---------- 49
* گناہ ختم ---------- 50
* مدینہ بھی حرم ---------- 50
* مدینہ میں بدعت ---------- 52
* مدینہ میں شرک ---------- 53
* مدینہ کی محبت ---------- 54
* صاف ماحول ---------- 54
* برکت کی دُعا ---------- 55
* دنیا بھر کے پھل ---------- 57
* کھجور کی برکتیں ---------- 58
* طاعون سے مامون ---------- 61
* دجال سے محفوظ ---------- 61
* مدینے میں رہو ---------- 64
* حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دُعا ---------- 65

Marfat.com

❁ مدینہ نہ چھوڑنا ---------- 66
❁ مدینہ میں ظلم ---------- 68
❁ پانی میں نمک ---------- 70
❁ شہریوں سے پیار ---------- 70
❁ حضور ﷺ اور انصار ---------- 72
❁ انصار اور دعائیں ---------- 73
❁ مدینے کی مٹی اور دم ---------- 76
❁ مدینہ میں تدفین ---------- 77
❁ مسجد نبوی ---------- 79
❁ بناوٹ اور مقام ---------- 82
❁ جنت کا باغیچہ ---------- 84
❁ منبر شریف ---------- 88
❁ تنا رورو بے حال ---------- 91
❁ روضہ اور درود و سلام ---------- 95
❁ آمنے سامنے ---------- 100
❁ ادب و احترام ---------- 102
❁ مقصورہ شریف ---------- 103
❁ حظیرہ شریف ---------- 109
❁ تین قبریں ---------- 110
❁ قبریں اور ترتیب ---------- 110
❁ ایک قبر کی خالی جگہ ---------- 113
❁ متوقع قبر ---------- 114

Marfat.com

✽ بقیع الغرقد -------------------- 116
✽ بقیع کی جانب دوڑ -------------------- 122
✽ حشر اور بقیع والے -------------------- 126
✽ عورتوں کا دروازہ -------------------- 127
✽ خوشبودار ستون -------------------- 128
✽ اماں جان کا ستون -------------------- 130
✽ توبہ والا ستون -------------------- 131
✽ چارپائی والا ستون -------------------- 134
✽ ستونِ علی رضی اللہ عنہ -------------------- 135
✽ وفود کا ستون -------------------- 137
✽ تہجد والے ستون -------------------- 139
✽ پاکیزہ گھر مسجد بن گئے -------------------- 140
✽ مدینہ مارکیٹ -------------------- 144
✽ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیہاتی -------------------- 145
✽ بیرحاء کا باغ -------------------- 147
✽ مسجد قبا کا سنگ بنیاد -------------------- 148
✽ قبا اور قرآن -------------------- 151
✽ مسجد قبا کی فضیلت -------------------- 155
✽ مسجد جمعہ -------------------- 156
✽ احد پہاڑ اور پیار -------------------- 157
✽ تازہ خون اور غسل -------------------- 162
✽ عتبان رضی اللہ عنہ اور مبارک قدم -------------------- 165

Marfat.com

- ❀ غمامہ مسجد ---------- 166
- ❀ مسجد اِجابہ ---------- 167
- ❀ سجدہ اور مسجد ---------- 170
- ❀ مسجد قبلتین ---------- 171

تیسرا باب:......وداعی حج

- ❀ چلو چلو مکہ چلو ---------- 177
- ❀ عقیق کی راہیں ---------- 178
- ❀ ذوالحلیفہ ---------- 179
- ❀ بالوں میں گوند ---------- 181
- ❀ بالوں میں خوشبو ---------- 183
- ❀ احرام کی چادریں ---------- 184
- ❀ سواری کی نشست گاہ ---------- 185
- ❀ سواری اور لبیک ---------- 185
- ❀ بیداء اور تلبیہ ---------- 187
- ❀ تلبیہ کے الفاظ ---------- 187
- ❀ جبریل علیہ السلام اور لبیک ---------- 188
- ❀ پتھر، درخت بھی ---------- 188
- ❀ حج کا زیور ---------- 190
- ❀ حضرت موسیٰ علیہ السلام ---------- 190
- ❀ حضرت یونس علیہ السلام ---------- 192
- ❀ ذی طویٰ میں رات ---------- 194

Marfat.com

❁ دایاں بازو ننگا ---------- 194
❁ جنت کے نورانی یاقوت ---------- 195
❁ جنتی پتھر ---------- 196
❁ قیامت کے دن گواہی ---------- 196
❁ حجر اور نفع نقصان ---------- 198
❁ کمزور کو تکلیف ---------- 199
❁ طواف کا آغاز ---------- 199
❁ چھونا اور چومنا ---------- 200
❁ اونٹ پر طواف کا سبب ---------- 201
❁ رکن یمانی کو چھونا ---------- 202
❁ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دُعا ---------- 203
❁ ہر لمحہ نماز ---------- 203
❁ چمٹنے کا مقام ---------- 204
❁ غلاف اور چابی ---------- 204
❁ طواف کا ثواب ---------- 208
❁ مقامِ ابراہیم ---------- 210
❁ زم زم ---------- 211
❁ صفا کے پاس ---------- 213
❁ سعی یعنی دوڑ ---------- 215
❁ مروہ ---------- 216
❁ عمرے کی تکمیل ---------- 217
❁ ۸ ذوالحجہ ---------- 219

Marfat.com

❁ منیٰ ---------- 219

❁ نو ذوالحجہ ---------- 220

❁ غلط خیال ---------- 220

❁ نَمِرَہ ---------- 221

❁ حضور ﷺ کا خطبہ ---------- 222

❁ نماز ---------- 223

❁ عرفات میں وقوف ---------- 224

❁ بہترین دعا ---------- 225

❁ حج اور عرفہ ---------- 227

❁ اللہ کی توجہ ---------- 227

❁ قوم پرستی کا خاتمہ ---------- 227

❁ تمام اولادِ آدم علیہ السلام ---------- 229

❁ عرفہ کے دن نعمت ---------- 232

❁ عرفات سے واپسی ---------- 233

❁ کمال کر دیا ---------- 234

❁ شیشے نہ ٹوٹیں ---------- 235

❁ مزدلفہ ---------- 236

❁ مَشْعَرُ الحَرام ---------- 237

❁ منیٰ کی طرف روانگی ---------- 238

❁ وادیِ مُحَسِّر ---------- 240

❁ ۱۰ ذی الحجہ اور جمرۂ کبریٰ ---------- 240

❁ نہ ڈانٹ نہ ڈپٹ ---------- 242

Marfat.com

* قربان گاہ ---------- 243
* قربانی ---------- 244
* حج اکبر ---------- 246
* بال مبارک ---------- 246
* بے ترتیب افعال ---------- 248
* طوافِ زیارت ---------- 249
* زم زم کے پاس ---------- 250
* منیٰ میں تین دن ---------- 251
* مسجد خیف ---------- 252
* دو دن بھی ---------- 253
* تینوں دن کنکریاں ---------- 254
* حضور ﷺ کی وصیتیں ---------- 254
* وداعی طواف ---------- 256
* خواتین کے لیے ---------- 256
* ”حطیم“ کعبہ کا حصہ ---------- 257
* نوزائیدہ بچہ اور حاجی ---------- 258

Marfat.com

باب 1

مکہ مکرمہ

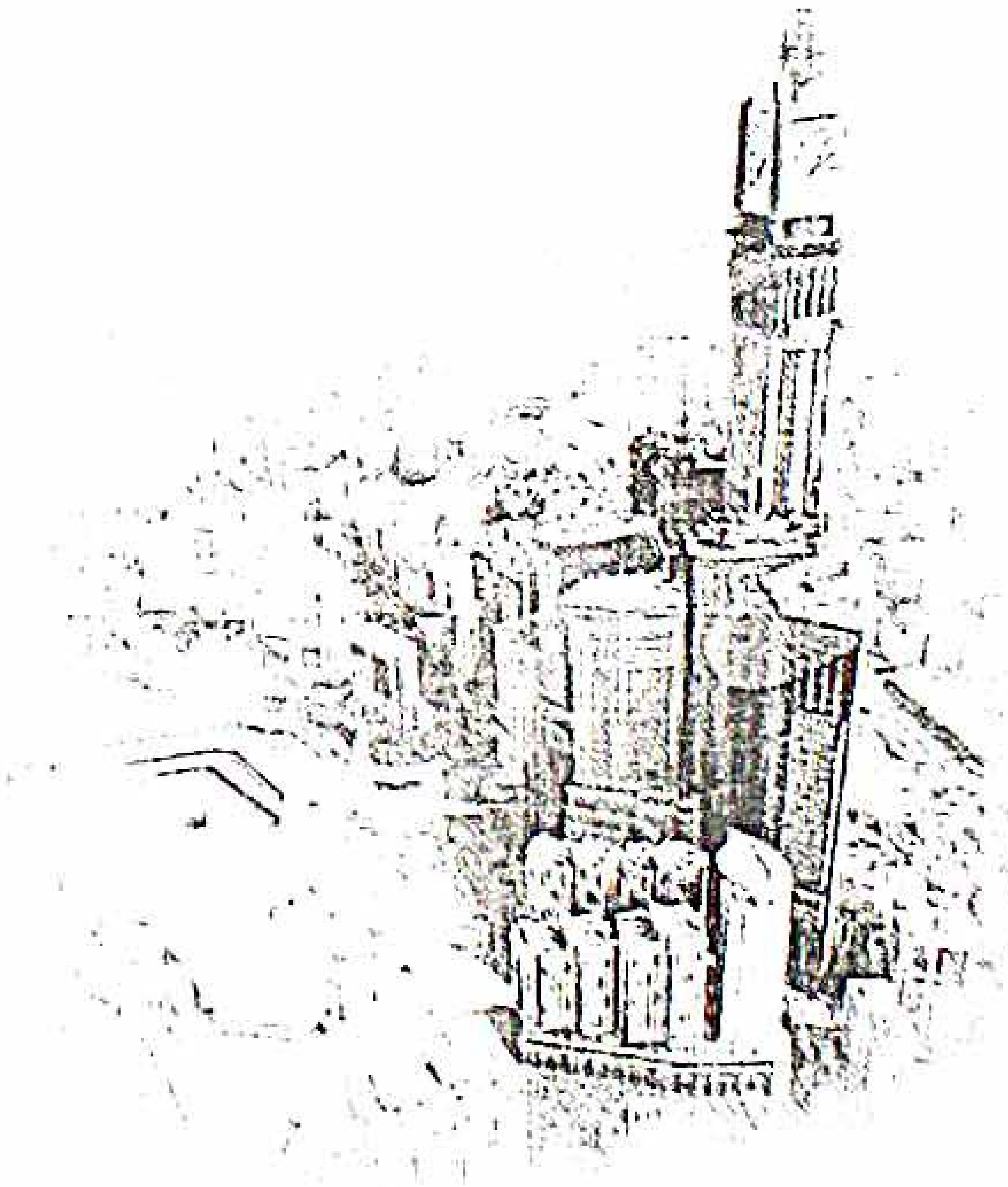

Marfat.com

Marfat.com

ناشر کا نشرہ

اللہ کریم کا انعام کہ میں نے آنکھ کھولی تو ایک علمی اور اسلامی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ بچپن سے ہی قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ میرے والد گرامی حضرت مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ نے گھر میں قرآن مجید ترجمے کے ساتھ پڑھا دیا۔ پھر والدہ محترمہ بشریٰ امیر صاحبہ نے قرآن حفظ کروا دیا۔

میں نے میٹرک سائنس کے ساتھ کیا تو گریجویشن کی ڈگری اکنامکس اور اسلامیات میں فیڈرل گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔ کمپیوٹر کورسز بھی کیے۔ عربی گرامر کے اسباق لیے اور ابوداؤد اور صحیح مسلم بھی پڑھ لی۔ احادیث کی باقی کتب کی تعلیم اور مطالعہ بحمداللہ جاری ہے۔

والد محترم نے ایک وقت میں پراپرٹی کا بھی اچھا خاصا کاروبار کیا تھا۔ لہٰذا میں نے بھی اسی کام کو شروع کر دیا۔ اللہ نے مجھے نفع سے نوازا...... کاروبار تو میں کر ہی رہا تھا مگر اپنے دادا جی مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ ...... جن کی گود میں کھیلا اور پلا...... ان کے بارے میں سنی ہوئی باتیں میرے ذہن سے کبھی محو نہ ہوئیں۔ وہ اپنے وقت کے ایک بڑے عالم دین، خطیب اور مدرّس تھے۔ حضرت مولانا تاج الدین نبی پوری رحمہ اللہ کے مدرسہ تاج میں انہوں نے پڑھا بھی اور پڑھایا بھی۔ یوں ان کے بہت سارے شاگرد مختلف مساجد و مدارس میں کتاب و سنت کا پرچم بلند کیے ہوئے ہیں۔

دادا جان حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے والد گرامی حضرت مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ نے اشاعتِ دین کے کام کو مزید آگے بڑھایا۔ پورے پاکستان میں اپنے پرجوش اور مخصوص طرزِ خطابت سے لوگوں کے دلوں کو اشاعتِ دین کے جذبے سے گرمایا۔ نیز جب بھی اسلام کے کسی شعبہ کو چیلنج کیا گیا تو انہوں نے دلائل و براہین کے ساتھ

Marfat.com

کتابیں لکھ کر ایسا جواب دیا کہ وہ جواب عالم اسلام کا ہر دل عزیز سرمایۂ افتخار بن گیا...... میں اسے اپنے رب کی طرف سے حسن اتفاق کہوں گا کہ ایک روز میری نظر اپنے والد محترم حضرت مولانا امیر حمزہ کی ایک انتہائی پرانی کتاب پر پڑی۔ اس کا نام ''بارانِ توحید'' ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی۔ اس کی کتابت بھی ابا جی نے اپنی ہاتھ سے کی تھی۔ ۱۹۸۲ء میں انہوں نے جو ''مکتبة الصفة'' قائم کیا تھا وہی اس کتاب کا ناشر تھا...... میں نے کتاب کیا دیکھی، میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ میں نے ابا جی سے عرض کی: میں پراپرٹی کے کام سے باز آیا، میں تو بنیادی طور پر وہی کام کروں گا جو آپ نے کیا۔ میں اپنی زندگی اشاعتِ دین اور کتاب وسنت کی سربلندی کے لیے اسی میدان میں صرف کروں گا۔ ''مکتبة الصفة'' کا احیاء کروں گا جس کا آغاز آپ نے ۱۹۸۲ء میں کیا تھا۔ چنانچہ ان کی اجازت سے میں نے اس ادارے کا از سرِ نو اِحیاء کیا۔

انہی دنوں میرے بڑے بھائی محترم اسامہ حمزہ صاحب ''حج اور عمرہ'' کے مبارک کام کا آغاز کر چکے تھے۔ ''فلائی براق'' (FLY BURAQ) کے نام سے ادارہ بنا چکے تھے...... اس مناسبت کے پیشِ نظر میں نے ابا جی محترم سے گزارش کی کہ آپ ''حرمین شریفین'' کے بارے میں کتاب لکھ دیں تاکہ ہم اپنے دونوں اداروں کا افتتاح آپ کی کتاب سے کریں۔ ابا جی حضرت مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ نے ہماری گزارش مان لی اور اب افتتاح ''محمد اور مکہ مدینہ'' جیسی خوب صورت، منفرد اور لازوال کتاب سے ہو رہا ہے۔ یہ حضور ﷺ اور مکہ مدینہ کا ایمان افروز اور نشاط انگیز تعلق ہے۔ ایسا دِل رُبا تعلق ہے کہ بندہ پڑھنا شروع کرے تو دل کرتا ہے کہ دونوں بازو پَر بن جائیں اور وہ مکہ مدینہ پہنچ جائے۔

ابا جی نے ویسے بھی میرا نام ''ثمامہ'' رکھا۔ ثمامہ ایک سردار تھے جنہیں حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قید کر لیا تھا۔ انہیں مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ آخرکار اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں رہا تو کر دیا مگر انہوں نے حضور ﷺ کا اَخلاق اور آپ کی نمازیں دیکھیں تو دل مسجد کے ستون کے ساتھ ہی بندھا رہ گیا۔ چنانچہ حضرت

Marfat.com

ثمامہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا دل بھی حضور ﷺ کی محبت کے ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ آپ زیرِ نظر کتاب پڑھیں گے تو محسوس کریں گے کہ ابا جان محترم مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ ہر مسلم کے دل کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھنا چاہتے ہیں۔ اس کاوش کے لیے انہوں نے سخت محنت، تحقیق اور ریسرچ کی ہے اور اب یہ آپ کے سامنے ہے۔

آخر پر حضرت قاری محمد یعقوب شیخ گولڈ میڈلسٹ ریاض یونیورسٹی سعودی عرب کا شکریہ کہ جنہوں نے کتاب کا آخری باب ملاحظہ کیا اور مفید مشوروں سے نوازا۔ مزید برآں! قارئین کی خدمت میں اس دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت کی نشریات کے اس قدیم ادارے کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور ہماری جدوجہد کو خالص اپنے لیے کرتے ہوئے شرف قبولیت سے نواز دے۔

والسلام

حافظ ثمامہ

ڈائریکٹر مکتبة الصفة

PH# 0322-4145399

Marfat.com

وفد اور مہمان

اللہ اللہ! مبارک ہو بھئی مبارک۔ بڑے خوش قسمت ہیں آپ۔ ویزا لگ گیا۔ اللہ نے بلا لیا۔ عمرہ پر جا رہے ہیں۔ حج کرنے جا رہے ہیں۔ آپ تو اللہ کے مہمان بن گئے ہیں۔ کیا بات ہے آپ کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، حضور ﷺ نے فرمایا:

((وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ اَلْغَازِيْ وَ الْحَاجُّ وَ الْمُعْتَمِرُ))

''اللہ کے وفد تین لوگ ہیں۔ غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والا!''[1]

حاجیو! ذرا غور کرو! بادشاہ کے پاس وفد جاتا ہے۔ صدر ملاقات کی دعوت دیتا ہے۔ تاجروں کا وفد جاتا ہے۔ وزیر اعظم ملاقات کی دعوت دیتا ہے تو زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ممتاز شخصیات کا وفد ملاقات کرتا ہے۔ وفد میں شامل لوگ پھولے نہیں سماتے کہ دعوت نامہ آیا ہے۔

حاجیو! خوش ہو جاؤ! حضور ﷺ تمہیں خوش خبری سنا رہے ہیں کہ تمہارا جو ویزا لگ گیا ہے تو تمہیں اللہ کا بلاوا آ گیا ہے۔ اب تم لوگ شہنشاہِ کائنات کے دربار میں جا رہے ہو۔ ملاقات کے لیے جا رہے ہو، حضور ﷺ فرما رہے ہیں:

((دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ))

''اللہ نے حاجیوں کو بلاوا دیا تو وہ حاضر جناب کہتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے درخواست پیش کی، اللہ نے قبول فرمالی۔''[2]

حاجیو! ہمارے پیارے حضور ﷺ مزید خوش خبری سناتے ہیں۔ بس ملاحظہ کرتے جاؤ اور خوش ہوتے جاؤ!..... فرمایا:

---

[1] نسائی: ۲۶۲۵۔ ابن خزیمة: ۲۵۱۱ (صحیح). [2] ابن ماجة: ۲۸۹۳ (حسن).

Marfat.com

((اَلْحُجَّاجُ وَ الْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَ اِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَھُمْ))

''حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ یہ اللہ سے مانگیں گے تو وہ ان کو دے گا اور اگر بخشش مانگیں گے تو اللہ انہیں بخشش (جنت عطا فرما) دے گا۔'' [1]

اللہ اللہ! مولا کریم اپنے دربار میں آنے والے اپنے مہمانوں کو دنیا بھی دے گا اور آخرت میں جنت بھی دے گا......یعنی یہ لوگ ''ضیوف الرحمن'' ہیں۔ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ کریم ان کی تکریم فرمائے گا۔ عزت دے گا۔ مبارک بھئی مبارک۔ مولا کریم کے مہمانو! تمہیں مبارک۔

جلدی جلدی بار بار

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ ہمت عطا فرمائے، دولت اور صحت عطا فرمائے تو پھر اللہ کا مہمان بننے کے لیے دیر نہیں کرنی چاہیے......ارے! دنیا کا حکمران بلائے تو بھاگا چلا جائے۔ کائنات کا شہنشاہ بلائے تو سستی کرے؟ تعجب کی بات ہے۔ طاقت میسر آ گئی، اب جلدی کر سستی نہ کر۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ))

''اللہ کا مہمان بننے کا ارادہ کر لیا تو پھر جلدی کر۔'' [2]

جی ہاں! پیارے حضور ﷺ جلدی کا سبب بھی بتلاتے ہیں۔ فرمایا:

((فَاِنَّہٗ قَدْ یَمْرَضُ الْمَرِیْضُ وَ تَضِلُّ الضَّالَّۃُ وَ تَعْرِضُ الْحَاجَۃُ))

---

[1] ابن ماجہ: ۲۸۹۲ (حسن).

[2] ابو داود: ۱۷۳۲ (حسن).

Marfat.com

''بیمار ہو سکتا ہے، سواری کی سہولت ختم ہو سکتی ہے، کوئی مزید کام رکاوٹ بن سکتا ہے۔'' ❶

لہٰذا جلدی کر لیٹ نہ کر۔ اللہ کے گھر کی طرف چل۔ کعبہ کی سمت چل۔ ویزا لگوا۔ تیاری کر۔ رب کا مہمان اور سفیر بن۔

اللہ کے مہمانو! ہمارے پیارے رسول ﷺ نے قیامت تک پیش آنے والے بہت سارے واقعات بتلائے، ان میں ایک کعبہ کے بارے میں بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ هُدِمَ مَرَّتَيْنِ وَ يُرْفَعُ فِي الثَّالِثِ))

''اس گھر میں حاضریاں لگوا کر فائدے اٹھا لو۔ یہ پہلے دو مرتبہ شہید کیا جا چکا ہے۔ تیسری دفعہ تو اسے اٹھا ہی لیا جائے گا۔'' ❷

جی ہاں! تیسری دفعہ جب اسے شہید کرنے کی کوشش ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس گھر کو آسمانوں میں اٹھا لے جائے گا...... اللہ اللہ! یہ ہے اس گھر کی تعظیم، تکریم، عزت و آبرو اور مقام و مرتبہ۔ لہٰذا لوگو! حضور ﷺ بتلا یہ رہے ہیں کہ اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے یہاں حاضریاں لگوا لو۔ اس کی زیارت کر لو۔ مولا کے مہمان بن کر مولا سے اپنی باتیں منوا لو۔ سرگوشیاں کر لو۔ مناجاتیں کر لو۔

جو وقت ہے اسے غنیمت جانو۔ جلدی کرو۔ اللہ کے بندو...... اس گھر کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھنے والو...... اسے سامنے دیکھ کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھنے کا بھی پروگرام بنا لو...... پیارے رسول حضرت محمد کریم ﷺ کا فرمان ملاحظہ ہو:

((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ الذُّنُوْبَ

---

❶ ابن ماجة: ۲۸۸۳ (حسن).

❷ صحيح ابن خزيمة: ۲۵۰۶ (صحيح)۔ السلسلة الصحيحة: ۱۴۵۱.

Marfat.com

كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ لَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ))

''مسلمانو! حج اور عمرہ لگاتار کرتے رہو۔ یہ ایسے دو عمل ہیں جو غربت اور فقیری کو فنا کر دیتے ہیں اور گناہوں کو تو ایسے ختم کر دیتے ہیں جیسے آگ کی تپش لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ اور نیکی کے ساتھ کیے ہوئے حج کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔'' [1]

حاجیو! لوہا، سونا اور چاندی بڑی اہم دھاتیں ہیں...... ان کے اندر اگر ملاوٹ ہو تو اسے آگ کی تپش اور حدت سے ختم کیا جاتا ہے۔ ملاوٹی جھاگ اوپر آ جاتی ہے اور خالص دھات نیچے رہ جاتی ہے...... مومن اپنے اعمال کے لحاظ سے لوہا ہے یا سونا یا چاندی ہے...... اس کے اندر کی ملاوٹیں حج اور عمرے کی تپش سے دُور ہوں گی...... لہٰذا! یہ جلدی جلدی کرتے رہا کرو۔ حج کر لیا تو عمرے کرتے رہو...... پھر اللہ نے موقع دیا تو دوبارہ حج کر لو...... بہرحال! فرض تو زندگی میں ایک ہی بار ہے لیکن اللہ نے ہمت دی ہے تو اپنے دل کی میل کچیل اور ملاوٹ وغیرہ کو صاف کرتے رہو...... تونگری بھی ملے گی...... اور خوش ہو جاؤ...... جنت بھی ملے گی۔

حاجیو! اب ذرا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بات بھی ملاحظہ کر لو۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تو ارادہ کر لیا تھا کہ کچھ اہل کاروں کی ڈیوٹی لگا دوں۔ انہیں مختلف علاقوں میں بھیجوں۔ وہ تحقیق کریں کہ جن لوگوں نے طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کیا، ان پر جزیہ مقرر کر دوں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں۔ [2]

لوگو! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اِرادہ دیکھو...... جزیہ لگتا ہے غیر مسلم اقلیتوں پر...... یعنی جو ہمت کے باوجود حج نہیں کرتے کیسے مسلمان ہیں؟ ان پر جزیہ ہونا چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہو گئے...... ہیں تو مسلمان ہی مگر ان کا طرزِ عمل

---

[1] ترمذی: ۸۱۰۔ نسائی: ۲٦۳۱ (حسن صحیح).

[2] نیل الاوطار، کتاب المناسك: ٤/٣١٧.

Marfat.com

مسلمانوں والا نہیں اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ غیر مسلموں والا سلوک کرنے کا ارادہ کیا مگر عمل اس لیے نہ کیا کہ کہیں ان کو غیر مسلم ہی نہ سمجھا جانے لگے ...... جی ہاں! اس سے ان لوگوں کو یقیناً کانپ جانا چاہیے جو باوجود استطاعت کے یہ فریضہ ادا نہیں کرتے ...... لٰہذا! جلدی کرو۔ اللہ کے بندو حاجی بنو...... مولا کے مہمان بنو...... لاکھوں کے وفود میں تم بھی سفید پوش ہو کر شامل ہو جاؤ۔

عمرے اور حج

حضور ﷺ نے عمرہ کرنے کا اِرادہ فرمایا۔ چودہ سو صحابہ ہمراہ ہو لیے۔ جب پیارے حضور ﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ سے تھوڑا پہلے حدیبیہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے عمرہ کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا...... اس علاقے کو شمیسی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں مشرکین مکہ اور آپ ﷺ کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ طے یہ پایا کہ حضور ﷺ اگلے سال آ کر عمرہ کر لیں ...... اس سال واپس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کی یہ شرط قبول فرمالی اور یہیں احرام کھول دیا اور قربانیاں کر لیں ...... اور واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ یہ عمرہ عملی طور پر تو نہ ہو سکا البتہ ثواب مل گیا۔ اس لیے اسے حضور ﷺ کا پہلا عمرہ کہا جاتا ہے۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال میں ہوا۔

اگلے سال یعنی ہجرت کے ساتویں سال معاہدے کے مطابق حضور ﷺ عمرہ کے لیے مدینہ منورہ سے عازمِ سفر ہوئے۔ اب صحابہ کی تعداد دو ہزار تھی ...... آپ ﷺ مکہ شریف پہنچے اور باقاعدہ عمرہ کیا...... یہ حضور ﷺ کا دوسرا عمرہ ہو گیا۔

اس سے اگلے سال یعنی ہجرت کے آٹھویں سال حضور ﷺ نے مکہ فتح کر لیا۔ یوں پہلے عمرہ سے جنہوں نے روکا تھا ان کا اقتدار ختم ہو گیا...... فتح مکہ کے کوئی بیس دنوں بعد حضور ﷺ کو حنین جانا پڑ گیا۔ اس لیے کہ طائف وغیرہ کے لوگ جن کا قبیلہ ہوازن تھا جنگ کرنے آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے لڑائی کی ...... فتح نصیب ہوئی۔ اب جب

Marfat.com

حضور ﷺ واپس مکہ تشریف لانے لگے تو "جِعِرّانہ" کے مقام سے احرام باندھا اور مکہ میں آ کر عمرہ ادا فرمایا۔ یہ حضور ﷺ کا تیسرا عمرہ ہے۔

چوتھا عمرہ حضور ﷺ نے اپنے آخری حج کے ساتھ کیا۔ ہجرت کے دسویں سال حضور ﷺ نے حج کا سفر کرنے کا اِرادہ فرمایا ...... پہلے عمرہ کیا اور پھر حج کیا۔ یوں حضور ﷺ نے چار عمرے کیے اور ایک حج کیا ...... یہ زندگی کا آخری حج مبارک تھا اور ایک ہی حج تھا جو حضور ﷺ نے کیا۔

اللہ کے رسول ﷺ کو ایک ہی حج کا موقع ملا۔ آپ ﷺ نے اپنے حج کے دوران ہی میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

((لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِيْ لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذَا))

"اپنے حج کے طریقے مجھ سے سیکھ لو۔ مجھے معلوم تو نہیں مگر محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس حج کے بعد میں حج نہ کر سکوں۔" [1]

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ اس دنیا میں مزید تشریف رکھتے تو حج کرتے مگر حضور ﷺ کو موقع ہی ایک حج کا ملا اور اس ایک اور آخری حج کے بعد حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے ...... اس اوّلین حج کو حضور ﷺ کا وداعی حج بھی کہا جاتا ہے ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو خطبہ دینے کے بعد:

((ثُمَّ وَدَّعَ النَّاسَ))

"پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو الوداع کہا۔" [2]

یوں آپ ﷺ کے الوداع کہنے سے صحابہ نے حضور ﷺ کے!

((هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ))

---

[1] مسلم: ١٢٩٧. [2] ابن ماجه: ٣٠٥٨ (صحيح).

Marfat.com

اس حج کو ''وداعی حج'' کہہ دیا۔ [1]

حاجیو! ہم بتلانا یہ چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک ہی حج کیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم بھی ایک ہی کرو...... ہاں! فرض ایک ہی بار ہے البتہ اللہ ہمت دے تو نفلی حج جتنے چاہو کرو...... بار بار اللہ کے مہمان بنو۔ دل دھوتے جاؤ۔ میل کچیل صاف کرتے جاؤ۔ جنت پاتے جاؤ اور دنیا میں فقر اور تنگ دستی کو ہٹاتے جاؤ...... اللہ کی مدد اور چاہت کے ساتھ۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حلم اور حلیمی

حاجیو! احرام باندھنے سے پہلے حلم اور حوصلے کا سبق یاد کرلو۔ بعض لوگ بات بات پر بے حوصلہ ہو جاتے ہیں، غصے میں آ جاتے ہیں، برداشت نہیں کرتے۔ یہ سفر تو برداشت کا سفر ہے۔ حلم اور حلیمی کا سفر ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (البقرة: ١٩٧)

''جو شخص حج کے مہینوں میں حج کا فرض ادا کرے تو اس سے کوئی شہوانی حرکت سرزد نہ ہونے پائے۔ نہ لغو حرکت ہو اور نہ حج کی ادائیگی کے دوران میں کوئی جھگڑا ہونے پائے۔''

حاجیو! آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادیں تازہ کرنے جا رہے ہو۔ جانتے ہو وہ کس قدر حوصلے والے تھے؟

آیئے! قرآن ملاحظہ کیجیے۔ وہ قرآن جو ہمارے پیارے حضور ﷺ کے پاک دل پر نازل ہوا۔ اللہ نے اپنی آخری کتاب میں صرف ابراہیم علیہ السلام کو حلیم کہا...... ایک بار نہیں دو بار کہا:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ لَأَوَّٰهٌ حَلِيمٌ﴾ (التوبة: ١١٤)

---

[1] ابن ماجة: ٣٠٥٨ (صحيح).

۱۳۵۳۸۹

Marfat.com

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾ (هود: ٧٥)

''بلاشبہ ابراہیم حوصلے والا، آہیں بھرنے والا اور بار بار اللہ سے لو لگانے والا تھا۔''

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی بات بھی سنیے کہ اللہ نے قرآن میں ایک بار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی حلیم کہا۔ فرمایا:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ (الصافات: ١٠١)

''ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو بڑے حوصلے والا بیٹا دیا۔''

اللہ اللہ! دونوں حوصلہ مند باپ بیٹا اپنے اللہ کے حکم سے کعبہ کی تعمیر کر رہے ہیں اور دُعا کیا مانگ رہے ہیں:

﴿وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(البقرة: ١٢٨-١٢٩)

''مولا! ہم لوگوں کو ہمارے حج کے طریقے بتلا دیجیے گا۔ ہم پر توجہ رکھیے گا۔ بلاشبہ آپ ہی تو توجہ دینے والے ہیں اور بڑے ہی مہربان بھی ہیں۔ رب کریم جی! اک اور بھی درخواست پیش خدمت ہے۔ یہاں مکہ کے رہنے والوں میں ایک خاص رسول بھیج دیجیے گا جو انہیں تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے، انہیں کتاب کی تعلیم سے آراستہ کرے، دانش ور بنائے اور ان (کے دل، دماغ اور جسم) کو پاکیزہ بنا دے۔ کوئی شائبہ تک نہیں کہ آپ ایسا کرنے پر غالب بھی ہیں اور حکمت والے بھی ہیں۔''

قارئین کرام! مولا کریم نے اپنے دو رسول بندوں کی دُعا قبول فرما لی جو حلیم تھے۔ صدیوں بعد حضرت محمد کریم ﷺ کو ایسا خاص رسول بنا کر بھیجا کہ اگلوں پچھلوں کا سردار بنا دیا، ختم المرسلین بنا دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بھیجا۔

Marfat.com

ہمارے حضور ﷺ کے والد گرامی کا نام ''عبداللہ'' ہے، یعنی اللہ کے غلام۔ والدہ کا نام ''آمنہ'' ہے، یعنی امن ہی امن، سکون ہی سکون، چین ہی چین، راحت ہی راحت ......

اللہ اللہ! ان مبارک، معزز اور باکمال اجسام اور ابدان سے ہوتے ہوئے حضرت محمد کریم ﷺ اس دنیا میں آئے اور مولا کریم نے کمال کر دیا۔ فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الانبياء: ١٠٧)

''میرے محمد کریم! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیج دیا۔''

اللہ اللہ! مولا کریم نے اپنے آخری رسول ﷺ کو دودھ پلانے کا فیصلہ کیا تو حضرت حلیمہ خاتون کا انتخاب فرمایا۔ یعنی حضور ﷺ کے جسم مبارک میں دودھ جائے تو وہ بھی حوصلے والی اور برداشت والی خاتون کا دودھ جائے۔

حاجیو! پھر مجھے کہنے دو کہ اتنے سارے حلم جب اکٹھے ہو گئے تو ان کا مکھن یوں بن کر سامنے آیا کہ مولا کریم نے اپنے محمد کریم ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیج دیا...... لہٰذا! حاجیو...... حج کے سفر میں حوصلے والے بن جاؤ۔ حلیمی اختیار کر لو۔ حاجی ساتھیوں کی خدمت کرنے والے بن جاؤ۔ تعاون اور ایثار کرنے والے بن جاؤ...... امام ابوبکر رحمہ اللہ ایک حدیث ''كتاب المناسك'' یعنی حج کے امور و معاملات کے باب میں لائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ حضور پیکر رحمت ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ))

''اللہ کے ہاں حج کا بہترین ہم سفر ساتھی وہ ہے جو اپنے مسافر ساتھیوں کے ساتھ بہترین رویہ رکھنے والا ہو۔''[1]

امین

حاجیو! حلم اور حوصلے کے رویے کا ارادہ کر لیا تو آؤ آگے بڑھیں...... مکہ چلیں۔ مگر ذرا

---

[1] ابن خزيمة: ٢٥٣٩ (صحيح).

Marfat.com

ٹھہرو۔ جان تو لو کہاں جا رہے ہو؟ واقفیت تو حاصل کر لو۔ اللہ اللہ! آپ لوگ اس شہر کو جا رہے ہیں جس کی شان بزبانِ قرآن کچھ اس انداز میں ہے:

﴿وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِo﴾ (التین: ۳)

''میں رب'' اس امن والے شہر کی قسم کھاتا ہوں۔''

اللہ اللہ...... ساری کائنات کا خالق قسم کھاتا ہے۔ ایک جگہ نہیں دوسری جگہ دیکھو...... مولا کریم پھر قسم کھا رہے ہیں۔ فرمایا:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo﴾ (البلد: ۱)

''نہیں نہیں...... میں قسم کھاتا ہوں تو اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔''

مولا کریم جی! آپ نے دو بار ایک شہر کی قسم کھا لی۔ ایسا کیوں ہے؟ وجہ کیا ہے؟ سبب کیا ہے؟ ہم بھی تو جانیں۔ چنانچہ مولا کریم جی ہمیں بتلاتے ہیں۔ اپنے پیارے رسول ﷺ کو مخاطب کر کے، انداز ملاحظہ ہو رب کریم کا......

﴿وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِo﴾ (البلد: ۲)

''میرے حبیب! آپ جو اس شہر میں رہتے ہیں۔''

جی ہاں! اللہ کے قسم کھانے کا سبب معلوم ہو گیا کہ ہمارے حضور ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! حاجیو...... آپ لوگ اس شہر میں جا رہے ہیں جو ہمارے حضور ﷺ کا شہر ہے۔ آپ ان بازاروں اور گلیوں میں پھریں گے جہاں میرے حضور ﷺ کا گزر ہوتا تھا۔ اس سرزمین اور اس پتھریلی مٹی پر چلیں گے جس پر میرے حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں...... کیا خوش قسمتی ہے آپ کی۔ مبارک ہو، مبارک ہو۔ اک مبارک نہیں، لاکھوں مبارکیں ہوں۔

ہمارے حضور ﷺ کا وجود، نبوت ملنے سے پہلے بھی اس شہر میں مبارک تھا۔ اس قدر

Marfat.com

مبارک تھا کہ جنگ کے بھڑکنے والے شعلوں کو سرد کرنے والا تھا۔ مکہ کے رہنے والوں نے کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ پیسہ صرف حلال لگایا...... جب دیوار اٹھارہ گز اونچی ہوگئی، دروازہ زمین سے اس قدر بلند ہوگیا کہ سیڑھی کے بغیر چڑھنا مشکل ہوگیا تو اب ''حجر اسود'' کو اس کی جگہ رکھنے کا ٹائم آ گیا۔ قریش کے ہر قبیلے نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم ''حجر اسود'' کو اس کی جگہ پر رکھنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ قریب تھا کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے، اتنے میں ولید بن مغیرہ مخزومی رائے دینے لگا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ وہ کرے جو ''بنی شیبہ'' کے دروازے سے حرم میں داخل ہو...... سب نے یہ رائے قبول کر لی۔ اب نظریں اٹھیں۔ سب کی نگاہیں ایک ہی سمت میں اٹھیں۔ بنی شیبہ کے دروازے پر لگ گئیں کہ کون سب سے پہلے اس دروازے سے حرمِ مکی میں داخل ہوتا ہے۔

لیجیے! وہ اک حسین جوان آیا
چمکتا مسکراتا چہرہ آیا
جوں ہی اس نے قدم رکھا
سارے بیک آواز پکار اٹھے
جاء الامین۔ جاء الامین
''وہ تو امین آ گیا، امین آ گیا۔''

ہاں ہاں! حاجیو...... میرے اللہ کی قدرت کہ آمنہ کا چمکتا ستارہ، دمکتا چاند ''بلد الامین'' میں امین مشہور تھا۔ اب امین ﷺ نے کیا فیصلہ کیا؟ قربان اور صدقے ایسے پُرامن فیصلے پر۔ فرمایا: تم سارے لوگ ایک چادر لاؤ۔ چادر آ گئی۔ شہر کے امین ﷺ نے حجر اسود کے پاس چادر بچھا دی۔ اپنے مبارک ہاتھوں کو حجر اسود کی طرف بڑھایا، اسے اٹھایا اور چادر کے درمیان رکھ دیا...... پھر ہر قبیلے کے سردار سے کہا کہ وہ چادر کا کنارہ پکڑ لے۔ سب نے چادر کے کنارے اور پلو پکڑ لیے۔ چلنے لگ گئے...... اللہ اللہ! کیا منظر تھا۔ آگے آگے امین ﷺ

Marfat.com

چل رہے ہیں، پیچھے پیچھے سردار سارے کے سارے چادر کے کنارے پکڑے چل رہے ہیں۔ جب کعبہ کے کونے کے قریب آ گئے، حجر اسود کے مقام پر آ گئے تو امین ﷺ نے حجر اسود اٹھایا اور اس کے مقام پر رکھ دیا۔ [1]

اے رب کے مہمانو! تم جا رہے ہو۔ ہاں ہاں!

بلد الامین میں

حضرت امین ﷺ کے شہر میں

جبریل امین علیہ السلام کے جائے ورود میں

حضرت جبریل علیہ السلام مکہ میں بار بار آئے ...... پہلی بار غار حرا میں آئے اور پھر مکہ شہر میں اور حضور ﷺ کے گھر میں بار بار آئے۔ فرمایا:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِينُ﴾ (الشعراء: ۱۹۳)

''اس قرآن کو لے کر روح الامین آیا۔''

حاجیو! عزم کرو۔ امین بنو گے۔ امن والے بنو گے۔ امانت والے بنو گے۔ دیانت والے بنو گے۔ صداقت والے بنو گے۔ چغلی کر کے اپنے بھائی کی عزت کے دامنِ امن کو تار تار نہ کرو گے۔ فیصلہ کرو گے تو امانت کے ساتھ کرو گے ...... ہاں ہاں! امین شہر میں جا رہے ہو۔ امین نبی ﷺ کے شہر میں جا رہے ہو۔ جبریل امین علیہ السلام کے جائے ورود میں جا رہے ہو تو امین بننے کا ارادہ کر لو۔ اور جاؤ شوق سے جاؤ۔ اب مبارک ہو۔ لکھاں مبارکاں۔

مکہ مکرمہ

اے حاجیو! جس شہر میں جا رہے ہو اس کا نام ''مکہ'' ہے۔ اہل زبان کا کہنا ہے کہ اس کے معنی ختم کر دینے کے ہیں ...... اور چونکہ مکہ میں آنے والوں کے گناہ ختم ہو جاتے

[1] طبقات ابن سعد: ۱/۱۴۵-۱۴۷۔ سیرت ابن ھشام: ۱/۱۹۲-۱۹۷۔

Marfat.com

ہیں اس لیے یہ مکہ ہے۔

اس کے دوسرے معنی کشش اور جذب کے ہیں۔ چونکہ مکہ جغرافیائی اعتبار سے دنیا کے وسط میں ہے اور چاروں طرف بسنے والے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اس لیے اسے ''مکہ'' کہا جاتا ہے۔

اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں اسے ''بکہ'' بھی کہا ہے اور ''ام القریٰ'' بھی کہا ہے۔ ''قریہ'' بھی کہا ہے۔ مگر یہ ایسا قریہ یعنی شہر ہے جو شہروں کی ماں ہے، بستیوں کا مرکز ہے...... ''قریہ'' کے معنی جمع ہونے کے بھی ہیں۔ یعنی دنیا کے کونے کونے سے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں...... جس طرح روتا ہوا بچہ ماں کی گود میں آ کر چپ کر جاتا ہے، مطمئن ہو جاتا ہے اسی طرح گناہوں میں لتھڑا ہوا مسلمان حاجی بن کر جب یہاں پہنچتا ہے، آنسو بہاتا ہے، معافیاں مانگتا ہے تو اس کے دل کو حرم مکی میں قرار آ جاتا ہے۔ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لپٹ کر اسے سکون ملتا ہے۔ ملتزم کے ساتھ چمٹ کر اس کو چین ملتا ہے...... حجر اسود کو بوسہ دے کر دل کو راحت ملتی ہے...... ایسا کیوں نہ ہو، اس شہر کے بانی اللہ کے خلیل ہیں اور ان کی اپنے رب کے حضور دُعا ہے:

﴿رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ۝﴾ (ابراھیم: ۳۷)

''پالن ہار مولا! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے معزز گھر کے قریب ایسی وادی میں لا بسایا ہے جو کھیتی باڑی کے قابل نہیں۔ (مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ) مولا! یہ نماز قائم رکھیں۔ لہٰذا بعض لوگوں کے دل ایسے بنا دے کہ ان کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ انہیں پھلوں کا رزق بھی عطا فرما دیجیے تا کہ یہ شکر بجا لاتے رہیں۔''

مسلمانو! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دُعا کی تو اس دُعا میں وہ خود بھی شامل ہیں، حضرت

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام بھی شامل ہیں، حضرت ہاجر بھی شامل ہیں کہ دل ان کی طرف جھکے چلے جائیں، ان کی محبت میں ان کی یادوں کو تازہ کرنے بھاگتے چلے جائیں...... اللہ کریم نے دُعا قبول فرما لی۔ لہٰذا تینوں عظیم ہستیوں کی محبت ایمانی مقناطیس بنا دی گئی ہے۔ اللہ نے کشش رکھ دی ہے، جاذبیت رکھ دی ہے۔ تینوں جس جس مقام پر اپنے رب کو منانے کے لیے جو جو کرتے رہے ان تمام اعمال میں کشش ہی کشش ہے، محبت ہی محبت ہے اور جاذبیت ہی جاذبیت ہے۔ وارفتگی بھی ہے اور شیفتگی بھی ہے۔

اس دُعا کو نظر کی وسعت کے ساتھ مزید دیکھیں تو اس میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آج تک وہ لوگ بھی شامل ہیں جو حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں...... اور جو خدمت کر رہے ہیں تو دل میں ان کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

اللہ اللہ! جو لوگ محبتوں بھرے دل لے کر جاتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا میں وہ بھی شامل ہیں۔ ہاں ہاں! اللہ نے ان کے دلوں کو مائل کر دیا۔ کعبہ اور کعبہ والوں کی طرف، مکہ شہر اور مکہ والوں کی طرف...... میں صدقے اور قربان اس فریاد پر کہ جنہوں نے کی وہ ہیں خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور کتنی مبارک ہے ان کی زبان...... کہ ہر ایک اس میں شامل ہے۔ وہ انسان...... جو بنا مسلمان اور نہیں بنے گا مسلمان جب تک کلمہ نہ پڑھے گا اس عظیم الشان رسول کا، جو ہیں محمد ذی شان، خیر الانام ﷺ۔

مکہ کے میقات

حاجیو! خوش ہو جاؤ۔ آپ لوگ اس شہر میں داخل ہونے جا رہے ہیں۔ ان مہینوں میں جا رہے ہیں کہ جن مہینوں کو اللہ نے ازل سے عزت والا قرار دیا ہے...... ملاحظہ ہو قرآن جو حضرت محمد کریم ﷺ کے پاک دل پر کچھ اس انداز سے پیغام لایا:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة : ٣٦)

Marfat.com

''ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ کے ہاں اللہ کے سپر کمپیوٹر میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے جس دن رب رحیم نے کائنات کو پیدا فرمایا۔ ان بارہ مہینوں میں چار حرمت والے ہیں۔''

جی ہاں! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((يٰاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

''اے لوگو! اس حقیقت میں ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ نے مکہ شہر کو اسی دن عزت وحرمت والا قرار دے دیا تھا جس دن اللہ نے کائنات کو پیدا فرمایا تھا اور اب یہ قیامت کے دن تک عزت واحترام والا رہے گا۔''[1]

اللہ اللہ! جس دن کائنات کی پیدائش کا آغاز ہوا اسی دن اللہ تعالیٰ نے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے مہینوں کو عزت والا بنا دیا تاکہ امن وسکون کے ساتھ لوگ حج کریں اور عمرہ کریں ...... رجب الگ سے حرمت والا مہینہ بنا دیا کہ اس مہینے میں لوگ سکون سے عمرہ کریں۔ لوگوں کی لڑائیاں اور جنگیں بھی ہوں تو ان مہینوں میں امن رہے۔

حاجیو! یہ ہے مکہ کی عزت وعظمت کہ کائنات بننے کے ساتھ ہی مکہ کی حرمت کو چار چاند لگا دیے گئے ...... آیئے! اب ذرا اور آگے بڑھتے ہیں!

جب حج اور عمرہ کے ارادے سے اس شہر کے قریب ہوتے ہیں تو وہ حاجی جو پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا وغیرہ سے مکہ جاتے ہیں تو یمن کے راستے سے ان کے لیے ایک ''میقات'' بنا دیا گیا ہے۔ یہاں سے دو سادہ ان سلی چادریں اوڑھنا ضروری ہے ...... یہ اوڑھ لیں اور لبیک لبیک پکارتے کعبہ کی طرف چلتے جائیں ...... اس ''میقات'' کا نام ''يَلَمْلَمْ'' ہے۔

مدینہ منورہ اور اس کی جانب سے آنے والے ''ذو الحليفة'' سے اسی انداز کے ساتھ آئیں ...... شام اور مصر وغیرہ سے آنے والے ''جُحْفَة'' سے ایسے ہی احترام کے ساتھ

[1] ابن ماجه: ٣١٠٩، اسناده حسن.

Marfat.com

آئیں ...... عراق والے "ذات العرق" سے اور "نجد" والے "قرن المنازل" سے ایسے ہی انداز سے آئیں۔

اللہ اللہ! حاجیو ...... غور کرو! کیا شان ہے اس شہر کی۔ ہاں ہاں! آپ مزید آگے بڑھ گئے۔ ذرا ٹھہریے! یہ ایک اور مقام آیا۔

حرم کی حدود

مکہ کے اردگرد کا رقبہ حرم ہے۔ یعنی ایسی عزت والا ہے کہ اس کا احترام لازم ہے ...... حدود حرم میں داخل ہونے والو! سن لو ...... حضور ﷺ نے فرما دیا ہے:

۱۔ حرم میں کسی شکار کو ڈرا کر بھگایا نہ جائے۔

۲۔ کانٹے دار درخت کاٹے نہ جائیں۔

۳۔ گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے۔ البتہ جو اعلان (حق دار تک پہنچانے کی کوشش) کرے وہ اٹھا سکتا ہے۔[1]

آگاہ ہو جایئے! حرم کی یہ حدود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کی ہدایات کے مطابق مقرر فرمائیں۔ پھر اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے ان حدود کی تجدید فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقرر کردہ جگہوں پر ہی تجدید فرمائی ...... موجودہ سعودی حکومت نے ان جگہوں پر خوبصورت پختہ دروازے بنا دیے ہیں۔

حاجیو! جب آپ جدہ سے مکہ جائیں گے تو جدہ روڈ پر "حدیبیہ" کا علاقہ آئے گا ...... اسے اب شمیسی کہا جاتا ہے۔ یہاں سے مکہ کی حد حرم کا آغاز ہو گیا۔ یہاں سے اب مکہ مکرمہ کا شہر ۲۲ کلومیٹر ہے۔

تہامہ اور یمن کے راستے سے جو آ رہا ہے وہ حاجی جب "اِضَاءَۃ لِبْن" کے مقام پر آئے گا تو حدود حرم میں داخل ہو جائے گا۔ اب یہاں سے مکہ مکرمہ ۱۲ کلومیٹر ہے۔

---

[1] بخاری: ٢٤٣٤۔ مسلم: ١٣٥٥.

Marfat.com

مشرق کی طرف سے جو حاجی آئے گا وہ "وادی عرنۃ" سے آئے گا۔ یہاں سے مکہ مکرمہ ۱۵ کلومیٹر ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف سے آؤ گے تو "تنعیم" سے حرم کی حد کا آغاز ہو جائے گا...... یہاں سے مکہ ۷ کلومیٹر ہے...... شمال مشرق کی طرف سے "جِعِرَّانَة" ہے۔ یہاں سے مکہ ۱۶ کلومیٹر ہے۔

حاجیو! حدود حرم میں تم داخل ہو...... بڑھتے آؤ۔ چلے آؤ۔ موٹر، کار اور ٹرین پر آتے چلے آؤ...... وہ دیکھو سامنے حرم مکی نظر آیا۔ اس میں داخل ہونے سے پہلے اس کی حرمت کا اعلان بھی سن لو۔ اللہ نے خبردار کر دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ٥﴾ (الحج: ٢٥)

''جس کسی نے یہاں ظلم کے ساتھ برائی کا ارادہ بھی کیا، ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔''

اللہ اللہ! محض برائی کے ارادے پر دردناک عذاب...... اللہ کریم کا یہ طریقہ تو نہیں ہے۔ یہ قانون تو نہیں ہے۔ اللہ کا یہ دستور تو نہیں ہے کہ محض ارادے پر سزا دے...... مولا کریم کا اس ضمن میں جو قانون ہے وہ تو اللہ نے خود بیان فرمایا ہے۔ اپنے نبی ﷺ کی زبان سے بیان فرمایا ہے۔ اپنے الفاظ کو اپنے پر رحمت رسول ﷺ کی زبان سے نکلوایا ہے۔ ایسے انداز کی حامل حدیث کو ''حدیث قدسی'' کہا جاتا ہے۔ ہاں ہاں! رب کریم کے قدسی دربار سے اعلان ہوتا ہے:

((اِذَا هَمَّ عَبْدِىْ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَيِّئَةً))

''فرشتو! جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اس برائی کو اس کے خلاف مت لکھنا اور اگر وہ برائی کا ارتکاب کر لے تو اسے ایک برائی ہی لکھنا۔'' [1]

مگر مگر جب کعبہ کی بات آئی...... بیت اللہ شریف کی بات آئی، حرم مکی کی عظمت اور

[1] مسلم: ١٢٨.

Marfat.com

حرمت کی بات آئی تو اللہ نے استثناء کر دیا اور واضح کر دیا کہ میرے حرم میں آ کر جو برائی کا اِرادہ بھی کرے گا اسے بھی دردناک سزا سے دوچار کروں گا۔

خلیل علیہ السلام کی دُعا

حاجیو! ایسے پُرعظمت حرم مکی میں جا رہے ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادوں کو تازہ کرنے جا رہے ہو۔ صدیوں کی شرکیہ گرد نے ان یادوں کو غبار آلود کر دیا تھا...... اللہ نے اس غبار کو صاف کرنے اور دھونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرما لیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا دَعْوَةُ أَبِیْ إِبْرَاهِیْمَ))

''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں۔''[1]

قارئین کرام! میں نے بائبل پڑھی تو معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ میرے حضور ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ:

''اللہ نے جو نبی بھی بھیجا اس نے بکریاں چَرائیں اور میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چَرائیں۔ درہم و دینار کے معاوضے پر چَرائی ہیں۔''[2]

فاران اور حرا

کعبہ شریف سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے۔ تورات نے اسے ''فاران'' کہا ہے۔ میرے حضور ﷺ کے بارے میں بتلایا ہے کہ اس پہاڑ پر ان کو نبوت دی جائے گی۔[3]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا مکمل ہوگئی جب اس پہاڑ پر پیارے نبی ﷺ کے پاس

---

[1] مسند احمد: ۱۷٦٤۸۔ مستدرك حاكم: ٤١٧٤ اسناده حسن لذاته.

[2] بخاری: ۲۲٦۲.

[3] کتاب مقدس، استثناء، ۳۳: ۲،۱.

Marfat.com

جبریل علیہ السلام آ گئے ...... یہ پہاڑ ''جبل النور'' بن گیا ہے ......یعنی یہاں اللہ کا الہام ہدایت کا نور بن کر آیا ...... اس پہاڑ کو ''کوہ حرا'' بھی کہا جاتا ہے ...... اس میں جو غار ہے جہاں حضور ﷺ قیام فرماتے تھے، اسے ''غارِ حرا'' کہا جاتا ہے۔ ''حرا'' کا معنی تحقیق اور ریسرچ ہے۔

چہرے کی مشابہت

میرے حضور ﷺ فرماتے ہیں:

((لَمَّا أُسْرِیَ بِیْ))

''جب میں ''معراج'' پر آسمانوں کی سیر کو گیا......تو وہاں!

((وَ رَأَیْتُ إِبْرَاهِیْمَ علیہ السلام وَ أَنَا أَشْبَهُ وُلْدِهٖ بِهٖ))

''میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کی اولاد میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ چہرہ ملتا ہے تو میرا چہرہ ملتا ہے۔''[1]

سبحان اللہ! میرے مولا کریم نے اپنے خلیل جناب ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو قبول کیا تو جنہیں نبی بنا کر ہمارا حضور ﷺ بنایا، ان کے چہرے کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے کے ساتھ مشابہ بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت دو بیٹوں سے چلی۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام سے، دوسرے حضرت اسحاق علیہ السلام سے۔

۱۔ اللہ اللہ! حضرت اسحاق علیہ السلام بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے سے اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے۔

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے۔ ان کے بارہ بیٹے تھے سمیت حضرت یوسف علیہ السلام کے ...... اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے،

۳۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام بھی اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے،

۴۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام بھی اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے،

---

[1] مسلم: ١٦٨.

Marfat.com

۵۔ حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی اس قدر مشابہت نہ رکھتے تھے، اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کہ جس قدر حضرت محمد کریم ﷺ مشابہت رکھتے تھے۔

حاجیو! میرے حضور ﷺ نے "اَشْبَہَ" کا لفظ استعمال فرمایا۔ اسے عربی میں "اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ" کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں ایسے فضیلت والے لفظ کو ''سپر لیٹو ڈگری'' (Superlative Degree) کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں ایسے لفظ کو ''بہت'' اور ''بہتر'' کے بعد ''بہترین'' کہا جاتا ہے۔ جی ہاں! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد وہ بنو اسماعیل سے ہے یا بنو اسحاق سے وہ مشابہ تو ہے، ان کا چہرہ ملتا تو ہے مگر مشابہ ہے "اشبـــــہ" نہیں ہے۔ "اشبـــــہ" ہے تو صرف حضرت محمد کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک ہے۔ صدقے قربان جاؤں۔ ایک دوسرے سے اشبہ صرف دو ہیں:

۱۔ ایک رب کریم کے خلیل علیہ السلام ہیں۔

۲۔ دوسرے مولا کریم کے حبیب ﷺ ہیں۔

ہاں ہاں! حضرت خلیل علیہ السلام کے بیٹے حضرت حبیب ﷺ آ گئے۔ تشریف لے آئے۔ نبوت و رسالت کا تاج پہنے آ گئے۔ وہی دعوت دینے آ گئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام دیتے تھے۔ صدقے جاؤں! نین نقش بھی اشبہ۔ چہرے بھی اشبہ۔ دعوت بھی اشبہ۔ توحید کی دعوت بھی اشبہ۔ بت شکنی بھی اشبہ۔

حاجیو! حج کے طریقے میرے حضور ﷺ کے بالکل اسی طرح ...... جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے۔ سبحان اللہ! الحمد للہ!!

مکہ چھوڑنا پڑا

مکہ کے لوگ کہتے تھے ہم ابراہیمی ہیں، ہمارا دین ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں نہیں، سچا ابراہیمی میں ہوں۔ میرا دین اصل ملت ابراہیم علیہ السلام ہے ...... مگر وہ نہ

Marfat.com

مانے۔ ستانے لگ گئے۔ آخرکار! میرے حضور ﷺ کو وہ مکہ سے نکالنے پر تیار ہو گئے۔ میرے حضور ﷺ مکہ کو چھوڑنے پر مجبور کر دیے گئے ...... جب حضور ﷺ مکہ چھوڑ رہے تھے تو فرما رہے تھے:

((وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ))

''اے مکہ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کے ہاں جو تیرا مقام ہے وہ تمام زمین میں سے بہترین جگہ کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میں محمد ﷺ کو تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔'' [1]

غارِ ثور

پیارے حضور ﷺ اب مکہ مکرمہ سے نکلے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ وہاں سے کوئی پانچ کلومیٹر کا سفر طے کرتے ہوئے ''جبل ثور'' پر چڑھنا شروع ہو گئے ...... وہاں بہت ساری غاریں ہیں۔ ایک غار جو قدرے کشادہ تھی۔ تقریباً ۱۲ فٹ لمبی اور ۷ فٹ چوڑی تھی۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے دو مہاجر اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی غار میں چھپ گئے کیونکہ مشرکین مکہ تلاش میں تھے۔ تین دن تک یہاں چھپے رہے اور پھر یثرب کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ جب یثرب شہر میں داخل ہوئے تو وہ ''مدینہ منورہ'' بن گیا ...... قارئین کرام! آئیے ......اب مدینہ منورہ چلتے ہیں!

---

[1] مستدرک حاکم: ٤٢٧٠۔ مسند احمد: ٣٤٣/٣.

Marfat.com

اللھم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم

باب 2

مدینہ منورہ

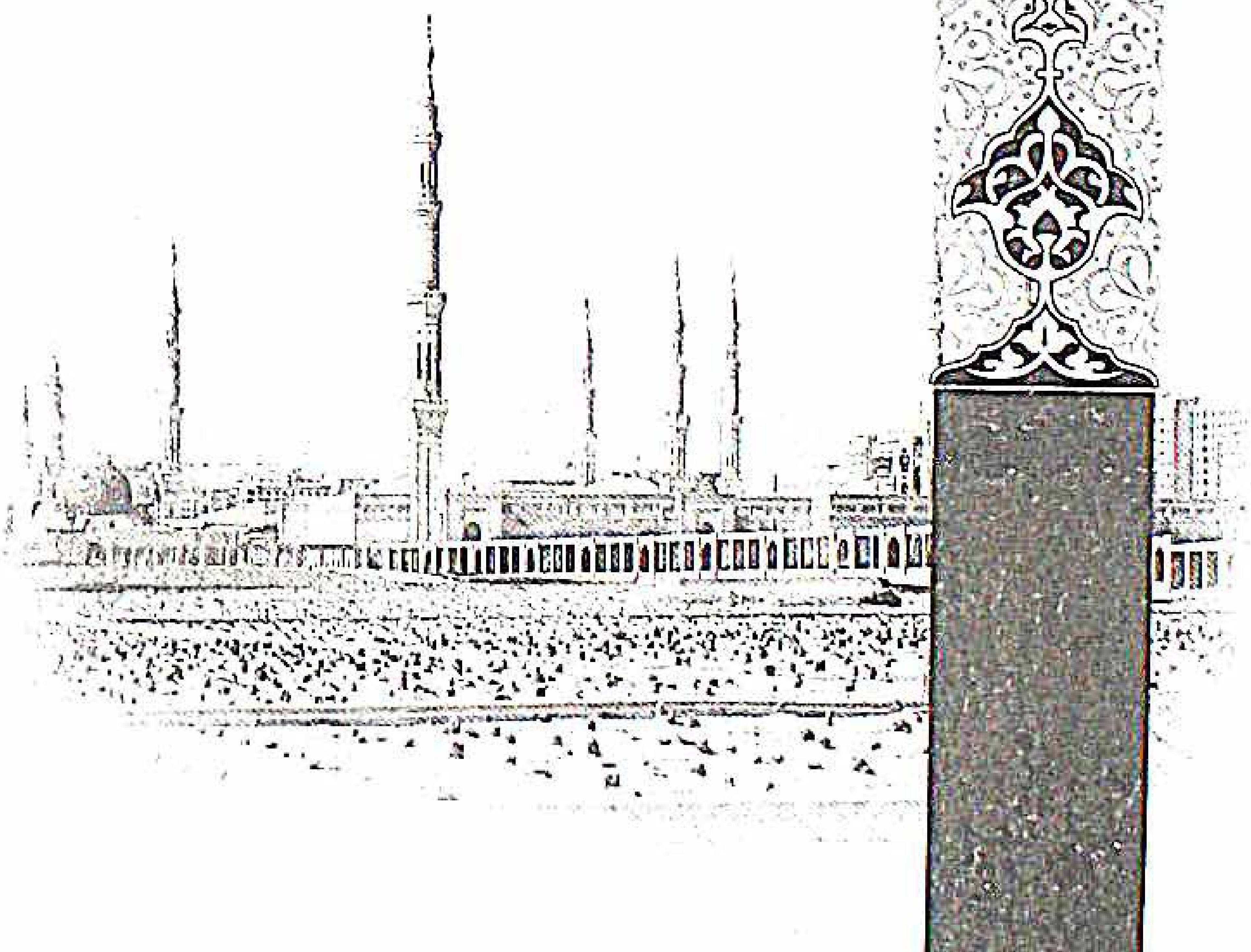

Marfat.com

Marfat.com

مدینے کے بھاگ

حضورؐ میرے ...... جان سے پیارے ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ سو گئے ہیں۔ مولا کریم نے خواب دکھلایا...... کیا دکھلایا؟ ملاحظہ ہو خواب حبیبِ لاجواب ﷺ کا۔ فرمایا!

((رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّکَّةَ اِلٰی اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِیْ اِلٰی اَنَّهَا الْیَمَامَةَ اَوْ هَجَرَ فَاِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةَ))

''میں نے خواب دیکھا کہ مکہ کو چھوڑ رہا ہوں اور ایسے علاقے میں جا رہا ہوں جہاں کھجوروں کے باغات ہیں۔ میرا خیال ''یمامہ'' کی طرف گیا کہ وہ شہر ہوگا یا ''ھَجَر'' کی بستی ہوگی۔ مگر وہ تو مدینہ نکلا۔'' [1]

قارئین کرام! مکہ اور یمن کے درمیان ایک شہر ہے جسے ''یمامہ'' کہا جاتا ہے...... اسی طرح ''ہجر'' بھی یمن کا ایک شہر ہے ...... مگر مدینہ کے بھاگ جاگ اٹھے۔ ہمارے حضور ﷺ ''یثرب'' تشریف لے گئے تو وہ ''مدینہ'' بن گیا۔ حضور ﷺ کے تشریف لانے سے ''منورہ'' بن گیا۔ ''مبارکہ'' اور ''مشرفہ'' یعنی عزت والا بن گیا۔ پھر میں کیوں نہ کہوں، مدینے کے بھاگ جاگ اٹھے۔ اس کی قسمت کو چار چاند لگ گئے۔

تیز و تیز

مدینہ جانے والو! مکہ مکرمہ سے آپ بس میں بیٹھ گئے۔ کار میں سوار ہو گئے تو ''شارع ہجرہ'' پر سفر شروع ہو گیا۔ یہ سڑک تقریباً انہی راہوں پر بنائی گئی ہے جن راہوں پر میرے حضور ﷺ چلے ہیں۔ اب تو ٹرین بھی چلنے والی ہے۔ آپ ٹرین میں سوار ہوں یا

---

[1] بخاری: ۷۰۳۵.

Marfat.com

جہاز میں بیٹھ کر مدینہ منورہ جا رہے ہیں ...... اور پھر مدینہ منورہ کے جب قریب ہو گئے ہیں تو دل کرتا ہے ڈرائیور سے کہا جائے!

۱۔ شالا تیری خیر ہو ایکسیلیٹر دبا کر رکھ۔

۲۔ ریل چلانے والیا! ذرا تیز و تیز کر

۳۔ پائلٹ جی! ذرا لینڈنگ جلدی کر

اس لیے کہ مجھے مسجد نبوی کے مینار نظر آئے۔ رب کی رحمت کے آثار نظر آئے ......

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدْرَاتِ الْمَدِیْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ کَانَ عَلٰی دَآبَّةٍ حَرَّکَهَا مِنْ حُبِّهَا))

''حضور ﷺ جب اپنے سفر سے واپس مدینہ تشریف لایا کرتے تھے تو اونٹنی کو تیز کر دیتے اور اگر کسی اور سواری پر سوار ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگا دیتے۔''❶

مدینے آنے والو! ایک بار میرے مدنی حضور ﷺ ''عسفان'' میں تھے۔ جب اپنے امور سے فارغ ہو گئے تو صحابہ سے فرمایا:

((لَاٰمُرَنَّ بِنَاقَتِیْ تُرْحَلُ ثُمَّ لَا اَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتّٰی اَقْدَمَ الْمَدِیْنَةَ))

''میں اپنی اونٹنی کو کوچ کرنے کا حکم دے رہا ہوں۔ یہ چلے گی اور راستے میں ...... کجاوے کَسی ہوئی اونٹنی کی کوئی گانٹھ نہ کھولوں گا ...... کھولوں گا تو مدینہ پہنچ کر ہی کھولوں گا۔''❷

---

❶ بخاری: ۱۸۸۶۔

❷ مسلم: ۱۳۷۴۔

Marfat.com

تیز چلوں گا

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم تبوک سے واپس آ رہے تھے، قریب آتے ہوئے مدینہ سے پہلے ''وادی القریٰ'' میں آئے تو!

((فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَآءَ مِنْکُمْ فَلْیُسْرِعْ مَعِیْ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے (صحابہ سے) کہا: میں تو تیز و تیز چلنے لگا ہوں۔ تم میں سے جو چاہے وہ بھی میرے ساتھ تیز و تیز ہو جائے۔''[1]

مدینے کے قریب آنے والو! میرے حضور ﷺ مدینہ کے قریب آ گئے ہیں، تو اونٹنی میرے حضور ﷺ کی تیز ہو گئی ہے...... مدینے کی محبت میں رفتار پکڑ رہی ہے۔ بڑے قدم اور جلدی میں اٹھا رہی ہے۔ اس لیے کہ وہ سامنے مدینہ ہے۔ منورہ ہے۔ مبارکہ ہے۔

اونٹنی کا شوق

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت مشرکوں کے ہاتھ لگ گئی اور قید کر لی گئی...... حضور ﷺ کی ایک اونٹنی تھی۔ اس کا نام ''عضباء'' تھا۔ وہ پہلے ہی ان لوگوں کے ہاتھ آ چکی تھی...... ایک دن ایسا ہوا کہ ثقیف قبیلے کے یہ مشرک لوگ جب اپنے جانوروں کی خدمت وغیرہ کر چکے تھے اور اپنے گھروں میں ان جانوروں سے بے پروا ہو چکے تھے تو انصاری خاتون کو نکلنے کا موقع مل گیا...... وہ بتلاتی ہیں کہ میں نے رات کو یہاں سے نکل بھاگنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب میں نکلنے لگی تو سواری کے لیے جس اونٹ کے بھی پاس آتی وہ خوفناک آواز نکالتا اور میں جھٹ سے پیچھے ہٹ جاتی۔ آخر کار میں ایک اونٹنی کے پاس آئی جس کا نام ''عضباء'' تھا۔ اس کے قریب ہوئی تو اس نے کوئی آواز نہ نکالی اور وہ شوق و

---

[1] مسلم: ۱۳۹۲.

Marfat.com

شرافت کے ساتھ تیار ہوگئی۔ چنانچہ میں اس پر بیٹھی اور مخصوص آواز نکالی جس سے وہ چل پڑے۔ چنانچہ وہ چل پڑی ...... بعد میں مشرکوں کو خبر ہوگئی تو انہوں نے میرا تعاقب شروع کردیا۔لیکن عضباء اس قدر دوڑی کہ مشرکوں کو تھکا کر بے بس کردیا اور''عضباء'' مدینہ منورہ پہنچ گئی۔ ❶

اللہ اللہ! حضور ﷺ کی اونٹنی کو موقع ملا تو دوڑ پڑی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کا شوق۔ مدینے کا شوق۔ ہاں ہاں! اس نے دم لیا تو مدینے پہنچ کر لیا...... دل تو یہی ہے کہ دم لیں تو مدینے میں داخل ہو کر لیں۔

مدینے میں رسولِ امن

اللہ کی قسم! دنیا کی تاریخ میں کوئی تاریخ دان سامنے تو آئے!

وَاللّٰہِ! نہیں آسکتا۔

بِاللّٰہِ! سامنا نہیں کرسکتا۔

تَـالـلّٰہِ! نہ لب ہلا پائے نہ قلم تھام پائے نہ شاہِ مدینہ ﷺ جیسا دکھلا پائے کہ مکہ میں میرے حضور ﷺ چھپ چھپ کر لوگوں کو قرآن سنائیں ...... یثرب سے کچھ بندے آئیں۔ ان کو بھی خفیہ خفیہ قرآن سنائیں۔ مکہ مکرمہ سے دو صحابہ بھی جائیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جائیں۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جائیں ...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہم سب کو بتلائیں کہ!

((فَجَعَلَا یُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ))

''وہ دونوں ہمیں قرآن پڑھانے لگ جائیں۔'' ❷

پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ آجائیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس ساتھیوں سمیت آجائیں۔ یہ سب قرآن سنائیں اور قرآن پڑھائیں۔ یثرب

---

❶ مسلم: ١٦٤١. ❷ بخاری: ٤٩٤١.

Marfat.com

کے لوگ کثرت کے ساتھ مسلمان ہو جائیں۔ حضور ﷺ کا قرآن سنتے جائیں۔ مکہ کس قدر دُور ہے۔ وہاں رہنے والے پیارے حضور ﷺ کی باتیں سنتے جائیں۔ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھتے جائیں۔ دل میں دید کی جوت جگاتے جائیں۔ میرے حضور ﷺ کے محبّ بنتے جائیں اور پھر جب حضور ﷺ اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ یثرب میں داخل ہوں تو یثرب کے لوگ ایک ''مہاجر رسول ﷺ'' کو اپنا بادشاہ بنالیں۔ اپنا شاہ بنا لیں۔ اپنا والی بنالیں۔ اپنی سرکار بنالیں۔

مدینے جانے والو! امیر حمزہ کی بات پلو میں باندھ لو۔ سینے میں بٹھالو۔ دل میں جاگزیں اور دماغ میں نقش کرلو کہ یثرب کو قرآن نے فتح کیا۔ وہ قرآن جو میرے حضور ﷺ کے پاک دل پر آیا۔ یثرب کے قبیلے ''اوس'' کو میرے پاک رسول ﷺ کے پاک کردار نے فتح کیا۔ یثرب کے قبیلے ''خزرج'' کو میرے سوہنے محمد ﷺ کے عظیم خلق نے فتح کیا۔

مدینے جانے والو! سن لو...... اگر مدینے جا کر تمہارا دل میرے حضور ﷺ کی محبت میں مفتوح نہ ہوا...... زیر نہ ہوا، حب رسول ﷺ کے جام کو نہ پیا تو تم نے بند آنکھوں سے مدینہ دیکھا...... لو! آنکھیں کھول لو...... دل کی آنکھیں کھول لو۔ سامنے میرے حضور ﷺ کا شہر آیا۔ یہ وہ شہر ہے کہ میرے حضور ﷺ نے اس کا نام ''مدینہ'' رکھ دیا۔ قربان! انصار کی محبت پر کہ انہوں نے میرے حضور ﷺ کو شاہِ مدینہ تو بنایا ہی...... انہوں نے شہر بھی حضور کا بنا دیا۔ اس شہر کا نام "مدينة النبی ﷺ" اور "مدينة الرسول ﷺ" رکھ دیا۔

مدینہ اور لقمہ

میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

((اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبَ وَ هِيَ الْمَدِيْنَةُ))

''مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو بستیوں (شہروں) کو لقمہ بنائے گی۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں مگر اب یہ مدینہ ہے۔''[1]

---

[1] بخاری: ۱۸۷۱.

Marfat.com

''یثرب اور مدینہ'' دو ایسے نام ہیں جن کا تذکرہ اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔ ❶

لوگو! عربی زبان میں شہر ''مؤنث'' ہوتا ہے۔ اگر کوئی سلیقہ شعار خاتون اچھا کھانا تیار کرے، صحت کے اصولوں کے مطابق بنائے، روٹی شان دار تیار کرے تو ایسے کھانے کو دل بھی چاہتا ہے اور ہاتھ آگے بڑھنے کو بے تاب بھی ہوتا ہے۔ اس موقع پر منہ میں لقمہ ڈالنے کو دیر کر دی جائے تو منہ میں بھوک کی رال باچھوں سے ٹپک پڑنے کو تیار بھی ہوتی ہے۔

ایسا لقمہ معدے میں جاتا ہے تو فوراً ہضم ہوتا ہے۔ جگر خون بناتا ہے اور سارا جسم تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ جی ہاں! مدینے کو میرے حضور ﷺ کے قرآن اور اخلاق نے فتح کیا ...... اب یہی قرآن اور اخلاق، توحید کی دعوت اور سنت کا پیار دوسرے شہروں میں پھیلتا چلا جائے گا اور ہر شہر مدینے کے منہ کا لقمہ بنتا چلا جائے گا ...... جواب میں مدینے کا جگر خون بنا کر اس شہر کو زندگی اور رعنائی سے معمول کر دے گا۔ تر و تازہ کر دے گا۔ یوں میرے حضور ﷺ کا مدینہ دوسرے شہروں اور بستیوں کو لقمہ بناتا چلا جائے گا ...... خون پیے گا نہیں بلکہ خون بنا بنا کر دیتا چلا جائے گا۔ رگوں میں زندگی دوڑاتا چلا جائے گا۔ خوش حالی پھیلاتا چلا جائے گا۔ قربان ایسے شہر پر جس کا نام مدینہ ہے۔ وہ اسلام کا خزینہ ہے۔ اخلاق اور پیار کا نگینہ ہے۔ میرے حضور ﷺ کا آستانہ ہے۔ اس کی محبتوں میں لبریز میرا سینہ ہے۔

طابہ اور طیبہ

مدینہ سے محبت کرنے والے لوگ اپنی بچیوں کے نام ''طابہ'' اور ''طیبہ'' بھی رکھتے ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کے شہر سے اس قدر محبت ہے کہ ماں جب بھی اپنی راج دلاری کو آواز دے تو حضور ﷺ کا مدینہ یاد آ جائے۔ باپ جب بھی اپنی رانی کو آواز دے تو میرے حضور ﷺ کی بستی یاد آ جائے۔ بھائی بہن کو آواز دے تو گڑیا سی بہنا کے نام سے حضور ﷺ کا شہر یاد آ جائے۔

---

❶ الاحزاب: ١٣۔ التوبة: ١٠١.

Marfat.com

طابہ بیٹی اب بڑی ہو گئی۔ طیبہ بھی جوان ہو گئی۔ دونوں مدینے جا رہی ہیں۔ پیاری بیٹیو! اگر آپ کھانا پکائیں۔ ہانڈی پکائیں۔ کسی اور کام میں لگ جائیں۔ نیچے سے ہانڈی جل جائے ...... اب یہ سالن کھایا جا سکتا ہے مگر طیب نہیں ہے۔ عمدہ نہیں ہے۔ اسی طرح روٹی جل جائے تو کھائی جا سکتی ہے مگر طیب اور عمدہ نہیں ہے۔ دودھ پھٹ جائے۔ سالن سے قدرے بو محسوس ہو۔ ہانڈی میں سبزی اچھی طرح دھو کر نہ ڈالی جائے تو مٹی اور ریت کی ''کِرچ کِرچ'' منہ میں محسوس ہو۔ اسے کھایا تو جا سکتا ہے مگر یہ چیزیں طیب نہیں ہیں۔ پھل گلا ہوا ہو کھایا جا سکتا ہے۔ حلال ہے مگر طیب نہیں ہے ...... جی ہاں! جس دیس میں میرے حضور ﷺ کے قرآن اور اخلاق کی خوشبو نہ ہو، جس شہر میں میرے حضور ﷺ کے اسلام کی مٹھاس نہ ہو، وہاں رہا تو جا سکتا ہے، مگر وہ طیب نہیں ہے، عمدہ نہیں ہے۔

مدینہ جانے والیو! طابہ اور طیبہ کے الفاظ ...... عربی کے لفظ طیب سے نکلے ہیں۔ طیب کے معنی پاکیزہ اور عمدہ کے ہیں۔ جی ہاں! میرے حضور ﷺ کا شہر بڑا پاک، پاکیزہ اور عمدہ ہے ...... اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا!

((هٰذِهٖ طَابَةٌ))

''یہ شہر پاکیزہ اور عمدہ ہے۔'' [1]

میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ!

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمَّی الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ))

''اللہ نے اس شہر کا نام ''طابہ'' رکھا ہے۔'' [2]

مدینہ جانے والو! میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا!

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِيْنَةَ طَيْبَةَ))

''عزت و جلال والے مولا کریم نے مجھے حکم دیا کہ میں مدینے کا نام ''طیبہ'' بھی رکھ دوں۔'' [3]

---

[1] بخاری: ۱۸۷۲. [2] مسلم: ۱۳۸۵. [3] معجم الکبیر للطبرانی: ۱۹۸۷.

Marfat.com

اللہ اللہ! طیبہ نام کیوں رکھا؟ اس کا سبب میرے حضور ﷺ نے بتلایا...... ارشاد فرمایا!

((اِنَّهَا طَيْبَةُ -يَعْنِى الْمَدِيْنَةُ- وَ اِنَّهَا تَنْفِى الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِى النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ))

''مدینہ، طیبہ ہے۔ یہ میل کچیل کو یوں دُور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔'' [1]

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا!

((اَلَا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِىَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِى الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))

''خبردار ہو جاؤ! مدینہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل اور کچرا باہر پھینک دیتا ہے۔ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک مدینہ اپنے اندر کے شریر لوگوں کو باہر نہ پھینک دے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے کچیل کچرے کو بھسم کر کے پھینک دیتی ہے۔'' [2]

مدینہ جانے والو! دُعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو کہ مدینہ منورہ سے واپس آئیں تو صاف اور چمکتی چاندی بن کر آئیں جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ خالص کتاب و سنت کا پیکر بن کر آئیں جس میں شرک و بدعت کی ذرّہ بھر آمیزش نہ ہو۔ سود خوری سے توبہ ہو، حسد، بغض، تجسس و چغلی کا شائبہ تک نہ ہو۔

اسلام کا گنبد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ کا نام اسلام کا گنبد رکھا۔

اللہ اللہ! اسلام کا گنبد...... کیا مقام ہے بلند میرے حضور ﷺ کے مدینہ پاک کا......

---

[1] مسلم: ١٣٨٤. [2] مسلم: ١٣٨٤.

Marfat.com

مدینہ جانے والے پیارے مدنی بھائیو! مسجد کا گنبد بنانا اسلامی طرزِ تعمیر ہے اور یہ طرز تعمیر اسی لیے ہے کہ گنبد کا لفظ میرے حضور ﷺ کی پاک اور مبارک زبان سے نکلا ہے۔ گنبد کی یہ خوبی ہے کہ وہ سایہ فراہم کرتا ہے۔ سردی اور گرمی کی شدت سے ہر اس شخص کو بچاتا ہے جو اس کے نیچے بیٹھتا ہے۔ طوفان، آندھی اور بارش سے ہر اس آدمی کو محفوظ کرتا ہے جو اس کے نیچے پناہ لیتا ہے۔ جی ہاں! سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام تو ہر چھت سرانجام دیتی ہے پھر گنبد کی کیا خصوصیت ہے...... جی ہاں! گنبد کی خصوصیت یہ ہے کہ بارش کا پانی اس پر ٹھہرتا نہیں، فوراً پھسل جاتا ہے۔ طوفان اسے نقصان نہیں دیتا اس لیے کہ گنبد کی بناوٹ ہوا کے سامنے رکاوٹ نہیں بنتی۔ مزید برآں! سورج کی کرنیں اس پر ترچھی پڑتی ہیں جس کی وجہ سے گنبد زیادہ گرم نہیں ہوتا اور جب وہ زیادہ گرم نہیں ہوتا تو اپنے نیچے بیٹھنے والے کو ٹھنڈا سایہ فراہم کرتا ہے۔ باقی عمارت سے گنبد بلند ہوتا ہے یعنی اس کی بلندی اس کے مقام کو واضح کرتی ہے...... گنبد کی یہ صفات ملاحظہ فرمائیے اور قارئین کرام! پھر میرے پیارے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنیے:

((اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ))

''مدینہ اسلام کا گنبد ہے۔''

دار الایمان

﴿وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ﴾ (الحشر: ۹)

''مدینے کے انصار لوگ جو مکہ کے مہاجروں کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی ایمان لے آئے تھے اور یہیں ''دار الھجرت'' میں مقیم تھے، یہ ان مہاجروں سے محبت کرتے ہیں جو مکہ چھوڑ کر ان کے پاس آئے ہیں۔''

مدینہ جانے والو! مندرجہ بالا آیت سے مدینہ منورہ کے دو نام نمایاں ہوتے ہیں......

Marfat.com

اور ان دونوں ناموں کا اظہار اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

"مدینہ کا نام "دارالایمان" ہے اور "ارض الهجرة" ہے۔"

مدینہ جانے والو! ثابت ہوا مدینہ وہ شہر ہے جو ایمان کا گھر ہے۔ یہاں ایمان ملتا ہے۔ بندہ اپنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ یہ ہجرت کی سرزمین ہے یعنی یہاں جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں وہ ایمان کی خاطر آئے ہیں۔

اے اللہ کریم! تیرے جو بندے تیرے پیارے رسول ﷺ کے شہر میں آ رہے ہیں ان کے دلوں کو مدینہ منورہ میں ایمان کے نور سے مزید منور فرما دے۔ (آمین!)

مدینہ میں آنے والو! پیارے حضور ﷺ نے اس شہر کو حلال وحرام کا مرکز بھی قرار دیا ہے۔ ((مُبَوَّأُ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ)) بھی کہا ہے یعنی انسانیت کے لیے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے، یہ تفصیل حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں اور اس شہر میں لائے ہیں جہاں ایمان اپنے یقین کے درجے میں داخل ہوتا ہے۔ مدینے میں آنے والو! آپ نے مدینہ منورہ کے چار ناموں کی تفصیل ملاحظہ فرمالی [1] ...... آئیے! پانچواں نام بھی ملاحظہ فرمالیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے "مدینہ منورہ" کا ذکر کیا تو اسے "دار السنة" [2] کہا ...... یعنی مدینہ وہ شہر ہے جو حضور ﷺ کی سنت کا مرکز ہے۔ صحابہ نے حضور ﷺ کی ایک ایک سنت کو محفوظ کیا ہے۔ خاص طور پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو کمال کر دیا کہ سب سے زیادہ سنت اور حدیث کی روایات انہی سے مروی ہیں ...... مدینہ جانے والو! مدینے میں حضور ﷺ کی سنت کا خاص خیال رکھنا اور پھر موت تک اسی انداز کو تھامے رکھنا۔ "دار السنة" دیکھ کر آنے کا یہی تقاضا ہے۔

---

[1] رواه الطبرانی فی الاوسط۔ مجمع الزوائد: ۳۹۸/۳۔ فتح الباری: ۴۲۲/۱۲۔ کنز العمال: ۱۵۸۸/۲.

[2] بخاری: ۳۹۲۸.

Marfat.com

۳ ایمان کا قلعہ

"مدینہ منورہ" ایمان کا قلعہ ہے۔ ایمان کی حفاظت گاہ اور پناہ گاہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

((اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِھَا))

"بلاشبہ مدینہ کی جانب ایمان اس طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ کر داخل ہو جاتا ہے۔"[1]

قارئین کرام! یہاں ایمان کو سانپ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مشابہت بعض اوقات "کلی" یعنی سو فیصد ہوتی ہے اور بعض اوقات "جزوی" یعنی چالیس، پچاس، ساٹھ فیصد ہوتی ہے...... یہاں جو مشابہت ہے یہ صرف سانپ کے اس کردار سے متعلق ہے جب وہ ریگستان میں گھومتا پھرتا اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔

سانپ بڑے بڑے خوب صورت بھی ہوتے ہیں۔ بعض کی جلد کئی رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ چمک دار ہوتی ہے۔ سورج کی کرنیں اس پر پڑیں تو چمک دمک میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ حسن جب ریگستان کے ٹیلوں پر کبھی قدرے سیدھا، کبھی بل کھاتا ہوا دوڑتا ہے تو سرخ ریگستان پر اس کی بل کھاتی دوڑ کا بڑا حسین منظر ہوتا ہے...... اللہ کی قسم! کمال تشبیہ دی ہے میرے حضور ﷺ نے کہ جس طرح یہ حسین نظارہ اپنے بل میں چھپ کر محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح ایمان بھی چاروں طرف سے سمٹ کر مدینہ میں محفوظ ہو جائے گا۔

سانپ جب بل میں داخل ہوتا ہے تو وہ منظر بھی دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ ادھر سانپ نے اپنا منہ بل میں داخل کیا...... اور اُدھر اسے نقصان پہنچانے والا دیکھتا ہی رہ گیا کہ سانپ نے ایک جانب اپنی لمبائی کو سمیٹا اور ساتھ ہی تیزی کے ساتھ پل بھر میں بل کے اندر جا داخل ہوا۔ دیکھنے والا منظر ہی دیکھتا رہ گیا۔ سانپ محفوظ ہو گیا۔

---

[1] بخاری: ۱۸۷۶.

Marfat.com

میں کہتا ہوں، حفاظت اور پناہ کے نقطۂ نظر سے اس سے بڑھ کر خوب صورت مشابہت نہ ہوسکتی تھی جو میرے حضور ﷺ نے دی ...... کہ ایمان جب خطرے سے دوچار ہوگا تو پناہ گاہ مدینہ ہوگا ...... مدینہ منورہ میں ...... جب میں ''مدینہ یونیورسٹی'' کو دیکھتا ہوں۔ شاہ فہد رحمہ اللہ کا ''مجمع القرآن'' دیکھتا ہوں جہاں سے کروڑوں کی تعداد میں قرآن مجید دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہوکر اطراف واکناف میں پہنچے۔ علماء ساری دنیا میں داعی بن کر گئے۔ احادیث، سیرت اور سنت کا تحقیقی سرمایہ دنیا تک پہنچا...... تو لاریب اسی نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ مدینہ اسلام اور ایمان کا قلعہ ہے۔

اے اللہ پاک جی! ہم بار بار تیرے رسول کریم ﷺ کے شہر میں جاتے رہیں اور ایمان کی حفاظت کے قلعے میں داخل ہوتے رہیں۔

گناہ ختم

مدینے آنے والو! مدینہ وہ پاکیزہ شہر ہے جہاں ایمان محفوظ ہوتا ہے۔ مامون ہوتا ہے۔ قلعہ بند ہوتا ہے۔ تو جو گناہ ہیں وہ مٹتے ہیں، ختم ہوتے ہیں، فنا ہوتے ہیں ...... فرمایا میرے مدنی حضور ﷺ نے ...... ملاحظہ ہو۔ فرمان!

((إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ))

''مدینہ تو بلاشبہ پاکیزہ شہر ہے۔ یہ گناہوں کو ایسے فنا کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو فنا کر دیتی ہے۔''[1]

مدینہ بھی حرم

مدینہ آنے والو! آپ مکہ سے آئے۔ مکہ تو حرم ہے، مگر یاد رکھو! مدینہ بھی حرم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاري: ٤٠٥٠.

Marfat.com

((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَرَّمَ مَكَّةَ وَ دَعَا لَهَا وَ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَكَّةَ وَ دَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَ صَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِمَكَّةَ))

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا پھر مکہ کے لیے برکت کی دُعا بھی کی تھی ...... اب میں نے بھی مدینہ کو اسی طرح حرم قرار دے دیا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ مزید برآں! میں نے مدینہ (میں مروج اناج کے پیمائشی پیمانوں) ''مُد'' اور ''صاع'' میں برکت کی دُعا اسی طرح کی ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے کی تھی۔''[1]

مدینہ آنے والو! ہوشیار! خبردار!! مدینہ بھی مکہ ہی کی طرح حرم ہے لہٰذا حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق!

''اس کی گیلی گھاس جڑ سے نہ اکھاڑی جائے، نہ اس کے درخت ہی کاٹے جائیں۔ یہاں جو شکار کے جانور ہیں ان کو بھگایا نہ جائے۔ کوئی شخص گری پڑی چیز کو مت اٹھائے ...... ہاں! جو اٹھالے وہ اس کا اعلان کرے۔ اسی طرح اس شہر میں لڑائی لڑنے کو کوئی شخص ہتھیار مت اٹھائے۔''[2]

مدینہ آنے والو! حضرت سہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مدینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا!

((اِنَّهُ حَرَمٌ اٰمِنٌ))

''یہ امن دینے والا حرم ہے۔''[3]

حضور ﷺ نے مزید فرمایا!

((اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا))

---

[1] بخاری: ۲۱۲۹۔ مسلم: ۱۳۶۰۔
[2] بخاری: ۱۳۴۹۔ مسلم: ۱۳۶۷۔
[3] مسلم: ۱۳۷۵۔

Marfat.com

''میں مدینہ کو اس کے دو سیاہ پتھریلے علاقوں کے درمیان حرم قرار دیتا ہوں۔''❶

مدینہ میں بدعت

اللہ اللہ! مدینہ میں انسانوں کی جان محفوظ
مدینہ میں جانوروں کی جانیں مامون
اشجار اور نباتات بھی محفوظ اور مامون

مدینہ آنے والو! یہاں میرے حضور ﷺ کا دین بھی محفوظ و مامون۔ بعض لوگ ثواب سمجھ کر اپنی طرف سے میرے حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین میں نئی نئی باتیں اور رسوم شامل کر دیتے ہیں ...... انہیں بدعات کہا جاتا ہے۔ ان سے اپنا دامن بچا کر رکھنا ...... میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

((اَلْـمَـدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُـحْـدِثًـا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا))

''عَیْـر'' پہاڑ سے ''ثَـوْر'' پہاڑ تک مدینہ حرم ہے۔ جو شخص اس حد میں کوئی بدعت بنائے یا کسی بدعتی کو (ایسے امور کی انجام دہی اور اشاعت کے لیے) جگہ مہیا کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ فرشتوں کی بھی لعنت اور ساری انسانیت کی بھی لعنت ہو۔''❷

مدینہ آنے والو! بدعت جیسا جرم ہر جگہ ہی جرم ہے مگر حرم مدنی میں اس جرم کی شدت بہت زیادہ ہے۔ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُوری کے ہیں ...... جو میرے حضور ﷺ کے مدینہ میں آ کر اللہ کی رحمت سے دُور ہٹا دیا گیا، فرشتوں کی بددُعا کا شکار ہو گیا، انسانیت

---

❶ مسلم: ۱۳۶۱.

❷ بخاری: ۱۸۷۰۔ مسلم: ۱۳۷۰.

Marfat.com

کی زبان سے راندۂ درگاہ ہوگیا، اس کا کیا حال بنے گا؟ ...... اس کی مزید بدحالی حضور ﷺ کی وعید سے ملاحظہ ہو۔ فرمایا: ''تمام انسانوں میں سب سے زیادہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے وہ تین ہیں!

((مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ))

''حرم میں خرابی کرنے والا اور اسلام میں جاہلی طریقے کو رواج دینے والا۔'' [1]

قارئین کرام! تیسرا بدقسمت وہ ہے جو کسی بے گناہ کو قتل کرتا ہے...... اللہ اللہ! پیارے مولا کریم جی...... عزت و جلال والے رب کریم جی! اپنے رحمۃ للعالمین ﷺ کے پُر رحمت اور پُر امن شہر میں ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کا والا و شیدا بنانا۔ رحمت عطا فرمانا۔ اپنے سے دُور نہ ہٹانا۔ (آمین یارب العالمین!)

مدینہ میں شرک

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے نکلا۔ آپ ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا!

((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ طَهَّرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ مِنَ الشِّرْكِ اِنْ لَّمْ تُضِلَّهُمُ النُّجُوْمُ))

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مدینے کی اس بستی کو شرک سے پاک کر دیا ہے، اگر ستاروں نے انہیں گمراہ نہ کر دیا تو۔'' [2]

مدینہ آنے والو! سبحان اللہ پڑھتے ہوئے خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے اپنے پاک نبی کے پاک شہر کو شرک کی آلودگی سے پاک رہنے کی گارنٹی سے نواز دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧٧٨۔ رواه الطبراني فی المعجم الكبير و البيهقی فی السنن.

[2] رواه ابو يعلى و البزّار و الطبرانی۔ المعجم الاوسط: ١/٣٤٢۔ كشف الاستار: ٣/٣٢١-٣٢٢۔ و مجمع الزوائد: ٣/٢٩٩ و ١٠/٥٤.

Marfat.com

بات اللہ کی بات ہے...... میرے پیارے حضور ﷺ نے ایک خدشے کا بھی اظہار کر دیا ہے اور وہ ستاروں سے قسمت معلوم کرنا ہے۔ یہ واضح گمراہی ہے۔ عزم کرو کہ نجومیوں کے قریب بھی نہ جاؤ گے...... اگر میرے حضور ﷺ کے مدینہ سے آنے کے بعد بھی کسی نے ستاروں کے ساتھ اپنے مقدر کو وابستہ کر لیا تو اس بدقسمت نے مدینہ سے کیا فیض پایا؟ اے اللہ! مدینہ بھی پاک، ہمارے عقیدے بھی پاکیزہ بنا دے۔ (آمین!)

مدینہ کی محبت

مدینہ آنے والو! مدینے کی محبت دل میں بسا لو۔ مدینہ دیکھتے جاؤ اور محبت کے جام پیتے جاؤ...... مدینے کا لال شربت نوش کرتے جاؤ اور اس شہر کی محبت اپنے لال خون میں شامل کرتے جاؤ...... میں نے مدینہ کے روایتی دہاتی گلاس میں مدینے کا خصوصی لال شربت عرب مدنی بھائی کے ہاتھوں سے پیا تو مدینے کی محبت کو اپنی رگ رگ میں محسوس کیا...... ہم کیوں نہ مدینے کی محبت کے جام نوش کریں...... میرے حضور ﷺ نے اپنے مولا کے حضور یوں دُعا فرمائی!

((اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ اَوْ اَشَدَّ))

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینے کی محبت اس طرح ڈال دے جس طرح مکہ کی محبت ڈال رکھی ہے بلکہ مدینے کی محبت کو بہت زیادہ ہی کر دے۔'' [1]

صاف ماحول

مکہ کے مسلمان جو محض اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں اپنا شہر چھوڑ کر مدینہ آئے تھے، ان کا دِل نہ لگتا تھا، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے دل میں مدینے کی محبت کا سوال اپنے رب سے کیا...... اور پھر جب ان مسلمانوں کو مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور

---

[1] بخاری: ٣٩٢٦.

Marfat.com

بخار چڑھنا شروع ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بخار ہو گیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی مہاجر صحابہ اور صحابیات کو بھی بخار ہو گیا تو حضور ﷺ نے یوں اپنے رب کریم سے رابطہ کیا:

((اَللّٰھُمَّ صَحِّحْھَا))

''اے اللہ! مدینے کی آب و ہوا کو صحت افزا بنا دے۔''[1]

ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ حَوِّلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَةِ))

''اے اللہ مدینے کے وبائی بخار کو جُحفہ میں لے جا۔''[2]

جحفہ اس دور میں ایک ویران علاقہ تھا...... الغرض! حضور ﷺ کی دعا سے مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحت بخش اور صاف ستھری ہو گئی۔ وبائی امراض اور بخار وغیرہ سے مدینہ پاک صاف ہو گیا۔

برکت کی دُعا

آب و ہوا صاف ہو گئی، نشاط انگیز ہو گئی۔ فرحت و انبساط کا ماحول بن گیا۔ فضائیں شفاف ہو گئیں۔ ہوائیں اُجلی ہو گئیں۔ کرنوں اور شعاعوں میں نکھار پیدا ہو گیا تو اب میرے حضور ﷺ نے برکت کی دُعا کی۔

ملاحظہ ہوں میرے مدنی حضور ﷺ کے مبارک الفاظ!

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ))

''اے مولا کریم! جتنی برکت آپ نے مکہ میں رکھی ہے اس سے ڈبل برکت مدینہ کو عطا فرما دیں۔''[3]

مدینہ آنے والو! صدقے قربان جاؤں اپنے حضور ﷺ کی دعا پر...... کہ مکہ میں تو اللہ

---

[1] بخاری: ۳۹۲۶۔ [2] مسلم: ۱۳۷۶۔

[3] بخاری: ۱۸۸۵۔ مسلم: ۱۳۶۹۔

Marfat.com

نے جو برکت رکھنا تھی رکھ دی...... اب مدینے کے لیے دوگنی برکت کا سوال کر دیا...... اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کا سوال بھلا مولا کریم کی مرضی کے بغیر زبان نبوت پر کیسے آ سکتا ہے؟ ...... پھر میں کیوں نہ کہوں! اللہ کی مرضی اور رضا سے یہ سوال نبوت کے مبارک ہونٹوں پر آیا، مدینہ کی شفاف فضا میں ادا ہوا، میرے حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس بابرکت فرمان کو سنا اور روایت کر دیا۔ مدینہ آنے والو! مدینے کی برکتوں کے کیا کہنے۔ آیئے! ایک اور برکت آفریں فرمان ملاحظہ کیجیے!

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَ مُدِّنَا وَ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ))

''اے اللہ کریم! ہم مدنی لوگوں کے لیے ہمارے ''صاع'' میں اور ہمارے ''مُد'' میں برکت کر دے اور ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں ملا دے۔'' [1]

''صاع'' اور ''مُد'' لوہے اور پیتل وغیرہ کے بنے ہوئے وہ برتن ہیں کہ جن میں اناج کی پیمائش ہوتی تھی۔ لین دین اور خرید و فروخت ان کے ساتھ ہوتی تھی۔

اللہ اللہ! مدینے کے پیمانے بھی بابرکت ہو گئے۔ ان میں جو اناج اور غلہ ڈالا جائے گا اس کی برکت کا اندازہ خود ہی لگا لیجیے وہ کیا ہو گی ...... مدینے میں آنے والو! ہم کیا اندازے لگائیں گے۔ حضور ﷺ کی دعا کا ہم کیا اندازہ لگائیں گے۔ حضور ﷺ کی دُعا ملاحظہ کیجیے اور مدینے کی قسمت پر سبحان اللہ کہتے جایئے۔ فرمایا!

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا))

''اے مولا کریم! ہم مدینہ کے باسیوں کے لیے ہمارے پھلوں میں بھی برکت کر دیجیے اور ہمارے مدینے میں بھی برکت فرما دیجیے۔'' [2]

مدینے میں آنے والو! خوش ہو جاؤ۔ مدینے کی کھجوریں بھی بابرکت ہیں۔ مدینے کے تمام پھل بابرکت ہیں۔ مدینے کی سبزیاں بھی بابرکت ہیں ...... مدینے شہر کے لیے بھی

---

[1] مسلم: ١٣٧٤. [2] مسلم: ١٣٧٣.

Marfat.com

حضور ﷺ نے برکت کی دعا کر دی۔ اب مدینے میں حلال اور طیب جو شے بھی درآمد ہو گی وہ برکت والی ہو گئی۔ حرم مدنی میں آ کر محترم بن گئی ...... اور مدینے میں آنے والو! مدینے میں آنے کے بعد تم بھی برکتوں والے بن گئے۔ عزتوں والے بن گئے۔ حرم مکی میں آ کر محترم بن گئے ...... مبارک ہو تم کو مبارک کہ تم!

مدینہ مبارکہ میں آئے

مدینہ منورہ میں آئے

مدینہ مشرفہ میں آئے

دنیا بھر کے پھل

مدینے آنے والو! مکہ کے بارے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دُعا کی تھی!

﴿وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾ (البقرة: ۱۲۶)

''اے اللہ! مکہ کے شہریوں کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔''

چنانچہ مکہ میں زمین سخت پتھریلی اور خشک ہے مگر وہاں دنیا بھر کے پھلوں کی بہتات ہے ...... اسی طرح حضرت محمد حبیب اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حضور دعا کی!

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ ثَمَرَاتِ الْاَرْضِ))

''اے اللہ! ہمیں روئے زمین کے پھل عطا فرما۔'' [1]

اللہ اللہ! مدینہ میں بھی پھل پیدا ہوتے ہیں اور روئے زمین کے پھل بھی مدینہ منورہ میں دستیاب ہیں۔ برکتیں ہی برکتیں ہیں۔ (سبحان اللہ!)

[1] الادب المفرد للبخاری: ۴۸۲۔ مسند احمد: ۳۴۲/۳ اسناده صحيح.

Marfat.com

کھجور کی برکتیں

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کے شہر کی کیا بات ہے کہ وہاں کے باغات میں کھجوروں کے جو درخت ہیں، ان پر جو کھجوریں لگتی ہیں، میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

((مَنْ اَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ حَتّٰى يُمْسِيَ))

"مدینہ کے دونوں جانب سیاہ پتھروں کے درمیان حرمِ مدنی کی سرزمین میں پیدا ہونے والی سات عدد کھجوریں جس شخص نے صبح کے وقت کھا لیں شام تک کوئی زہر اُسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔" ❶

مدینہ میں آنے والو...... مدینہ کی کھجوریں کھانے والو! مدینہ کی کھجوریں خریدنے والو! تحائف واپس لے کر جانے والو!...... یہ تو کھجور کی ہر قسم تھی جو حرمِ مدنی میں پیدا ہوتی ہے ...... آیئے اب ایک خاص کھجور کا تذکرہ بھی میرے مدنی حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنیئے۔ فرمایا!

((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ))

"جس نے صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجویں کھا لیں، اس دن اسے کوئی زہر اور کوئی جادو نقصان نہ دے گا۔" ❷

مدینے آنے والو ...... عجوہ کھجور کھانے والو! میرے حضور ﷺ کا ایک اور فرمان ملاحظہ کرو اور پھر عجوہ کھجور کے مزے اور لطف کو دوبالا کر لو۔ فرمایا!

((اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ))

"عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے۔" ❸

---

❶ مسلم: ۱۳٦۰۔ ❷ مسلم: ۲۰٤۷۔ ❸ ابن ماجه: ۳٤۵۵ و اسناده حسن۔

Marfat.com

اللہ اللہ! میرے رب کریم کو مدینہ اس قدر پیارا ہے کہ مدینے سے محبت کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب کریم نے مدینے میں عجوہ کھجور کی گٹھلی جنت سے بھیجی اور مدینہ میں درخت بن کر مدینہ کا پھل بن گئی۔

قارئین کرام! عربی لغت کے اعتبار سے ''عجوہ'' کے معنی میں عورت کا اپنے بچے کو دودھ پلانا بھی شامل ہے...... عجوہ کی کھجور ہو، مدینے کا پانی ہو اور حضور ﷺ کے مدینے میں اسے کھایا جائے تو کیا بات ہے ایسے کھانے اور غذا کی؟

مدینے میں زَم زَم بھی ملتا ہے۔ اگر زَم زَم کے ساتھ عجوہ کھجور کھائی جائے تو سونے پہ سہاگا ہو جائے، مکہ مدینہ کا ملاپ ہو جائے...... اور اگر مدینے کی اونٹنی کے دودھ کے ساتھ کھائی جائے تو سبحان اللہ! صحت ہی صحت، فائدے ہی فائدے...... جیسے دل چاہے۔ عجوہ کھجور اکیلی بھی کھائی جائے...... سات کھجوروں کا ناشتہ کیا جائے تو زہر سے بھی محفوظ اور جادو سے بھی محفوظ...... جادو وغیرہ شیاطین کی مدد سے کیا جاتا ہے۔

سبحان اللہ! میرے حضور ﷺ کے مدینے کی ''عجوہ'' کھالو، شیطان اس دن قریب نہ آسکے گا...... یہ ہیں برکتیں میرے حضور ﷺ کے مدینے کے باغات کی...... باغات میں ان درختوں کی جن پر کھجوروں کے خوشے لٹکتے ہیں۔

کھجور کا درخت سال بھر ہرا بھرا رہتا ہے: میرے حضور ﷺ نے مومن کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی ہے۔ مدینہ آنے والو! مدینہ منورہ میں میرے حضور ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے، صحابہ موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں، حضور ﷺ نے صحابہ سے ایک سوال کرلیا۔ پوچھا!

((اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَ اِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِیْ مَا هِیَ؟))

''درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتوں پر خزاں نہیں آتی۔ وہ مسلمان کی طرح ہے۔ مجھے بتلاؤ! وہ درخت کون سا ہے؟''

Marfat.com

صحابہ کا ذہن جنگل کے درختوں کی طرف چلا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے (مگر کم عمر ہونے کی وجہ سے بولا نہیں)۔ آخرکار صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں بتلا ہی دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ (1)

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بعد میں اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میرے دل میں بات تو آئی تھی مگر میں بولا نہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے!

''اگر تو اس مجلس میں یہ بات کہہ دیتا تو مجھے بے پناہ خزانوں کے ملنے سے بھی زیادہ اس بات کی خوشی ہوتی اگر تو بتلا دیتا کہ یہ درخت کھجور کا ہے۔'' (2)

قارئین کرام! ''عالیہ'' کے علاقے کی جو کھجور ہے اس کا الگ مقام ہے۔ ''عالیہ'' کا علاقہ قبا کے علاقے کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ بلندی میں ہے۔ جی ہاں! علاقہ بھی اونچا اور بلند، وہاں کے لوگ بھی اونچے اور بلند اور وہاں کی کھجور بھی مقام اور تاثیر میں اونچی اور بلند۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

((اِنَّ فِیْ عَجْوَةِ الْعَالِیَةِ شِفَاءٌ اَوْ اِنَّھَا تِرْیَاقٌ اَوَّلَ الْبُکْرَةِ))

''عالیہ'' کی عجوہ کھجور میں شفا ہے بلکہ دن کے شروع میں کھائی جائے تو تریاق ہے۔'' (3)

قارئین کرام! کھجور کا درخت ریگستان میں ہوتا ہے۔ ریگستان میں پانی کم ...... گرمی کی شدت اور ہوائیں گرم ...... ایسے موسم میں کھجور کا درخت سارا سال ہرا بھرا ...... سایہ بھی دیتا ہے ...... میٹھا پھل بھی دیتا ہے ...... ایسی مٹھاس کہ دنیا میں کوئی پھل ایسی مٹھاس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

اے مدینہ آنے والو! مدینہ سے ایسا ہی کردار لے کر واپس آؤ۔ ہر ایک کے لیے

---

(1) بخاری: ٦٢. (2) بخاری: ١٣١.

(3) مسلم: ٢٠٤٧.

Marfat.com

پُر بہار اور سایہ دار بن جاؤ۔ گرم لو کے تھپیڑوں میں بھی سایہ دینے والے اور مٹھاس بانٹنے والے بن جاؤ...... مدینہ میں آنے سے جس کا کردار ایسا بن گیا اسے مدینہ جانا مبارک ہو ......مبارک ہو......مبارک ہو۔

طاعون سے مامون

طاعون ایک وبائی بیماری ہے، جس علاقے میں پھوٹ پڑتی، ہزاروں لاکھوں انسانوں کو موت سے دوچار کر دیتی ...... اس وبائی مرض سے مرنے والا مسلمان ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے شہادت کی خوش خبری دی ہے ...... تاہم مدینہ وہ شہر ہے کہ اس کے بارے میں فرمایا!

((عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ))

"مدینہ کے راستوں پر فرشتے متعین ہیں لہٰذا مدینہ میں طاعون کی وبا داخل نہیں ہوگی۔"[1]

مدینہ آنے والو! یہ وہ شہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وبائی مرض سے محفوظ فرما دیا ہے۔ سبحان اللہ! حرمِ مدنی کی حرمت کے کیا کہنے کہ اللہ کے نوری فرشتے حرمِ مدنی کی ہواؤں اور فضاؤں پہ پہرے دے رہے ہیں۔

دجال سے محفوظ

قیامت کے قریب دجال نمودار ہوگا اور!

((لَیْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَیَطَؤُہُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَکَّۃَ وَ الْمَدِیْنَۃَ))

"کوئی شہر بچ نہیں پائے گا جسے وہ روند نہ ڈالے مگر جو مکہ اور مدینہ کا شہر ہے۔"

(اس کی حفاظت کا یہ حال ہوگا کہ)

---

[1] بخاری: ۱۸۸۰.

Marfat.com

((لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا))

''ان شہروں کے ہر راستے پر فرشتے صف بنا کر حفاظت کر رہے ہوں گے۔'' ❶

اللہ اللہ! کیا بات ہے مدینے کی۔ میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا!

((وَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَالَهَا مِنْ طَرِيْقٍ ضَيِّقٍ وَ لَا وَاسِعٍ فِىْ سَهْلٍ وَ لَا فِىْ جَبَلٍ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرٌ بِالسَّيْفِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا يَسْتَطِيْعُ الدَّجَّالُ اَنْ يَّدْخُلَهَا عَلٰى اَهْلِهَا))

''اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے قابل نہیں، مدینہ کی چاہے تنگ سڑک ہو یا چوڑی، کوئی راستہ میدان میں ہے یا پہاڑ میں ...... اس پر ایک فرشتہ تلوار لہرائے قیامت کے دن تک کھڑا پہرہ دے رہا ہے۔ دجال کی یہ طاقت کہاں کہ وہ مدنی لوگوں کے خلاف مدینے میں داخل ہو۔'' ❷

مدینہ آنے والو! ذرا ملاحظہ کرتے چلے جاؤ حرمت میرے حضور ﷺ کے مدنی حرم کی ...... فرمایا!

((لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ))

''دجال کا رعب بھی مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ان دنوں مدینے کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے متعین ہوں گے۔'' ❸

قارئین کرام! دنیا گھومتے ہوئے جب آخر پر دجال مدینے کے قریب آئے گا، حرم مدنی سے باہر ڈیرے لگائے گا، تو کیا ہوگا؟ پیارے مدنی رسول ﷺ کی پاک زبان سے

---

❶ بخاری: ۱۸۸۱.

❷ مسند احمد: ۶/۳۷۳-۳۷۴- مسلم: ۲۹۴۲.

❸ بخاری: ۱۸۷۹-۷۱۲۵.

Marfat.com

سنیے۔ فرمایا!

((ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّ مُنَافِقٍ))

''پھر سرزمین مدینہ اپنے باسیوں کے ساتھ تین جھٹکے لیتے ہوئے کپکپا اٹھے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ہر منکر ومنافق کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔''[1]

جی ہاں! یہ لوگ بھاگیں گے اور دجّال کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟

...... پیارے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنیے۔ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا!

''مدینے سے ایک شخص نکلے گا۔ یہ مدینے کے لوگوں میں ایک بہترین نیک آدمی ہوگا۔ وہ دجال کے پاس آ کر کہے گا!

((اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَدِيْثَهٗ))

''میں اعلان کرتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حدیث کے ذریعے سے باخبر فرما دیا ہے۔''

اس پر دجال (اپنے پیروکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے) کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اس شخص کو قتل کر دوں پھر اس کو زندہ کر دوں تو کیا تم لوگ پھر بھی (میری خدائی) کے معاملے میں شک کرو گے؟ وہ کہیں گے: بالکل نہیں ...... اس پر دجال اس (مدنی مومن) کو قتل کر دے گا پھر اس کو زندہ بھی کر دے گا ...... زندہ ہوتے ہی مدنی مومن دجال سے کہے گا!

((وَ اللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّی الْيَوْمَ))

''اللہ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ تجھے پہچان لینے کی اس قدر بصیرت تو مجھے کبھی نہ تھی جس قدر آج حاصل ہوئی ہے۔''

مدنی مومن کا چیلنج سنتے ہی دجال اپنے حواریوں کو حکم دے گا: اسے میرے پاس لاؤ اسے قتل کروں ...... لیکن!

---

[1] بخاری: ۱۸۸۱.

Marfat.com

((فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ))

"اب وہ اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔" [1]

مدینے میں آنے والو! جس شہر میں آئے ہو...... اس شہر کا مدنی مومن کس قدر پیارے رسول ﷺ کی حدیث کو ماننے والا ہوگا؟ کس قدر اس کا پختہ ایمان ہوگا؟ وہ کمزور عقیدے والا نہ ہوگا کہ کسی شعبدہ باز کی شعبدہ بازی کو دیکھ کر ایمان گنوا بیٹھے...... مدینے سے ایسا ایمان لے کر گھر آؤ تو تب مدینہ دیکھنے کا مزا ہے...... اب آیئے! آگے بڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔

پھر دجال کا کیا بنے گا؟...... میرے مدنی حضور حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا!

"دجال مشرق کی طرف سے آئے گا۔ مدینہ کا عزم کرتے ہوئے آئے گا۔ احد پہاڑ کے پیچھے اپنا ڈیرہ جمائے گا۔"

((ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَ هُنَالِكَ يَهْلِكُ))

"پھر فرشتے اُس کا رُخ شام کی طرف کر دیں گے۔ وہ وہاں چلا جائے گا اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں) مارا جائے گا۔" [2]

مدینے میں رہو

اللہ اللہ! ایسے محفوظ و مامون شہر میں جو پیدا ہو جائے اور مدنی شہری بن جائے، کسی کا وہاں قیام ہو جائے، آرام ہو جائے، قرار ہو جائے، مستقل ہو یا عارضی، سعودی حکومت کی اجازت سے ویزا لے کر وہاں ٹھہرنے کو ہفتے مل جائیں یا کچھ دن مل جائیں، بڑے نصیب کی بات ہے۔ وہاں کا شہری بن کر وہاں سے نہ نکلے، اجازت نامہ مل جائے تو رہنے کا فائدہ اٹھائے۔ چھوٹی موٹی مشکلات کی پروا نہ کرے۔ تکلیف اور مشقت کو خاطر میں نہ لائے......

حضور ﷺ نے فرمایا!

((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتُ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ

---

[1] بخاری: ۱۸۸۲.   [2] مسلم: ۱۳۸۰.

Marfat.com

شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا))

''جو شخص مدینے میں پیش آنے والی تکالیف پر صبر کرے گا ...... پھر (وہیں) فوت ہو جائے گا، شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، تب میں قیامت کے دن اس کو (جنت میں داخل کروانے کے لیے) سفارش کروں گا بلکہ (اس کے ایمان کی) گواہی دوں گا۔''[1]

اے مدینے جانے والو! وصیت کر کے جایا کرو کہ اگر مدینے میں موت آ جائے تو واپس پاکستان نہ لانا۔ امریکا اور یورپ لے کر نہ جانا۔ ایشیا، آسٹریلیا اور افریقہ نہ لے کر جانا۔

مدینے میں موت آ گئی ہے تو
خوش قسمت کو بدقسمت نہ بنانا

فرمایا ہے میرے حضور ﷺ نے!

((مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا))

''جو مدینے میں مر سکتا ہو تو اسے کوشش کرنا چاہیے کہ وہ مدینے ہی میں مرے کیونکہ جو شخص مدینے میں مرے گا میں اس کی سفارش کروں گا۔''[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے بے حد پیار تھا...... اور اس لیے پیار تھا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا شہر تھا۔ چنانچہ وہ دعا کیا کرتے تھے!

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَ اجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ))

''اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما دیجیے اور میری موت اپنے

[1] مسلم: ١٣٧٤.   [2] ترمذی: ٣٩١٧.

Marfat.com

رسول ﷺ کے شہر میں عنایت کر دیجیے۔‘‘[1]

اللہ اللہ! میرے مولا نے اپنے حبیب حضرت محمد کریم ﷺ کے دوست حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اس طرح قبول فرمائی کہ!

۱۔ مدینہ شہر میں

۲۔ حضور ﷺ کی مسجد میں

۳۔ امام الانبیاء ﷺ کے مصلے پر

شہادت کی موت عطا فرمائی ...... اور محبت کا صلہ یہ دیا کہ جس جگہ شاہِ مدینہ آرام فرما رہے ہیں وہیں پہلو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ (سبحان اللہ!)

مدینہ نہ چھوڑنا

مدینہ نہ چھوڑنا ...... زندگی گزرے تو مدینے میں۔ موت آئے تو مدینے میں۔ مشکل حالات بھی آ جائیں تو مدینہ نہ چھوڑنا۔ مدینہ آنے والو! آؤ ...... میں آپ کو شاہ مدینہ ﷺ کا ایک فرمان سناؤں۔ فرمایا:

((یَـأْتِـیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّہٖ وَ قَرِیْبِہٖ ھَلُمَّ اِلَی الرَّخَاءِ ھَلُمَّ اِلَی الرَّخَاءِ وَ الْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَخْرُجُ مِنْھُمْ اَحَدٌ رَغْبَۃً عَنْھَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ فِیْھَا خَیْرًا مِّنْہُ))

’’(مدینے کے شہری) لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ ایک شخص (معاشی تنگی وغیرہ کی وجہ سے) اپنے چچا کے بیٹے کو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو کہے گا: آؤ خوش حالی والے مقامات کی طرف چلیں۔ آؤ معاشی کشائش والے شہر کو چلیں۔ لیکن اگر انہیں (مدینہ میں رہنے کی برکتوں) کا علم ہو تو مدینہ ہی تو ان

---

[1] بخاری: ۱۸۹۰.

Marfat.com

کے لیے بہتر ہے...... اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مدینہ کے ان شہریوں میں سے جو شہری بھی مدینہ سے بے رغبت ہو کر نکلے گا، اللہ تعالیٰ مدینہ کو چھوڑنے والے اس شخص کے بدلے مدینے میں بہتر آدمی لے آئے گا۔'' [1]

مدینہ آنے والو! آیئے ...... میں آپ کو اپنے سرکارِ مدینہ کا ایک اور فرمان سناؤں۔ فرمایا!

((تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَ مَنْ أَطَاعَهُمْ وَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ وَ يَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَ مَنْ أَطَاعَهُمْ وَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَ مَنْ أَطَاعَهُمْ وَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ))

''یمن فتح ہو جائے گا، تب (مدینہ) کے بعض لوگ سواریاں دوڑاتے ہوئے آئیں گے۔ اپنے گھر والوں کو سواریوں پر بٹھائیں گے اور یمن کو چل پڑیں گے۔ ان کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی مدینہ سے نکل کھڑے ہوں گے۔ حالانکہ انہیں پتا نہیں کہ ان کے لیے مدینہ میں رہنا ہی بہتر تھا...... اسی طرح جب شام فتح ہوگا تب بھی کچھ لوگ سواریاں دوڑاتے ہوئے آئیں گے۔ اپنے گھر والوں کو سوار کریں گے اور شام کو چل پڑیں گے۔ ان کی اطاعت میں اور لوگ بھی ساتھ چل دیں گے...... کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ان کے رہنے کے لیے کس قدر بہتر تھا...... الغرض! پھر عراق فتح ہو جائے گا، تب بھی ایسا ہی دیکھنے میں آئے گا کہ لوگ سواریاں دوڑاتے ہوئے اپنے بیوی بچوں کے پاس آئیں گے اور انہیں لے کر

[1] مسلم: ۱۳۸۱.

Marfat.com

عراق چلے جائیں گے۔ ان کو دیکھتے ہوئے کچھ اور لوگ بھی مدینہ سے نکل کھڑے ہوں گے...... کاش انہیں خبر ہوتی کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا۔" [1]

قارئین کرام! میں صدقے اپنے پیارے رسول ﷺ کی سچی رسالت پر...... میں قربان اپنے پیارے نبی کی سچی نبوت پر...... میرے حضور ﷺ نے یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر دے دی...... ساتھ ہی آگاہ بھی کر دیا کہ مدینے کے لوگ جب دیکھیں گے کہ وہاں خوش حالی ہے، زراعت ہے، پانی، چشمے، دریا، نہریں اور زرعی زمین ہے، فصلیں اور باغات ہیں، تو بعض لوگ وہاں کو چلے جائیں گے...... جو چلے گئے وہ چلے گئے۔ وہاں بھی انہوں نے دین پھیلایا۔ خیر کے دروازے ان کے ہاتھوں سے کھلے...... مگر مگر! مدینے کے مقابلے میں دیکھا جائے تو خیر کثیر مدینہ ہی میں ہے جو میرے حضور ﷺ کا شہر ہے اسی لیے فرمایا کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا اگر انہیں علم ہوتا!

اللہ اللہ! آج جب چودہ سو سال بعد ہم مدینہ منورہ دیکھتے ہیں تو وہاں کتاب وسنت کی حامل سعودی حکومت دیکھتے ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی دیکھتے ہیں۔ قرآن، حدیث اور سیرت کی کتابوں کا عظیم مرکز "مجمع الملک فہد" دیکھتے ہیں۔ خوش حالیاں دیکھتے ہیں۔ معاشی ریل پیل دیکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی پیش گوئی کے نظارے دیکھتے ہیں اور وہ لوگ جو یہاں ہی رہے ان کی اولادیں دجال سے بھی محفوظ رہیں گی۔ یہیں فوت ہوں گے تو قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے...... سبحان اللہ! خیر ہی خیر...... بھلائی ہی بھلائی...... کیوں نہ ہو؟ یارو! میرے حضور ﷺ نے فرما دیا ہے۔

مدینہ میں ظلم

مدینہ آنے والو! مدینہ میرے حضور ﷺ کا شہر ہے۔ اس کے شہریوں کا بڑا مقام ہے۔ بڑی شان ہے۔ میرے حضور ﷺ نے اپنے اللہ کے دربار میں ایک فریاد کی۔ ملاحظہ

---

[1] بخاری: ۱۸۷۵.

Marfat.com

ہو میرے حضور ﷺ کی فریاد!

((اَللّٰھُمَّ مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃَ وَ اَخَافَھُمْ فَاَخِفْہُ))

''اے اللہ! جس نے مدینہ کے لوگوں پر ظلم و زیادتی کر ڈالی اور انہیں ڈر اور خوف میں مبتلا کر دیا، آپ بھی ایسے ظالم کو ڈر اور خوف میں مبتلا کر دیں۔''[1]

اللہ اللہ! مدینہ کے شہری بھی محفوظ اور جو مدینہ میں آئے، وہاں کے قانون کی پاس داری کر کے آئے وہ بھی محفوظ، اور جو ان کو ستائے وہ اللہ کی گرفت میں گرفتار ہو جائے۔ ایسے شخص کے لیے مزید وعید ہے، ملاحظہ ہو۔ حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا:

((مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظُلْمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا))

''جس شخص نے ظلم و زیادتی کرتے ہوئے مدینہ کے شہریوں کو ڈرایا اللہ تعالیٰ اُسے خوف اور ڈر میں مبتلا کر دے گا۔ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا کوئی عمل...... چاہے فرض ہو یا نفل ...... قبول نہیں فرمائے گا۔''[2]

اللہ اللہ! میرے اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد کریم ﷺ کی فریاد کو کس قدر جلد شرف قبولیت سے نوازا ...... کہ اپنے حبیب ﷺ کی مبارک زبان سے ایسے ظالم کے لیے وعید اور سزا کا اعلان کروا دیا ...... سبحان اللہ! میرے حضور ﷺ مدینے کے شہری ہیں، شہریوں کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اس قدر خیال ہے کہ ظالم کے لیے فوراً سزا اور عقاب و عذاب کا اعلان ہے۔

قارئین کرام! میرے حضور ﷺ کا اسوہ یہ بھی معلوم ہوا ...... نمونہ یہ بھی سامنے آیا

---

[1] الطبرانی فی الاوسط و الکبیر، و رجالہ رجال الصحیح، الطبرانی: ۷/۱۴۴.

[2] مسند احمد: ۴/۵۵.

Marfat.com

کہ ہر شہر کا حکمران اپنے شہریوں کے لیے امن اور بے خوفی کا انتظام کرے اور جو امن کو بدامنی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرے اس کو ایسی سزا سے دوچار کرے کہ ہر ظالم کا دل کانپ کانپ جائے۔

پانی میں نمک

نمک کو پانی میں ڈالیے، فوراً گھل جائے گا، اور ایسا گھلے گا کہ نمک کا نہ رنگ رہے گا، نہ نام رہے گا اور نہ نشان باقی بچے گا۔ یعنی ایسا ختم ہو گا کہ پانی میں گھل کر بس پانی ہی ہو جائے گا...... اور جس نے مدینہ والوں کے ساتھ برے سلوک کا اِرادہ کیا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا میرے حضور ﷺ نے!

((مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ))

''جس کسی نے مدینہ کے شہریوں کے ساتھ برے سلوک کا پروگرام بنایا اللہ اسے ایسے گھلا دے گا جیسے پانی میں نمک گھل مل جاتا ہے۔'' ❶

شہریوں سے پیار

مدینہ آنے والو! میرے مدنی حضور ﷺ کو اپنے انصار مدنی شہریوں سے کس قدر محبت تھی، ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

((فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ))

''جس نے ان انصاریوں سے محبت کی اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس سے اللہ بغض رکھے گا۔'' ❷

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا!

---

❶ مسلم: ١٣٨٧. ❷ بخاري: ٣٧٨٣.

Marfat.com

((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَ آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ))

''انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض رکھنا منافق کی نشانی ہے۔'' ❶

مدینہ آنے والو! چودہ سو سال قبل میرے حضور ﷺ نے مدینے کی خواتین اور بچوں کو دیکھا کہ وہ آرہے ہیں...... نئے نئے کپڑے پہنے کسی شادی میں شرکت کر کے واپس آرہے تھے۔ جب وہ قریب آئے تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور مخاطب کر کے فرمایا!

((اَللّٰهُمَّ! اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ))

''اللہ گواہ ہے! تمام انسانوں سے بڑھ کر تم لوگ مجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔'' ❷

قارئین کرام! مندرجہ بالا جملہ میرے حضور ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ اسی طرح انصار کی ایک خاتون میرے حضور ﷺ کے گھر آئی۔ اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا۔ حضور ﷺ نے اس خاتون سے گفتگو کی اور فرمایا!

((وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّكُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ))

''اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے تمام انسانوں سے بڑھ کر بہت ہی پیارے ہو۔'' ❸

مدینہ آنے والو! تم لوگ جس شہر میں آئے ہو...... اس شہر میں انصار کے جو گھر تھے میرے حضور ﷺ نے ان گھروں کے بارے میں فرمایا!

((وَ فِیْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ))

''انصاریوں کے ہر گھر میں خیر ہی خیر ہے۔'' ❹

قارئین کرام! میرے حضور ﷺ انصار کے مدنی گھروں میں تشریف بھی لے جایا کرتے تھے۔ یارو! جن محلوں اور گلیوں سے حضور ﷺ کا گزر ہو اور گھروں میں جائیں ان

---

❶ بخاری: ۳۷۸٤.
❷ بخاری: ۳۷۸٥.
❸ بخاری: ۳۷۸٦.
❹ بخاری: ۳۷۸۹.

Marfat.com

میں خیر اور بھلائی ہی ہوگی...... پھر ان گھروں میں حضور ﷺ کی سیرت کے تذکرے ہوں، حضور ﷺ کے لائے ہوئے قرآن کی تلاوتیں ہوں...... اور ان گھروں میں رہنے والے حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک دیکھ کر مدنی گھروں میں آئیں تو ایسے گھروں میں خیر اور برکتوں کے کیا کہنے...... سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ!

حضور ﷺ اور انصار

مکہ فتح ہوا...... کچھ دنوں کے بعد حنین فتح ہوا۔ مالِ غنیمت ملا۔ میرے حضور ﷺ نے نئے نئے ہونے والے مسلمانوں کی دل جوئی کے لیے انہیں مالِ غنیمت زیادہ دے دیا...... مگر انصار کے لیے کیا فرمایا؟ ملاحظہ ہو۔ جو فرمایا اس نے انصار کی قسمت کو گلیکسی یعنی اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ فرمایا!

((اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَ الْبَعِيْرِ وَ تَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ))

"انصاریو! تم اس بات پر خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو لے جاؤ۔" [1]

قارئین کرام! حضور ﷺ کا فرمان سن کر انصار خوش ہو گئے اور کہنے لگے: "بَلٰی" کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! ہم تو اس پر خوش ہیں...... اب میرے حضور ﷺ نے مدنی انصار کے لیے ایک اور جملہ ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو!

((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهُمْ))

"اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار والی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔" [2]

---

[1] بخاری: ٤٣٣٢. [2] بخاری: ٤٣٣٢.

Marfat.com

اللہ اللہ! منظر کچھ یوں بنتا دکھائی دیتا ہے کہ سب لوگ چل رہے ہیں۔ قافلے رواں دواں ہیں۔ مدینے کی طرف جا رہے ہیں۔ مختلف وادیاں اور گھاٹیاں راستوں میں آ رہی ہیں۔ کوئی قافلہ کس گھاٹی سے گزر رہا ہے اور کوئی قافلے کی ٹکڑی کس وادی سے گزر رہی ہے ......حضور ﷺ میر کارواں ہیں ...... فرماتے ہیں میں تو انصار کے ساتھ چلوں گا۔ جس گھاٹی میں چلیں گے اس گھاٹی میں چلوں گا۔ جس وادی میں چلیں گے اس وادی میں چلوں گا۔

واہ جی واہ! کیا کہنے انصار کی قسمت اور مقدر کے ...... اس قدر حضور ﷺ کی محبت ہے ان کے ساتھ! ذرا اور آگے چلیے۔ قارئین کرام! مدنی شہریوں سے حضور ﷺ نے محبت کا یوں بھی اک لازوال انداز بنا دیا ہے۔ فرمایا!

((لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ))

''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک شخص ہوتا۔'' [1]

سبحان اللہ سبحان اللہ! ہجرت آڑے آ گئی۔ میرے حضور ﷺ مہاجر بن گئے۔ اگر یہ ہجرت نہ ہوتی تو انصار میں ایسی خیر ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: میں بھی انصاری ہوتا۔

لوگو! فرما دیا میرے حضور ﷺ نے تو انصار کی قسمت کو چار چاند لگ گئے۔ ان کی چمک دمک کے کیا کہنے جو میرے حضور ﷺ کے فرمان نے ان کی شان کو چمکا دیا۔ دمکا دیا۔ مہکا دیا۔ جگمگا دیا اور چہچہا دیا۔

انصار اور دعائیں

قارئین کرام! انصار کے ساتھ حضور ﷺ کس قدر محبت کرتے تھے؟ اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جسے امام احمد اپنی ''مسند'' میں لائے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ آئیے! میں اپنے انداز میں آپ کے دامن میں موتی پیش کروں!

انصار کے چند لوگ باہم اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے: ہم کب تک کنوؤں سے پانی کھینچتے

---

[1] بخاری: ٧٢٤٥.

Marfat.com

رہیں گے۔ آؤ! مل کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور عرض کریں کہ آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں وہ ان پہاڑوں سے چشمے جاری فرما دے (تاکہ زندگی آسان ہو جائے)۔ اب یہ سب مل کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا!......

((مَرْحَبًا وَ اَهْلًا لَقَدْ جَاءَ بِكُمْ اِلَيْنَا حَاجَةٌ))

''خوش آمدید! لگتا ہے آج کوئی ضرورت تم لوگوں کو میرے پاس لائی ہے۔''

کہنے لگے! جی ہاں اے اللہ کے رسول...... اس پر حضور ﷺ فرمانے لگے!

((اِنَّكُمْ لَنْ تَسْئَلُوْنِى الْيَوْمَ شَيْئًا اِلَّا اُوْتِيْتُمُوْهُ وَ لَا اَسْئَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَانِيْهِ))

''اچھا بھئی! پھر آج تم مجھ سے جو بھی تقاضا کرو گے وہ تمہیں ملے گا۔ کیونکہ میں اپنے اللہ سے جو شے بھی مانگوں گا وہ مجھے عطا فرمائے گا۔''

یہ سن کر انصار آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے!

((اَلدُّنْيَا تُرِيْدُوْنَ فَاطْلُبُوا الْاٰخِرَةَ فَقَالُوْا بِجَمَاعَتِهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا))

''یارو! دنیا مانگنے کے پروگرام بنائے بیٹھے ہو...... چھوڑو اسے۔ مانگنی ہے تو اگلی دنیا (جنت) مانگو...... اس پر وہ عرض کرنے لگے! اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے دعا کر دیجیے کہ اللہ ہمیں بخشش عطا فرما دے۔''

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے اللہ سے دعا کرنے لگے!

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَ لِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَ لِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ))

''اے اللہ! انصار کو بخش دیں (جنت عطا فرما دیں)، انصار کے بیٹوں کو بھی جنت دے دیں اور ان کے پوتوں کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیں۔''

Marfat.com

اس پر انصار کہنے لگے: اے اللہ کے رسول!

((وَ اَوْلَادِنَا مِنْ غَيْرِنَا))

"ہمارے غیر سے جو ہماری اولاد ہے اس کے لیے بھی۔"

آپ ﷺ نے اس کے لیے بھی دعا فرما دی۔ پھر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمارے غلاموں کے لیے بھی دعا فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے انصار کے غلاموں کے لیے بھی دعا فرما دی۔ [1]

قارئین کرام! غیر سے اولاد کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیٹیوں کے جو شوہر ہیں ان کی جو اولادیں ہیں ان کے لیے بھی دعا فرما دیجیے۔ اللہ اللہ! انصار کے لیے بھی زبان نبوت سے بخشش یعنی جنت ...... ان کے بیٹوں کے لیے بھی جنت اور پوتوں کے لیے بھی جنت ...... نواسوں کے لیے بھی جنت اور غلاموں کے لیے بھی جنت۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انصار کے لیے یوں دعا کی!

"اے اللہ! انصار کو بخش دے۔ انصار کے بچوں کو بخش دے۔ انصار کے جو بچے ہیں ان کے بچوں کو بھی بخش دے۔" [2]

اے مدینہ آنے والو! میرے حضور ﷺ کے زمانے میں مدینہ کے شہریوں کی سوچ کس قدر بلند، کس قدر پاکیزہ اور کس قدر اعلیٰ، ارفع و بلند ہے کہ ملتی ہوئی دنیا چھوڑ کر جنت کے حق دار بن گئے۔ اپنے پیاروں اور تعلق داروں کو بھی شامل کروا گئے ...... مدینہ سے واپس لوٹو تو یہ سوچ اور فکر لے کر لوٹو ...... اے مولا کریم! مدینہ پاک کے ان پاک باز شہریوں کے ساتھ جنت میں ملاقات کرا دینا۔ (آمین!)

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ۱۳۳۰۱.

[2] بخاری: ۴۹۰۶۔ مسلم: ۲۵۰۶.

Marfat.com

مدینے کی مٹی اور دم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار ہوتا یا اسے کوئی زخم لگ جاتا تو اللہ کے رسول ﷺ شہادت کی انگلی (پر اپنا لعاب مبارک لگاتے) اسے زمین پر رکھتے [1] پھر بیمار کو یوں دَم کرتے!

((بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا))

''اللہ کے نام کے ساتھ، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ، ہمارا بیمار شفا حاصل کرے، ہمارے رب کے حکم سے۔'' [2]

قارئین کرام! ساری زمین اللہ کی ہے اور حضور ﷺ نے زمین کا لفظ استعمال فرمایا ہے...... اسی طرح بعض کا لفظ میرے حضور ﷺ نے استعمال فرمایا۔ ثابت ہوا دم چاہے کوئی بھی کرے...... وہ اپنی انگلی کے ساتھ تھوک لگائے، اسے زمین پر رکھے اور دعا پڑھے اور پھر وہ انگلی زخم یا بیمار جگہ پر رکھ دے تو اللہ چاہے تو شفا دے دے...... کیونکہ شفا تو "بِاِذْنِ اللّٰهِ" یعنی اللہ کے حکم اور اجازت سے ہی ملے گی۔

مدینے آنے والو! مگر ایک اور پہلو سے بھی غور فرمائیں کہ میرے حضور ﷺ کی زمین تو مدینہ ہے جس پر آپ ﷺ رہتے ہیں...... آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی مبارک مدینے ہی کی زمین پر رکھی ہے اور پھر دم کیا ہے۔ اللہ اللہ! حضور ﷺ کی مبارک انگلی جو چاند کو اللہ کے حکم سے دو ٹکڑے کر دے۔

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کا لعاب مبارک ایسے منہ مبارک سے کہ جو منہ مبارک رب کریم کی مرضی سے بولے۔

اللہ اللہ! مدینے کی مٹی جہاں بار بار جبریل علیہ السلام اتریں، حضور ﷺ کے مبارک قدم لگیں۔

---

[1] مسلم: ۲۱۵٤.
[2] بخاری: ٥٧٤٥.

Marfat.com

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ دَم کریں۔

اللہ اللہ! "بِاِذْنِ اللّٰہِ" کی مہر کے ساتھ دَم کا اختتام فرمائیں۔

مدینے آنے والو! تم بھی دَم کر سکتے ہو...... مگر یہ تو بتلاؤ!

۱۔ تمہاری شہادت کی انگلی جو تشہد میں توحید و رسالت کی گواہی دیتی ہے...... اس کا حق ادا کر رہے ہو؟

۲۔ جس مٹی پر انگلی رکھنے لگے ہو وہ کسی کا حق دبا کر حاصل تو نہیں کر رکھی؟

۳۔ جس منہ کا لعاب لگاؤ گے وہ جھوٹ تو نہیں بولتا؟ چغلی تو نہیں کرتا؟ گالیاں تو نہیں بکتا؟ نشہ تو نہیں کرتا؟ حرام تو نہیں کھاتا......؟

۴۔ اچھا! ان منکرات سے بچ گیا تو کیا وہ ذکر کرتا ہے؟ تلاوت کرتا ہے؟ درود شریف پڑھتا ہے؟ نرم بولتا ہے؟

۵۔ "بِاِذْنِ اللّٰہِ" پر پختہ ایمان رکھتا ہے۔

ہاں ہاں! مدینے میں رہ کر جس قدر اپنی صفائی کر لو گے، دل کا زنگ اتار لو گے اسی قدر میرا اللہ دم میں اثر کر دے گا۔ (ان شاء اللہ)

مدینہ میں تدفین

اللہ اللہ! جس کو مدینے میں موت آ گئی ...... مدینے میں تدفین کے لیے مدینے کی مٹی مل گئی ...... مدینے میں قبر مل گئی ...... اس کی قسمت کے کیا کہنے؟ قسمت تو رب کریم نے ہی بنائی ہے۔ مقدر اور تقدیر تو اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

((فَرَغَ اللّٰهُ اِلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَمْسٍ مِنْ اَجَلِهٖ وَ رِزْقِهٖ وَ اَثَرِهٖ وَ مَضْجَعِهٖ وَ شَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ))

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر بندے سے متعلق پانچ چیزیں طے فرما دی ہیں اور ان پانچوں کے فیصلوں سے فارغ ہو گئے ہیں:

Marfat.com

۱۔ انسان کی عمر

۲۔ اس کا رزق

۳۔ زمین پر اس کا چلنا پھرنا

۴۔ اس کی قبر کی جگہ

۵۔ بدبخت ہوگا یا نیک بخت [1]

مدینہ آنے والو! اب دیکھنا مدینے میں ایک حبشی کی قسمت۔ یہ مدینے کی قبر میں دفن ہونے ہی والے ہیں ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ پاس سے اللہ کے رسول ﷺ گزرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: یہ فوت ہونے والا کون ہے؟ صحابہ نے بتلایا کہ یہ فلاں حبشی ہے۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ سِيْقَ مِنْ اَرْضِهٖ وَ سَمَآئِهٖ اِلٰى تُرْبَتِهِ الَّتِىْ مِنْهَا خُلِقَ))

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس حبشی کو اس کی زمین سے روانہ کیا گیا۔ اس کے آسمان تلے سے رخصت کیا گیا اور ایسی مٹی کی جانب چلایا گیا کہ جہاں سے پیدا کیا گیا۔'' [2]

قارئین کرام! ثابت ہوا کوئی بندہ پیدا کہیں ہوتا ہے اور مرتا کہیں اور ہے ...... جہاں اس کی قبر بنتی ہے اس مٹی سے وہ بنا تھا۔ یہ حبشی تھا تو حبشہ کا، افریقہ کے ملک کا، مگر اللہ نے اسے جس مٹی سے بنایا تھا وہ مدینے کی مٹی تھی ...... لہٰذا اللہ نے اسے افریقہ کی زمین اور آسمان سے نکالا اور چلا کر مدینہ میں پہنچا دیا۔ یہاں وہ اللہ کے رسول ﷺ کا صحابی بن گیا اور مدینے کی مٹی میں دفن ہو گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی قسمت پر خوش ہو کر دو بار توحید کا کلمہ اپنی زبان مبارک

---

[1] صحیح الجامع الصغیر للسیوطی: ۱۴۰۔ مسند احمد، طبرانی کبیر، حدیث صحیح۔

[2] مستدرک حاکم: ۳۶۷/۱۔ وَ صَحَّحَهُ الذَّهَبِيُّ وَ قَالَ لَهُ شَوَاهِدُ صَحِيْحَةٌ۔

Marfat.com

سے ادا فرمایا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے جو لکھ دیا، جو طے کر دیا، جو فیصلہ فرما دیا، وہی ہو گا...... بندہ جہاں کہیں بھی ہو، کسی نہ کسی صورت میں اپنے دفن ہونے والے مقام اور جگہ پر پہنچ جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهُ اِلَيْهَا حَاجَةً))

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی زمین پر موت سے دوچار کرنا چاہتے ہیں تو اس علاقے میں اس کی کوئی ضرورت پیدا فرما دیتے ہیں۔" [1]

مدینے آنے والو! کوئی رزق کی تلاش میں یورپ جاتا ہے۔ اپنے عزیزوں سے ملنے امریکا جاتا ہے۔ تجارتی دَورے پر آسٹریلیا جاتا ہے یا کسی بھی کام کے لیے دنیا کے کسی بھی علاقے میں جاتا ہے...... وہاں وہ اس لیے جا رہا ہوتا ہے کہ وہاں اس کی رُوح قبض ہو گی ...... پھر قبر کہاں بنے گی؟ کس قبرستان میں دفن ہو گا؟ کسی کو کچھ پتا نہیں۔

مدینے آنے والو! ایک خوش قسمت وہ ہے جو مکہ میں آیا اور فوت ہو کر یہیں دفن ہو گیا...... مدینہ میں آیا اور فوت ہو کر یہیں دفن ہو گیا...... اگر وہ یہاں "بقیع الغرقد" میں دفن ہو گیا کہ جو حضور ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک اہل مدینہ کا قبرستان ہے اور یہاں دس ہزار صحابہ آرام فرما رہے ہیں...... بے شمار صالحین اور ابرار استراحت فرما رہے ہیں تو ایمان کے ساتھ یہاں جو دفن ہو گیا اس کے مقدر کو چار چاند لگ گئے...... آیئے! دعا کریں اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں موت عطا فرمائے اور "بقیع الغرقد" کے قبرستان میں قبر عطا فرمائے۔ (آمین!)

مسجد نبوی

مدینہ آنے والو! یہ مسجد ہے۔ میرے حضور ﷺ کی مسجد ہے۔ میرے حضور ﷺ نے اس مسجد کی بنیاد اپنے ہاتھ مبارک سے رکھی...... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

---

[1] صحیح الجامع الصغیر: ۱۰۰۔ الصحیحۃ: ۱۲۲۱۔ طبرانی کبیر۔ مسند احمد۔

Marfat.com

۱۔ پہلا پتھر حضور ﷺ نے رکھا

۲۔ دوسرا پتھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رکھا

۳۔ تیسرا پتھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکھا

۴۔ چوتھا پتھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رکھا[1]

اللہ اللہ! اب سارے صحابہ مسجد بنانے میں شامل ہو گئے ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اینٹیں ڈھو رہے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ وہ بھی اینٹیں ڈھو رہے تھے کہ اس دوران میں ان کا سامنا اللہ کے رسول ﷺ سے ہو گیا۔ بتلاتے ہیں کہ!

((وَ هُوَ عَارِضٌ لَبِنَةً عَلٰى بَطْنِهٖ))

''آپ اینٹوں کو اپنے پیٹ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے۔''

میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ کو اٹھانے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کی!

((نَاوِلْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ))

''اے اللہ کے رسول! یہ مجھے پکڑا دیجیے۔''

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا!

((خُذْ غَيْرَهَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاِنَّهٗ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ))

''ابوہریرہ! اسے چھوڑ دے، دوسری پکڑ لے۔ یاد رکھ! زندگی تو اگلی زندگی ہے۔''[2]

قارئین کرام! حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اینٹیں لا رہے تھے...... اور فرما رہے تھے!

---

[1] مستدرك حاكم: ٤٢٨٤۔ حسن لذاته.

[2] مسند احمد: ۸۹۳۸.

Marfat.com

هٰـذَا الْـحِـمَـالُ لَا حِـمَـالَ خَيْـبَـرُ
هٰـذَا اَبَـرُّ رَبَّـنَـا وَ اَطْهَـرُ

''مسجد کی اینٹوں کے یہ بوجھ اس بوجھ جیسے نہیں جنہیں لوگ کھجوروں اور انگوروں کی صورت میں خیبر سے لاتے ہیں، بلکہ یہ تو وہ بوجھ ہیں جو بڑے پاکیزہ ہیں اور ان کا بدلہ ہمارے رب کے پاس ہے۔''[1]

قارئین کرام! ہم سب ہی اپنی ضرورتوں کا سامان بازار سے خریدتے ہیں۔ منڈی سے لاتے ہیں۔ مارکیٹ سے اٹھاتے ہیں۔ اس وقت لوگ خیبر سے اناج، کھجور اور انگور وغیرہ لایا کرتے تھے۔

اللہ اللہ! کہاں یہ بوجھ اور کہاں مسجد کی اینٹوں کے پاکیزہ بوجھ؟ ...... کھانے پینے کی ضروریات کے بوجھ جسمانی صحت کے لیے ضروری ہیں اور مسجد بنے گی تو اس میں روح کی غذا اور دل کے اطمینان کا سامان فراہم ہوگا۔ جسم یہاں مٹی میں مل جائے گا...... روح آسمان کی جانب جنت میں جائے گی۔ اللہ اللہ! کس قدر فرق ہے۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ ترانہ پڑھ رہے ہیں کہ یہ جو مسجد کی تعمیر کا بوجھ ہے یہ بڑا پاکیزہ ہے...... ایک اور جملہ میرے حضور ﷺ کا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو...... اللہ کے رسول ﷺ مسجد بناتے ہوئے وہ بھی پڑھ رہے تھے۔ صحابہ بھی ساتھ ساتھ بول رہے تھے۔ ملاحظہ ہو:

اَلـلّٰـهُـمَّ اِنَّ الْاَجْـرَ اَجْـرُ الْاٰخِـرَةِ
فَـارْحَـمِ الْاَنْـصَـارَ وَ الْـمُـهَـاجِـرَةِ

''مولا کریم جی! اصل مزدوری کا جو بدلہ ہے وہ تو اگلی زندگی کی مزدوری کا بدلہ ہے۔ لہٰذا مسجد کی مزدوری کے بدلے میں انصار پر بھی رحم فرما دیں، مہاجروں پر بھی مہربانی فرما دیں۔''[2]

قارئین کرام! مہربانی کے ساتھ بخشش کی بھی درخواست ہے یعنی اے مولا! اس مسجد کی

---

[1] بخاری: ۳۹۰۶.   [2] بخاری: ۳۹۰۶.

Marfat.com

مزدوری کا بدلہ مہربانی اور بخشش عطا فرما...... دونوں چیزیں مل گئیں تو جنت مل گئی ...... اللہ اللہ! مسجد کا بدلہ اور مزدوری جنت کے محلات ہیں۔

بناوٹ اور مقام

پتھروں سے دیواریں بنا دی گئی تھیں۔ کھجوروں کے تنے ستون بنا دیے گئے۔ چھت بناتے ہوئے لکڑیاں بطور شہتیر کے رکھی گئیں اور کھجور کی شاخیں ڈال کر چھت بنا دی گئی۔ مسجد کے جو دروازے رکھے گئے وہ کواڑوں (تختوں) کے بغیر تھے۔ دو ستون بنا دیے گئے اور درمیان میں کھلا راستہ تھا۔ یہ دروازے تھے جو دراصل مسجد میں داخل ہونے کے راستے تھے ...... صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ مٹی کا گارا بنا کر لپائی نہیں کریں گے؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((عَـرِيْشٌ كَعَرِيْشِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام خُشَيْبَاتٌ وَ ثُمَامٌ اَلشَّانُ اَعْجَلُ مِنْ ذٰلِكَ))

"جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا چھپر تھا ویسا ہی یہ بھی ایک چھپر ہے۔ کچھ لکڑیاں ہیں اور ٹہنیاں ہیں (جس سے یہ تیار ہوا ہے، مزید بہتر بناوٹ کی کیا ضرورت ہے) موت تو اس سے بھی قریب ہے۔" [1]

یعنی اس سادہ سے چھپر کو بھی پوری طرح استعمال نہ کر پائیں اور دنیا سے رخصت ہونے کا حکم آ جائے تو اس چھپر کی جتنی مدت ہے موت تو اس سے بھی قریب کھڑی ہے ...... اللہ اللہ! یہ سوچ دی ہمارے پیارے حضور ﷺ نے اپنی امت کو۔ یہ انداز دیا دنیا میں رہنے کا میرے شاہِ مدینہ ﷺ نے انصار اور مہاجرین رضی اللہ عنہم کو۔

لوگو! اس چھپر نما مسجد کو جو میرے حضور ﷺ کے پاک ہاتھوں سے بنی، اللہ نے اسے مقام بھی دیا تو بڑا عظیم دیا...... اتنا عظیم کہ کمال ہی کر دیا...... ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

---

[1] الطبقات لابن سعد: ۱/۲۳۹-۲۴۰.

Marfat.com

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی))

''تین مسجدوں کو ہی خصوصی مقام سے نوازا گیا ہے کہ ان کی طرف ثواب کے ارادہ سے سفر کیا جائے ...... ان کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف اونٹوں کے کجاوے کس کر سفر نہ کیا جائے۔ وہ تین مساجد ...... مسجد حرام، اللہ کے رسول ﷺ کی مسجد اور مسجد اقصیٰ ہے۔''[1]

مسجد نبوی میں آنے والو! اللہ نے پوری دنیا میں اس مسجد کو خصوصی مقام سے نواز دیا ...... قیامت تک کے لیے اس کا پروٹوکول طے کر دیا ...... جی ہاں! میرا رب تو اخلاص دیکھتا ہے۔ تقویٰ دیکھتا ہے ...... آیئے! ذرا تقویٰ کو بھی ملاحظہ کرلیں۔ مولا کریم فرماتے ہیں!

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ (التوبة: ١٠٨)

''یہ تو وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔''

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے مندرجہ بالا فرمانِ الٰہی کی مصداق اپنی مسجد یعنی مسجد نبوی کو قرار دیا۔[2]

اللہ اللہ! بیت اللہ شریف کو بھی خصوصی مقام مل گیا کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ مسجد اقصیٰ کو بھی مقام مل گیا کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا ...... اور اب مسجد نبوی کو بھی مقام مل گیا کہ اسے حضرت محمد کریم ﷺ نے بنایا ...... بس یہ آخری مسجد ہے۔ اس کے بعد چوتھی مسجد یا کوئی چوتھا مقدس مقام ایسا نہیں کہ جس کی طرف جانے کے لیے ثواب کا ارادہ کیا جائے، تیاری کر کے سفر اختیار کیا جائے ...... آج کی زبان میں درخواستیں دی جائیں۔ منظوریاں لی جائیں۔ ملکوں کے سفر کر کے وہاں جایا جائے ...... ناں ناں جی! ایسا کوئی مقام نہیں۔ علمی تحقیق اور سیر و سیاحت الگ بات ہے لیکن میرے حضور ﷺ کی مسجد کے بعد اب مقام کوئی نہیں ہے۔ اللہ اللہ! میرے رب نے کیا مقام دیا میرے حضور ﷺ کے پاک

---

[1] بخاری: ١١٩٠۔ مسلم: ١٣٩٤۔ [2] مسلم: ١٣٩٨۔

Marfat.com

ہاتھوں سے بنائی گئی مسجد کو...... آیئے! ملاحظہ کریں...... حضور ﷺ مزید فرماتے ہیں!

((فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ))

''میں تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد تمام مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے۔'' ❶

میرے حضور ﷺ کی مسجد میں آنے والو! سن لو...... کسی مقام کو ایسا مقدس قرار دیا جائے کہ ثواب کے ارادے سے لوگ اس کی زیارت کرنے کو سفر کریں، سفر کے سامان اور سواریاں ہمراہ لیں...... یہ صرف نبی کا کام ہے کہ وہ ایسے کسی مقام کا اعلان کرے اور میرے حضور ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں۔ آپ ''خاتم الانبیاء'' ہیں۔ ''ختم نبوت'' کا تقاضا یہ بھی ہے کہ میرے حضور ﷺ کی مسجد کو جو تقدس ملا ہے...... یہ آخری تقدس ہے۔ اس کے بعد کسی مقام کو ایسا تقدس نہیں مل سکتا...... کیسے ملے؟ کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لہٰذا نہ نبوت آئے گی اور نہ قیامت تک کسی کو ایسا مقام ہی ملے گا...... آیئے! میرے حضور ﷺ کی مسجد کا اب خصوصی مقام ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

((صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ))

''میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ ہاں! مسجد حرام کے سوا (کہ وہاں ایک نماز ادا کرنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے)۔'' ❷

جنت کا باغیچہ

مسجد نبوی میں آنے والو! میرے حضور ﷺ کی مسجد میں ایک ایسا بھی مقام ہے جو جنت کا باغ ہے...... آئیں! شوق سے چلیں۔ آگے بڑھتے جائیں۔ ادب واحترام سے چلتے

❶ مسلم: ۱۳۹۴،۵۰۷۔ ❷ بخاری: ۱۱۹۰۔ مسلم: ۱۳۹۴۔

Marfat.com

جائیں۔ مدینے میں جنت ہے۔ جنت میں جائیں۔ واہ واہ! میرے مولا! میرے حضور ﷺ کے شہر میں ...... مسجد نبوی میں ...... ایک ایسا بھی مقام آیا کہ جنت کا باغ وہاں آن لگا۔

میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ))

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا مقام جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''[1]

مدینہ آنے والو! آؤ ...... اپنے حضور ﷺ کے باغ میں چلیں۔ گلستان میں چلیں۔ چمنستان میں چلیں ...... یہ باغ میرے حضور ﷺ کی مسجد میں ہے۔ آیئے! مسجد کے دروازے سے داخل ہوں۔ مسجد کے دروازے تو بہت سارے ہیں۔ ایک دروازے کا نام ''باب الرحمہ'' ہے۔ یہ دروازہ سیدھا باغ میں لے کر جاتا ہے۔ ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کی مسجد میں داخل ہو جایئے۔ رحمت والے باب میں دایاں قدم اندر رکھیے۔ ذرا ٹھہریے! ہمیں بتلانے دیجیے کہ یہ دروازہ کون سا ہے۔ اس دروازے کی پہچان کیا ہے؟ جی ہاں! یہ وہ دروازہ ہے کہ اس دروازے کی سمت سے ایک شخص میرے حضور ﷺ کی مسجد میں داخل ہوا۔ جمعہ کا دن تھا۔ اس دروازے کی جہت کے سامنے حضور ﷺ اپنے منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ وہ شخص حضور ﷺ کے سامنے آن کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَتِ الْاَمْوَالُ وَ انْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ یُغِیْثُنَا))

''اے اللہ کے رسول! مال مویشی برباد ہو گئے۔ راستے کٹ پھٹ گئے۔ اللہ سے دعا کیجیے وہ ہم پر بارش برسا دے۔''

((فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ))

---

[1] بخاری: ۱۱۹۶، ۱۸۸۸۔ مسلم: ۱۳۹۱.

Marfat.com

''چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ کے دربار میں یوں دعا کرنے لگے:

((اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا))

''مولا کریم! بارش دے دے۔ اے اللہ! بارانِ رحمت عطا فرما دے۔ اے رب رحیم! رحمت کی برکھا برسا دے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم کھا کر بتلاتا ہوں ہمیں دُور دُور تک بادل کا کوئی چھوٹا بڑا ٹکڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ''سلع نامی پہاڑ'' تک کوئی ایسا اونچا گھر بھی نہ تھا کہ جو دیکھنے میں رکاوٹ ہو ...... پھر کیا ہوا اسی پہاڑ کے پیچھے سے ہم نے ڈھال برابر ایک بدلی نمودار ہوتی دیکھی۔ وہ آسمان کے درمیان آئی۔ دیکھتے دیکھتے پھیل گئی۔ اب بادل برسنے لگے۔ اتنا برسے کہ اللہ کی قسم! ہم نے تو سات دن سورج کا منہ نہ دیکھا ...... اگلے جمعے وہی شخص اسی دروازے سے داخل ہوا۔ حضور ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اب پھر وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول جی! مال مویشی تباہ ہو گئے۔ راستے ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اللہ سے دعا کیجیے اب بس کر دے۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور لگے یوں اللہ سے عرض کرنے:

((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا۔ اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَ الظِّرَابِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ))

''اے اللہ کریم! یہ بارش بے شک برستی پھرے مگر ہمارے اوپر نہ برسے ......
اے اللہ! ٹیلوں اور پہاڑوں پر برسے۔ وادیوں اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر برستی پھرے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ...... بارش تھم گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔ [1]

میرے حضور ﷺ کی مسجد میں آنے والو! یہی وہ دروازہ ہے، رحمت کا دروازہ ......

---

[1] بخاری: ١٠١٤.

Marfat.com

ہاں ہاں! جہاں سے ایک شخص داخل ہوا تھا۔ اپنے قدم رکھیے، دایاں قدم رکھیے اور سرزمین رحمت میں داخل ہو جائیے۔ یہ دعا پڑھیے!

((اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ))

''اے مولا کریم جی! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دیجیے۔'' [1]

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کا گھر جنت کا باغ ہے۔ جنت کا حصہ ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کا کیا کہنا؟ کہ ہماری روحانی اماں جان کا حجرۂ مبارک جنت کا حصہ قرار پایا...... کیوں نہ قرار پاتا کہ یہاں جنت کی خبریں لے کر حضرت جبریل علیہ السلام اکثر آیا کرتے تھے...... میرے حضور ﷺ اسی گھر سے اگلے گھر میں گئے یعنی جنت سے جنت میں گئے۔ یہیں میرے حضور ﷺ کا روضۂ مبارک بنا...... اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کی قبر مبارک زمین پر واقع جنت میں بنی۔ یوں میرے حضور ﷺ کی قبر مبارک ''روضہ رسول ﷺ'' بن گئی یعنی رسول کریم ﷺ کا جنتی باغ بن گئی۔

جنت کے باغ میں آنے والو! اس باغ کے اندر تو کوئی جا نہیں سکتا۔ اس قدر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے حضور ﷺ جب اپنے اس باغ سے قدم نکالتے تھے تو مسجد کے جس حصے میں قدم رنجہ فرماتے تھے، وہ یہی جنت ہے...... واہ واہ! آپ ایسے خوش قسمت ہیں کہ جناب والا! آپ یہیں موجود ہیں۔ سعودی حکومت نے جنت کے باغ والے حصے میں الگ سے سبز رنگ سے ملتا قالین بچھا رکھا ہے تا کہ جنت کا باغ ممتاز اور نمایاں ہو جائے۔

یہاں عبادت کیجیے۔ نماز ادا کیجیے۔ قرآن کی تلاوت کیجیے۔ حدیث شریف پڑھیے۔ درود پڑھیے۔ اپنے لیے اور اولاد کے لیے۔ ماں باپ کے لیے۔ رشتہ داروں کے لیے۔ دوستوں اور پیاروں کے لیے۔ پڑوسیوں اور محلّہ داروں کے لیے۔ تمام مسلمانوں کے لیے۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیے ...... یہاں سے فارغ ہو جائیں تو منبر مبارک کی طرف آ جائیے...... منبر شریف کی کیا شان ہے، اب یہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے!

---

[1] ابن ماجہ: ۷۷۲ و سندہ حسن.

Marfat.com

منبر شریف

جنت میں آنے والے بھائی اور بہن! آپ منبر شریف تک آ گئے۔ منبر شریف بھی جنت میں ہے ...... یہ منبر شریف میرے حضور ﷺ کی ایک صحابیہ نے بنوا کر دیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کرنے لگی:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَاِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ))

''اے اللہ کے رسول! اجازت عنایت فرمائیں تو میں جناب کے لیے ایسی نشست گاہ تیار کروا دوں کہ آپ اس پر تشریف فرما ہو جایا کریں۔ میرا ایک غلام ہے جو ترکھان ہے، وہ تیار کر دے گا ...... یہ سن کر حضور ﷺ نے خاتون سے فرمایا: تیری چاہت ہے تو ٹھیک ہے۔''[1]

قارئین کرام! اب خاتون نے منبر تو بنوانا ہی تھا ...... وہ کیسا ہونا چاہیے اللہ کے رسول ﷺ نے خاتون کی رہنمائی فرما دی۔ ایک شخص کو مذکورہ خاتون کی طرف بھیجا۔ اس نے جا کر اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام دیا:

((مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِيْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ...... اُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا))

''حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ اپنے ترکھان غلام کو بتلا دو کہ وہ میرے لیے (تین) زینوں والا (منبر) تیار کر دے کہ میں ان پر بیٹھا کروں گا۔ لوگوں کو خطبہ دوں گا۔''[2]

قارئین کرام! اس کے بعد کیا ہوا؟

''تین سیڑھیوں والا منبر ترکھان نے بنا دیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا

---

[1] بخاری: ٤٤٩. [2] بخاری: ٤٤٨۔ مسلم: ٥٤٤.

Marfat.com

اور اسی جگہ پر اسے رکھ دیا گیا...... یہ منبر ''غابہ'' کے جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔''❶

اللہ اللہ! میرے مولا! جس کو چاہیں بلند مقام سے نواز دیں۔ انصار کی ایک مدنی خاتون صحابیہ کو شرف مل گیا...... ترکھان غلام کی خوش قسمتی کہ اس کے ہاتھوں منبر بن گیا...... اور یہ منبر کیا مقام پا گیا...... اس کا افتتاح کس طرح ہوا؟ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ آنکھوں دیکھا منظر بیان کرتے ہیں۔ بتلاتے ہیں!

((وَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَیْهِ فَکَبَّرَ وَ کَبَّرَ النَّاسُ وَرَآءَهٗ))

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا اور آپ ﷺ کے پیچھے لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔''❷

قارئین کرام! اللہ اکبر سے ...... اللہ کی تکبیر سے ...... اللہ کی بڑائی سے میرے حضور ﷺ نے منبر کا افتتاح فرمایا ...... سبحان اللہ! کس قدر مبارک افتتاح ہے۔ حضور ﷺ افتتاح فرمائیں اور اللہ اکبر کہہ کر افتتاح فرمائیں ...... پہلا قدم مبارک منبر پر اور ساتھ ہی اللہ اکبر...... سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ...... میرے حضور ﷺ کے محراب کو دیکھنے والو! ذرا تصور کرو...... وہ لمحات کس قدر وجد آفریں ہوں گے جب میرے حضور ﷺ منبر پر چڑھے ہوں گے...... اب یہ منبر ''مبارک'' بن گیا۔ مشرف بن گیا۔ منور بن گیا۔ معزز بن گیا۔ کس قدر؟ ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

((وَ مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ))

''میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''❸

اللہ اللہ! اس منبر کی یہ شان کہ قیامت کے دن اللہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو

---

❶ مسلم: ٥٤٤. ❷ مسلم: ٥٤٤.
❸ مسلم: ١٣٩١.

Marfat.com

جو حوض کوثر عطا فرمایا ہے:

﴿اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ﴾ (الکوثر: ۱)

''بے شک ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔''

اللہ اللہ! میرے پیارے حضور ﷺ نے اس منبر پر تشریف فرما ہو کر بتلا دیا:

((وَ اِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مَّقَامِیْ هٰذَا))

''مجھ سے تمہاری ملاقات حوضِ کوثر پر ہوگی۔ صورت حال یہ ہے کہ میں اس وقت بھی اپنی جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔'' [1]

جی ہاں! قارئین کرام! ذرا تصور کیجیے۔ منبر پر حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور منبر پر بیٹھے ہوئے رسول کریم ﷺ کو...... مولا کریم اگلے جہان میں منبر دکھلا رہے ہیں منظر دکھلا رہے ہیں۔ اب قیامت کے دن کیا ہوگا؟ ہمارے حضور ﷺ کے اس منبر کو حوض کوثر پر رکھ دیا جائے گا۔

آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوں گے اور امت کے خوش قسمت لوگ حوض کوثر سے جام نوش کریں گے...... آپ ﷺ نے مزید فرمایا!

((مِنْبَرِیْ هٰذَا عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ))

''میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے کسی ایک دروازے پر ہوگا۔'' [2]

قارئین کرام! عربی زبان میں ''اَلتُّـرْعَةُ'' دروازے کو کہتے ہیں...... خاص طور پر وہ دروازہ کہ جس میں داخل ہوں تو باغ میں داخل ہو جائیں...... اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کا منبر مبارک جنت کے دروازے پر رکھ دیا جائے گا اور خوش قسمت امتی جنت کے دروازوں سے گزریں گے تو پیارے حضور ﷺ دیکھ رہے ہوں گے...... میرے حضور ﷺ نے مزید فرمایا!

---

[1] بخاری: ٤٠٤٢.

[2] مسند احمد: ٨٧٠٦ قال شعیب اسناده صحیح.

Marfat.com

((قَوَائِمُ مِنْبَرِیْ رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ))

''میرے منبر کے پائے جنت میں نصب کیے جائیں گے۔'' [1]

قارئین کرام! سبحان اللہ پڑھتے جائیں ...... میرے حضور ﷺ کا منبر مبارک جنت میں پہنچ جائے گا ...... وہاں منبر کا حسن کیا ہوگا ...... خوبصورتی کیسی ہوگی ...... کیسا عالی شان ہو گا ...... کس قدر عظیم الشان اور ذی شان ہوگا ...... اللہ پاک ہی بہتر جانتے ہیں کہ آخرت کی نعمتیں ہمارے تصور میں نہیں آ سکتیں اور پھر وہ نعمت جو ہمارے پیارے حضور ﷺ کو ملے اس کے کیا کہنے؟ بس ہم تو اپنے مولا کے حضور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے رب کریم جی!

۱۔ پیارے حضور ﷺ نے منبر پر جو ارشاد فرمایا اس پر عمل کی توفیق عطا فرما۔

۲۔ حوضِ کوثر پر حضور ﷺ کے دست مبارک سے جامِ کوثر عطا فرما۔

۳۔ حضور ﷺ جنت کے دروازے پر منبر پہ تشریف فرما مسکرا رہے ہوں اور ہم جنت میں حضور ﷺ کا دیدار کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہوں۔

۴۔ جنت میں حضور ﷺ اپنے منبر مبارک پر تشریف فرما ہوں اور ہم وہاں موجود ہوں۔

۵۔ آپ کے پیارے رسول آپ کی حمد بیان فرمائیں اور حضور ﷺ کے مبارک قدموں میں ہم بیٹھے ہوئے حمد سنیں اور زبان سے بے ساختہ کہتے جائیں الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ ...... اور نظریں تیرے حبیب کے پاک، مبارک اور منور چہرے پر ہوں ...... سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ (آمین یا رب العالمین!)

تنا رو رو بے حال

حضور ﷺ کے جائے منبر کے پاس کھڑے ہونے والو! ابھی یہیں ٹھہریے ...... آگے نہ بڑھیے ...... اس مقام سے متعلق ہم آپ کو محبت و الفت کا ایک عجب اور ایمان آفریں نظارہ کرواتے ہیں ...... یہ نظارہ کرتے جایئے اور حضور ﷺ سے محبت کا اندازہ لگاتے جایئے۔

---

[1] مسند احمد: ۲۷۰۰۹۔ قال الالبانی صحیح۔ النسائی: ۲/۳۵.

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر کھڑی تھی۔ جب حضور ﷺ خطبہ دیتے تو ان تنوں میں سے ایک (ستون نما) تنے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ ❶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ منبر بننے سے پہلے یہاں کھجور کا ایک تنا تھا، اللہ کے رسول ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ❷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن آیا تو اللہ کے رسول ﷺ ستون کے پاس سے گزر گئے اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے تو!

((فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ))

''کھجور کا تنا بچے کے بلبلا کر رونے چیخنے کی طرح رونے لگ گیا۔'' ❸

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((حَتّٰى تَصَدَّعَ وَ انْشَقَّ))

''وہ تو پھٹ پڑا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔'' ❹

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے جب تنے کو اس حال میں دیکھا تو کیا کیا...... یہ منظر بڑا ہی ایمان افروز ہے۔ آیئے! آپ کو حضور ﷺ کی شفقت کا منظر دکھلاؤں!

((ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ))

''حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے، اس کے پاس آئے اور سینے سے چمٹا لیا۔'' ❺

قارئین کرام! پھر کیا کیا میرے حضور ﷺ نے...... دیکھتے جایئے!

((فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا))

''آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک تنے پر رکھا۔'' ❻

---

❶ بخاری: ٣٥٨٥.
❷ مسند احمد: ٢٢٣٦.
❸ بخاری: ٣٥٨٤.
❹ ابن ماجه: ١٤١٤ قال الالبانی حسن.
❺ بخاری: ٣٥٨٤.
❻ بخاری: ٣٥٨٥.

Marfat.com

اللہ اللہ! ہاتھ رکھنے کے بعد حضور ﷺ میرے نے کیسا انداز اپنایا۔ اللہ کی قسم ایسا اپنایا کہ کمال کر دیا! حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((فَمَسَحَ بِیَدِہٖ))

''حضور ﷺ نے اس پر دست شفقت پھیرنا شروع کر دیا۔'' ❶

پھر جناب والا! آگے کیا ہوا ...... اگلا منظر بڑا ہی حسین ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ!

((یَئِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّنُ))

''وہ تو اس بچے کی طرح ہچکیاں بھر بھر کر رونے لگ گیا جسے چپ کرایا جاتا ہے تو ہڈکورے لیتا چپ کر جاتا ہے۔'' ❷

قارئین کرام! یہ منظر تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ ماں اپنا چند ماہ کا بچہ لوریاں دیتے ہوئے سلا دیتی ہے۔ کام میں مصروف ہو جاتی ہے۔ ادھر بچہ جاگ جاتا ہے۔ ماں اپنے کام میں مصروف بے پروائی اختیار کرتی ہے تو بچہ زور زور سے رونے لگتا ہے...... اتنا روتا ہے کہ آخر ماں اسے سینے سے لگاتی ہے۔ اس کی کمر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتی ہے۔ منہ چومتی ہے اور پھر بچہ چپ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ہچکیاں لیتے لیتے ...... اور آخر پر ہڈکورے بھرتا بھرتا خاموش ہو جاتا ہے ...... میں صدقے قربان جاؤں۔ کھجور کا خشک تنا رحمۃ للعالمین ﷺ کی جدائی برداشت نہیں کر سکا...... میرے حضور ﷺ نے اس کو چپ کروایا...... اور ساتھ بتلایا کہ!

((کَانَتْ تَبْکِیْ عَلٰی مَا کَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّکْرِ عِنْدَھَا))

''یہ خشک تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے پاس ہوا کرتا تھا۔'' ❸

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ جب جمعہ کے خطبہ کا آغاز فرماتے تھے تو آغاز ہی یہاں

---

❶ ابن ماجہ: ١٤١٤. ❷ بخاری: ٣٥٨٤.

❸ بخاری: ٣٥٨٤.

Marfat.com

سے فرماتے تھے ((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ)) ساری تعریف اللہ ہی کے لیے ہے...... اور پھر اللہ کی عظمت، اللہ کا جلال، اللہ کی توحید، مولا کریم کے دین کے تذکرے، قرآن کی آیات...... حضور ﷺ کی پاک زبان سے ان کی تلاوت...... کھجور کا خشک تنا ان نعمتوں سے محروم ہو گیا، حضور ﷺ کے لمس سے محروم ہو گیا۔

میرے حضور ﷺ کے جائے منبر پہ آنے والو! عزم کرو کہ جمعہ کا کوئی خطبہ نہ چھوڑیں گے۔ اگلی صف میں بیٹھیں گے۔ منبر کے قریب جگہ سنبھالیں گے...... ہاں ہاں! آیئے! ابھی محبّ رسول تنے کا تذکرہ کہاں ختم ہوا ہے۔ میرے حضور ﷺ نے صحابہ کو اس تنے کی انتہائی گہری محبت سے آگاہ کرتے ہوئے بتلایا!

((لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ))

''اگر میں اسے سینے سے لگا کر چپ نہ کراتا تو یہ قیامت تک ہڈکورے بھر بھر روتا ہی رہتا۔'' [1]

قارئین کرام! حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں اس کے بعد جب حضور ﷺ نماز ادا فرماتے تھے تو اس کے پیچھے ادا فرماتے تھے۔ اس کے بعد جب مسجد کو نئے سرے سے بنایا گیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اسے گھر میں لے گئے اور وہیں پرانا ہو گیا۔ دیمک لگ گئی اور مٹی میں مل گیا۔ [2]

جی ہاں! آخرکار ہر ایک کا انجام تو مٹی ہے۔ انسان بھی مٹی میں مٹی ہو جائے گا۔ درخت بھی مٹی میں مل جائے گا۔ پیارے حضور ﷺ کا محبّ تنا بھی مٹی میں مل گیا مگر حُبِّ رسول ﷺ کا ایک اَن مٹ نقش تا قیامت زندہ کر گیا...... امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' میں ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک بار انہی نقوش کو تازہ کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے!

---

[1] ابن ماجه: ١٤١٥ اسناده صحيح۔ مسند احمد: ٢٢٣٦.

[2] ابن ماجه: ١٤١٤.

Marfat.com

''مسلمانو! بے جان تنا اللہ کے رسول ﷺ کی جدائی میں رونے لگ گیا تو وہ لوگ جو آپ ﷺ سے ملاقات کی تمنا لیے ہوئے ہیں وہ کیوں نہ آپ سے محبت اور اشتیاق وشوق رکھیں۔''

حضور ﷺ کی مسجد میں آنے والو! آؤ...... اب آگے بڑھیں۔ اپنا رُخ کعبہ کی طرف کرتے ہوئے چلیں۔ مسجد کا وہ حصہ جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑھایا تھا اور قبلے کی طرف بڑھایا تھا، ادھر ہی امام کی جائے نماز اور مصلیٰ بن گیا...... تھوڑا سا ادھر کو بڑھ کر قطار میں لگ جائیں۔ اپنے حضور ﷺ کے مبارک روضے کی طرف چلیں۔ ادب و احترام اور محبت وشوق سے آگے بڑھیں کہ میرے حضور ﷺ کا روضہ مبارک سامنے ہے...... آگے بڑھیں، قریب ہو جائیں۔

روضہ اور درود وسلام

''روضہ مبارک'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔ ام المومنین کا حجرہ ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کو اللہ نے اپنے قرآن میں ''حجرات'' کہا۔ ان حجرات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ وہ واحد حجرہ ہے جو جنت کا ٹکڑا ہے۔ حجرات میں یہ واحد حجرہ ہے جس کا دروازہ مسجد کی جانب کھلتا ہے اور حضور ﷺ اپنے مصلیٰ اور منبر کی جانب بڑھتے تھے یعنی جنت سے نکلتے تھے، جنت میں چلتے تھے اور جنت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

اس جنتی حجرے کے مکین حضرت محمد امین ﷺ یہیں پر دنیائے فانی کو چھوڑ گئے۔ اپنے اللہ کے پاس چلے گئے...... اب صحابہ سوچنے اور بولنے لگے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک کہاں بنائی جائے...... جنتی حجرے کی مالکن ہم سب کی روحانی اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ!

((لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ

Marfat.com

مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ شَيْئًا مَا نَسِيْتُهٗ قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِيْ مَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اِدْفَنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ))

''جب اللہ کے رسول ﷺ کو دنیا سے اٹھالیا گیا تو آپ کو کہاں دفن کیا جائے صحابہ نے مختلف آراء کا اظہار کیا...... یہ سب سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے! میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسا فرمان سنا ہے جسے میں بالکل بھی بھولا نہیں ...... آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایسے مقام پر وفات دیتے ہیں جس جگہ وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں، لہٰذا حضور ﷺ کو آپ کے بستر والی جگہ پر ہی دفن کر دو۔'' [1]

اللہ اللہ! ہمارے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنتی حجرے میں اسی جگہ کو اپنی قبر مبارک کے لیے پسند فرمایا جہاں سویا کرتے تھے، آرام فرمایا کرتے تھے ...... اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو خصوصیات سے نواز رکھا ہے ...... ہمارے پیارے حضور ﷺ کو بھی یہ خصوصیت عنایت فرمائی ......سبحان اللہ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام کس قدر بلند و بالا ہو گیا کہ ان کا استراحت والا بستر پیارے حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ بن گیا اور یہ چوائس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت محمد کریم ﷺ کی تھی۔

مسجد نبوی کے زائرو! آگے بڑھو۔ اماں جان جی کا حجرۂ مبارک سامنے ہے۔ جنت کا مقام ہے۔ حضور ﷺ کا روضہ ہے۔ جنت کا باغ ہے۔ جی بھر کر زیارت کرو۔ ذرا قرآن کا یہ مقام بھی سامنے رکھ لو۔ فرمایا مولا کریم نے!

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ۵۶)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی ﷺ پر صلوٰۃ (درود) بھیجتے ہیں ...... اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود پڑھو اور خوب خوب

---

[1] ترمذی: ۱۰۱۸.

Marfat.com

سلام بھیجو۔‘‘

زائرین کرام! حضور ﷺ کا روضہ دیکھتے جاؤ اور درود شریف پڑھتے جاؤ۔ ہدیہ پیش کرتے جاؤ۔ تحفہ نچھاور کرتے جاؤ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ درود، یہ صلوٰۃ، یہ ہدیہ اور یہ تحفہ امتی کیوں پیش کرتے ہیں؟ آیئے! ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ اللہ کی بات بتلاتے ہیں۔ مولا کریم قرآن میں مومنوں پر ایک احسان جتلاتے ہیں۔ فرمایا!

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝﴾ (آل عمران: ١٦٤)

’’اللہ نے مومنوں پر ایک انتہائی بڑا احسان فرمادیا کہ ان کے اندر انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیج دیا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ بھی کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ (ایسے رسول ﷺ) کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ واضح گمراہی میں پڑے تھے۔‘‘

جی ہاں! آج ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں، موحد ہیں، بت پرستی اور صلیب پرستی کی گمراہی سے نکل آئے ہیں، تو حضور ﷺ کی دعوت کی برکت سے ...... آپ کی جان توڑ محنت کی برکت سے ...... توحید وجہاد کی راہ میں قربانیوں کے ثمر سے ...... اس احسان سے بڑا کوئی احسان نہیں ہے۔ اس نعمت سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ لہٰذا اسی احسان کی وجہ سے آج! اے مومنو! مدینے میں آئے ہو لہٰذا شکریہ ادا کرو۔ اس لیے کہ پیارے حضور ﷺ نے فرمایا!

((لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ))

’’جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔‘‘ [1]

قارئین کرام! سوال پیدا ہوتا ہے ...... اب ہم شکریہ کس طرح ادا کریں؟ ہمارے

[1] ابو داود: ٤٨١١.

Marfat.com

پیارے حضور ﷺ تو چودہ سو سال قبل اپنے اللہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ہم ہدیہ کس طرح پیش کریں؟ ہم تحفہ کس طرح پیش کریں ...... جی ہاں! اس کا جواب میرے مدنی حضور ﷺ کے صحابہ دیتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے:

((اَلَا اُهْدِیْ لَکَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ))

''میں ایک تحفہ جناب کی خدمت میں ہدیہ نہ کروں کہ جسے میں نے نبی کریم ﷺ سے سماعت کیا ہے؟''

((فَقُلْتُ بَلٰی فَاهْدِهَا لِیْ فَقَالَ))

''میں نے کہا کیوں نہیں، یہ ہدیہ مجھے دیجیے۔ اس پر وہ کہنے لگے:''

ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی تھی اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر سلام کس طرح بھیجیں ...... اس کا طریقہ تو ہمیں اللہ نے بتلا دیا ...... اب یہ جو ''صلاۃ'' (درود) ہے یہ ہم کس طرح بھیجیں؟ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو!

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر اس طرح رحمت فرما دیں جس طرح آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت فرمائی تھی۔ حمد تو آپ ہی کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ بڑے شرف و عزت کے مالک ہیں۔ اے اللہ کریم جی! حضرت محمد کریم ﷺ اور حضرت محمد کریم ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں کیجیے جس طرح آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکتیں کی تھیں۔ بلاشبہ

Marfat.com

حمید و مجید آپ ہی ہیں۔''[1]

اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنتی حجرۂ مبارک کی طرف بڑھنے والو...... بڑھتے آؤ ...... لائن میں لگ کر ہدیہ پیش کرتے آؤ ...... یہ ہدیہ جسے ''اَللّٰھُمَّ'' کہہ کر آپ اللہ کی جناب میں پیش کر رہے ہیں۔ آگے اپنے رسول کریم ﷺ تک پہنچانا اللہ جی کا کام ہے۔ آپ ہدیے کی درخواست مولا کریم سے کر رہے ہیں ...... اب ہدیہ مولا کریم دیں گے۔ آپ کی درخواست قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور برکت کون کون سی عالی شان شکلوں میں دیں گے ...... یہ اللہ کو معلوم ہے ...... آپ ہدیے کی درخواست کرتے چلے جائیں اور آگے بڑھتے چلے جائیں۔

اللہ اللہ! اب آپ قریب آ گئے۔ حضور پاک ﷺ کے بہشتی حجرۂ مبارک کے نزدیک آ گئے ...... اب آپ سلام پڑھیں گے۔ وہی سلام جو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلا چکے۔ ہاں ہاں! وہی سلام جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا ...... وہی سلام آپ پڑھیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

''جب ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم نے کہہ دیا!

((اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَ فُلَانٍ))

''اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام ہو اور فلاں فلاں پر سلام ہو۔''

اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ))

''اللہ پر سلام'' یہ مت کہو کیونکہ اللہ تو خود سلامتی کا سرچشمہ اور سلامتی دینے والا ہے۔''[2]

قارئین کرام! وہ قرآن جو ہمارے حضور ﷺ پر نازل ہوا اس میں اللہ کا صفاتی نام ''السلام'' بھی ہے ...... چنانچہ ہمارے پیارے حضور ﷺ نے اصلاح فرما دی کہ اللہ کو سلام

[1] بخاری: ۳۳۷۰.   [2] بخاری: ۸۳۵.

Marfat.com

کرنا ٹھیک نہیں ہے...... سلام تو اللہ کے بندوں کے لیے ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی کو سلام کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ جو ''سراسر سلامتی'' ہے اور سلامتی بانٹنے والا ''السلام'' ہے وہ آپ کو سلامتی عطا فرمائے۔ سلام کی اس وضاحت کے بعد...... آئیے! اب دیکھتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے کون سا سلام بتلایا؟ ملاحظہ ہو:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ))

''تمام زبانی عبادتیں اللہ کے لیے، بدنی اور مالی عبادتیں بھی اللہ کے لیے...... اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں...... ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو۔'' [1]

آمنے سامنے

اے زائرِ محترم! اب آپ قریب آ گئے۔ اب آپ ''مواجہہ شریف'' اور ''قبلہ شریف'' کے درمیان آ گئے۔ اپنا چہرہ ''مواجہہ شریف'' کی طرف رکھیے۔ ''مواجہہ'' عربی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں چہرے کا آمنے سامنے ہونا۔ روضہ مبارک کی جالی کے ساتھ پیتل کا ایک بڑا سا گول دائرہ بنا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رُخ قبلے کی جانب ہے اور یہ دائرہ حضور ﷺ کے چہرے مبارک کی سیدھ میں بنایا گیا ہے۔ اسی لیے اسے ''مواجہہ شریف'' کہا جاتا ہے...... آپ کی خوش قسمتی کہ آپ ''مواجہہ شریف'' کے سامنے کھڑے ہیں۔ یہاں رش کی وجہ سے زیادہ دیر کھڑا ہونا مناسب نہیں۔ یہاں کے ذمہ داران زیادہ دیر کھڑا ہونے بھی نہیں دیتے۔ لہٰذا ''مواجہہ شریف'' کے سامنے اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام بھیجیے۔ درود آپ پڑھ چکے، اب سلام کہیے:

---

[1] بخاری: ۸۳۵.

Marfat.com

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ))

''اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔''❶

قارئین کرام! تھوڑا سا آگے بڑھیں گے تو اسی طرح کا ایک چھوٹا گول دائرہ نظر آئے گا ...... یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ ان کا چہرۂ مبارک پیارے حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے برابر ہے ...... اگلا دائرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا نشان ہے۔ یہاں آپ اس طرح سے مسنون سلام کہہ سکتے ہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ))

''ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔''❷

اللہ اللہ! آپ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مبارک ناموں کو دل میں نقش کرتے ہوئے آہستہ سے مسنون الفاظ بولے ...... اب سن لیجیے اللہ کا اپنے پیارے نبی ﷺ کی مبارک زبان سے پیغام۔ فرمایا!

((فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ))

''جب تم ایسا کہو گے تو یہ سلام اللہ کے ہر اس بندے کو پہنچ جائے گا جو آسمانوں میں ہے یا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔''❸

اللہ اللہ! مومن کا سلام زمین پر موجود لوگوں کو پہنچ گیا یہ تو معلوم اور واضح ہے ...... وہ مومن جو آسمانوں میں ہیں، ان کی ارواح علّیین میں ہیں، جنت میں ہیں، وہاں ان کو سلام پہنچ گیا۔ زندہ مومن کو بھی پہنچ گیا۔ فوت شدہ مومن کو بھی پہنچ گیا۔ اور جی ہاں! جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس کو بھی پہنچ گیا۔ اگر فوت ہو کر زمین اور آسمان کے درمیان کسی مقام پر ہے تو اسے بھی پہنچ گیا اور اگر زندہ ہے اور ہوائی جہاز میں ہے تو اسے بھی پہنچ گیا۔ اگر خلائی

---

❶ بخاری: ۸۳۵. ❷ بخاری: ۸۳۵.

❸ بخاری: ۸۳۵.

Marfat.com

اسٹیشن میں کوئی مومن ہے تو اسے بھی پہنچ گیا...... پہنچانے والا اللہ ہے۔ قربان جائیں اللہ کی رحمتوں پر اور مسلمانوں کے باہمی رشتوں اور تعلقات پر کہ کس قدر محبت آمیز ہیں۔

ادب واحترام

قارئین کرام! مبارک ہو...... آپ نے پیارے حضور ﷺ کی مسجد کے ادب و احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھا کیونکہ یہاں بلند آواز سے بولنا بے ادبی ہے...... باہر سے آئے ہوئے دو نمازی حضور ﷺ کی مسجد میں بلند آواز سے بول رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو ان کو بلوایا اور مخاطب کر کے فرمایا!

''اگر تم یہاں (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو تم لوگوں کو سزا دیتا۔ تم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔''[1]

اے زائرو! آپ لوگ جب حضور ﷺ کے ''روضہ مبارک'' پر آئے تو تب بھی ادب، واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا...... جس نے ادب واحترام کو گنوا دیا اس نے اپنا نقصان کر لیا، اپنے اعمال کو خسران میں مبتلا کر لیا۔ فرمایا مولا کریم نے!

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝﴾

(الحجرات: ٢-٤)

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند مت کرو۔ جیسے تم لوگ آپس میں اونچی آواز میں گفتگو کرتے ہو ایسے میرے نبی سے بلند آواز میں

---

[1] بخاری: ٤٧٠۔

Marfat.com

بات نہ کرنا ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں خبر بھی نہ ہو اور تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ کیا بات ہے (ادب و احترام کے حامل) ان صحابہ کی جو رسول اللہ کے پاس ہوتے ہیں تو اپنی آوازوں کو نرم رکھتے ہیں۔ یہی تو وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے امتحان میں پاس کر دیا ہے۔ ان کے لیے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی ہے ...... اب رہ گئی ان لوگوں کی بات جو اے میرے نبی! آپ کو حجرات کے باہر سے آوازیں دے کر پکارتے ہیں تو ان میں اکثر بے عقل ہیں۔"

قارئین کرام! قرآن قیامت تک کے لیے تازہ کتاب ہے۔ جس طرح حضور ﷺ کی زندگی مبارک میں احترام لازم تھا اسی طرح حضور ﷺ کے روضہ مبارک کا احترام بھی لازم ہے ...... بحمد اللہ! ادب و احترام کے امتحان میں اللہ نے ہمیں کامیاب فرما دیا۔ آیئے! سامنے "باب جبریل" ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اکثر اسی راستے سے تشریف لاتے تھے اور ہمارے حضور ﷺ سے ملاقات کر کے واپس جایا کرتے تھے ...... ہم بھی اسی دروازے سے باہر نکلیں اور آگے بڑھیں۔

مقصورہ شریف

قارئین کرام! میری سوچیں چودہ سو سال پیچھے چلی گئی ہیں۔ میرے حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مبارک حجرے سے نکلے اور اسی راستے پر چل دیے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ میرے حضور ﷺ بقیع کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم بھی بقیع کی جانب چل رہے ہیں ...... ہاں ہاں! میں چلا جا رہا ہوں اور سوچتا جا رہا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کو "مقصورہ" کہا جاتا ہے۔ "مقصورہ" کا مطلب ایسا کمرہ ہے جو چاروں طرف سے بند ہو۔ اس کی دیواروں سے اندر جانے اور باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو ...... یوں میں "مقصورہ شریف" کی بناوٹ پر غور کر رہا تھا اور محبتوں کی سوچ سوچ رہا تھا کہ

Marfat.com

اگر ''مقصورہ شریف'' میں جانے کا کوئی در رکھ دیا جاتا اور پیارے حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری ہوتی تو کیا ہی بات ہوتی۔ مگر فوراً ذہن میں پیارے حضور ﷺ کی ایک خواہش مبارک آئی جو رب کے دربار میں تھی...... پیارے حضور ﷺ کی خواہش...... دعا بن کر لب مبارک پہ یوں آئی!

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثْنًا یُعْبَدُ))

''اے اللہ کریم! میری قبر کو عبادت کا مرکز نہ بننے دینا کہ جس کی پوجا شروع ہو جائے۔''❶

اے امیر حمزہ! تیری محبت اپنی جگہ، تیری عقیدت اپنے مقام پر، تیری چاہت اور چاہ اپنی جگہ...... مگر رب کریم اپنے حبیب اور خلیل کی چاہ کا کیوں خیال نہ کرے، کیوں پاس نہ کرے۔ چنانچہ اپنے حبیب کو اپنے پاس بلایا تو پیارے مصطفیٰ کی چاہت کا خیال رکھا۔ ایک کمرہ جہاں سے اپنے مصطفیٰ کو اپنے پاس بلایا...... وہی کمرہ روضۂ رسول ﷺ بنا۔ یوں وہاں ہر کسی کا جانا ناممکن بن گیا اور جن کا یہ کمرہ تھا، جن کے نام الاٹمنٹ کا ربانی لیٹر تھا، انہوں نے یعنی ہماری روحانی اماں جان محترمہ نے واضح فرما دیا!

((وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ اَنِّیْ اَخْشٰی اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا))

''اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کو عبادت کا مرکز بنا لیا جائے گا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو کھلا چھوڑا دیا جاتا۔ لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر ایسا کر دیا گیا تو قبر مبارک کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے گا۔''❷

اللہ اللہ! میرے اللہ نے اپنے پیارے دوست حضرت محمد کریم ﷺ کی خواہش مبارک کا ایسا خیال رکھا کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی مزاج شناس رفیقہ حیات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے اپنے رسول ﷺ کی خواہش کو پورا کرنے کا سامان کر دیا۔ اے روحانی اماں جان کے مسلم بیٹو! جب تک ہماری اماں جان زندہ رہیں انہوں نے پیارے

---

❶ مسند احمد: ۷۳۵۸ اسنادہ صحیح۔ ❷ بخاری: ۱۳۳۰۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی خواہش کو پورا کرنے کا حق ادا کر دیا...... پھر جب وہ اس دنیا سے تشریف لے گئیں اور ہماری کوئی اماں جان یعنی حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ زندہ نہ رہیں تو ایک رات شدید بارش ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی ایک دیوار گر گئی...... اللہ اللہ! میرے رب کریم نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی خواہش کو پورا کرنے کا سامان اس طرح کیا کہ ایک دیوار کو فارغ کر دیا اور یوں نئی تعمیر کی ضرورت کا موقع فراہم فرما دیا۔

تب مسلمانوں کے خلیفہ کا نام ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ تھا۔ ۸۷ھ کی یہ بات ہے۔ یعنی پیارے حضور ﷺ کے اس دنیا سے جانے کے بعد ۷۷ سال گزر چکے ہیں۔ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تھے۔ وہ خلیفۃ المسلمین کے حکم پر پہلے ہی عمل پیرا تھے۔ امہات المومنین کے حجرات مبارکہ کو گرا کر حضور ﷺ کی پاک اور مبارک مسجد میں شامل کر رہے تھے...... اب جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک کی دیوار مبارک گر گئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے حجرۂ شریف کے چاروں طرف ۶ میٹر بلند دیواریں بنا دیں۔ یعنی بلندی تقریباً ۹ فٹ ہو گئی۔ اب کوئی بھی اندر نہ جا سکتا تھا۔ مزید یہ کام کیا کہ شمالی سمت کو ''مثلث'' بنا دیا۔ یعنی ''مواجہہ شریف'' کے عقب میں دو دیواریں اس انداز سے بنائیں کہ ایک پانچواں کونہ بن گیا۔ یہ کام انہوں نے اس لیے کیا کہ چونکہ روضہ مبارک مسجد میں آ گیا، اب مواجہہ شریف کے عقبی جانب جو کوئی نماز پڑھے گا تو اس کا رُخ روضہ مبارک کی طرف نہ ہو، قبلے ہی کی جانب رہے...... دوسرا یہ کہ بیت اللہ شریف کی عمارت ''مربع'' شکل کی ہے۔ چار کونوں والی ہے۔ کعبہ سے بھی مشابہت نہ ہو۔ الغرض! میرے مولا کریم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں ایسا بندوبست فرما دیا، خواہش کو قبول فرما کر ایسا انتظام کروا دیا کہ پیارے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ کی قبر مبارک!

۱۔ عبادت کا مرکز نہ بنے

۲۔ سجدہ گاہ نہ بنے

Marfat.com

۳۔ کعبہ سے مشابہت نہ ہو

۴۔ طواف کا رنگ پیدا نہ ہو

۵۔ سجدے کا رُخ متعین نہ ہو

۶۔ نماز کی سمت کا سینٹر نہ بنے

۷۔ قیام اور رکوع کا رخ اختیار نہ کرے

جی ہاں! بعد میں تعمیر و مرمت کا سلسلہ چلتا رہا لیکن اساس اور بنیاد وہی رہی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے ہاتھوں بن گئی...... بلکہ اس میں مزید اضافہ یہ ہوا کہ!

سلطان اشرف قیتبائی نے ۸۸۸ھ یعنی ۱۴۸۳ء میں لوہے اور پیتل کی جالیاں بنوائیں۔ ان کا وزن تقریباً ۱۷۸۷۰ کلوگرام تھا۔ ان جالیوں کو ۷۰ عدد اونٹوں پر لادا گیا اور مقصورہ شریف کے گرد مضبوطی سے لگا دیا گیا۔ خاص طور پر قبلہ کی جانب یعنی ''مواجہہ شریف'' کے سامنے یہ جالیاں لگائی گئیں۔ یعنی گزشتہ سوا پانچ سو سال سے یہ جالیاں بدستور لگی ہوئی ہیں...... اگر کوئی خاص مہمان یا سربراہِ حکومت کو اندر لے جایا جاتا ہے تو اتنا ہی ہے کہ اس جالی سے اندر چلا جاتا ہے۔ آگے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر والے حصے میں کھڑا ہو جاتا ہے...... آگے پھر ایک جالی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی حد متعین کرتی ہے۔ کیونکہ وہاں سے جنت کا باغ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر دیوار ہے...... اور بس رسائی یہیں تک ہے۔

اللہ اللہ! مولا کریم نے کیا خوب اپنے پیارے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ کی خواہش کو پورا فرمایا اور جی ہاں! ایسا پورا فرمایا کہ امت کے لوگوں نے اس مقام کا نام ''مقصورہ شریف'' رکھ دیا کہ جہاں نہ کسی بادشاہ کی پہنچ ہے اور نہ کسی گدا کی رسائی ہے۔

قارئین کریم! ''بقیع الغرقد'' کی جانب میری چال انتہائی آہستہ ہو گئی تھی۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا رُک رُک بھی جاتا تھا...... اس لیے کہ میں سوچوں میں متواتر گم تھا کہ میرے پیارے حضور ﷺ نے اپنے اللہ کے حضور جس خواہش کا اظہار کیا کہ ''اے اللہ! میری قبر کو

Marfat.com

عبادت کا مرکز نہ بننے دینا کہ میری قبر کی پرستش شروع ہو جائے'' تو یہ فکر حضور ﷺ کو دامن گیر کیوں ہوئی؟ اس کا سبب کیا بنا...... سبب سوچ رہا تھا کہ منظر فوراً میرے سامنے آ گیا۔

میرے حضور ﷺ کی یہی مسجد تھی جہاں سے نکل کر چلا آ رہا ہوں۔ یہیں میرے حضور ﷺ وفود کا استقبال بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو نبی کریم ﷺ کے سامنے سجدے میں پڑ گئے...... آپ ﷺ نے پوچھا!

((مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ؟))

''اے معاذ! یہ کیا ہے؟''

عرض کرنے لگے: میں شام سے آیا ہوں۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پوپ پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میرے دل میں بھی محبت پیدا ہوئی کہ ہم بھی آپ کے سامنے سجدہ کریں...... یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے منع کرتے ہوئے فرمایا!

((فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنِّیْ لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا))

''ایسا بالکل نہ کرنا...... یاد رکھو! اگر میں نے کسی کو حکم دینا ہوتا کہ وہ اللہ کے غیر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''[1]

اللہ اللہ! لیجیے...... ایک اور منظر میرے سامنے آیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ''حیرہ'' کے علاقے میں گئے۔ وہ بتلاتے ہیں کہ میں نے وہاں دیکھا کہ لوگ اپنے حکمران کو سجدہ کرتے ہیں۔ اب میں نے سوچا کہ!

((رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ))

''اللہ کے رسول ﷺ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر اس بات کے حق دار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔''

---

[1] ابن ماجه: ١٨٥٢.

Marfat.com

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ کا اس دنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا اور مرض سخت سے سخت ہو گیا تو آپ ﷺ اپنی چادر مبارک بار بار اپنے چہرے مبارک پر ڈالتے۔ جب ذرا بہتر ہوتے تو چادر کو ہٹا لیتے۔ اضطراب اور پریشانی کی اس کیفیت میں آپ ﷺ نے فرمایا!

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ))

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' [1]

قارئین کرام! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو مندرجہ بالا حدیث بیان فرما رہی ہیں ...... ہماری اماں جان نے خوب کردار ادا کیا ...... اور ہمارے پیارے رسول ﷺ کی مبارک خواہش کو میرے اللہ نے کیا خوب پورا کروایا کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے پاک، مبارک اور مقدس روضہ شریف کو ''مقصورہ شریف'' بنوا دیا۔ جی ہاں! ''مقصورہ شریف'' کی وجہ تسمیہ اب سمجھ میں آ چکی تھی ...... اور اتنے میں ...... میں بقیع الغرقد کے پاس پہنچ چکا تھا۔

حظیرہ شریف

''مقصورہ شریف'' کو ''حظیرہ شریف'' بھی کہا جاتا ہے۔ جس زمینی حصے کے اردگرد باڑ یا جنگلا یا دیوار ہو اسے حظیرہ کہا جاتا ہے۔ عربی میں جنت کو ''حَظِيْرَةُ الْقُدُسِ'' بھی کہا جاتا ہے یعنی مخصوص پاکیزہ سرزمین ...... چونکہ میرے حضور ﷺ کا گھر مبارک جنت کا حصہ ہے اس لیے اس کو ''حظیرہ شریف'' بھی کہا جاتا ہے۔

قارئین کرام! میرے حضور ﷺ کا گھر مبارک ''مقصور شریف'' بن گیا۔ ''حظیرہ شریف'' بن گیا۔ یعنی اللہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے اپنے

---

[1] بخاری: ٤٣٥-٤٣٦.

Marfat.com

حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ کی قبر مبارک کو ایسا محفوظ فرمایا کہ وہاں کوئی جا ہی نہیں سکتا، لہٰذا سجدے اور عبادت کا امکان ہی ختم کر دیا۔

تین قبریں

امام بخاری رحمہ اللہ "کتاب الجنائز" میں باب لائے ہیں جس کا عنوان ہے: "حضور ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کے بارے میں"...... جی ہاں! اس عنوان کے تحت ایک حدیث لائے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دَور میں حجرۂ مبارک کی دیوار گر گئی۔ لوگ اس دیوار کو تعمیر کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران میں انہیں ایک پاؤں دکھائی دیا۔ وہ گھبرا گئے اور سوچنے لگے کہ شاید یہ حضور نبی کریم ﷺ کا مبارک پاؤں ہے۔ الغرض! اس سلسلے میں صحیح معلومات دینے والا کوئی نہ مل سکا۔ آخر کار حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ یہ پاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔" [1]

قبریں اور ترتیب

اللہ اللہ! مجھے مدینے میں ایک کتاب مل گئی۔ اس کتاب کو شیخ علی حافظ نے لکھا ہے۔ وہ مدنی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ہی پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ۱۳۸۵ھ تک بلدیہ مدینہ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ بانی مملکت سعودی عرب کے ساتھ ان کا خصوصی تعلق تھا۔ مدینہ منورہ سے انہوں نے اپنے بھائی عثمان حافظ کے ساتھ مل کر "المدینۃ" کے نام سے روزنامہ کا اجراء کیا جو آج بھی ایک اہم، باوقار اور معروف مدنی اخبار ہے۔ شیخ علی

---

[1] بخاري: ۱۳۹۰.

Marfat.com

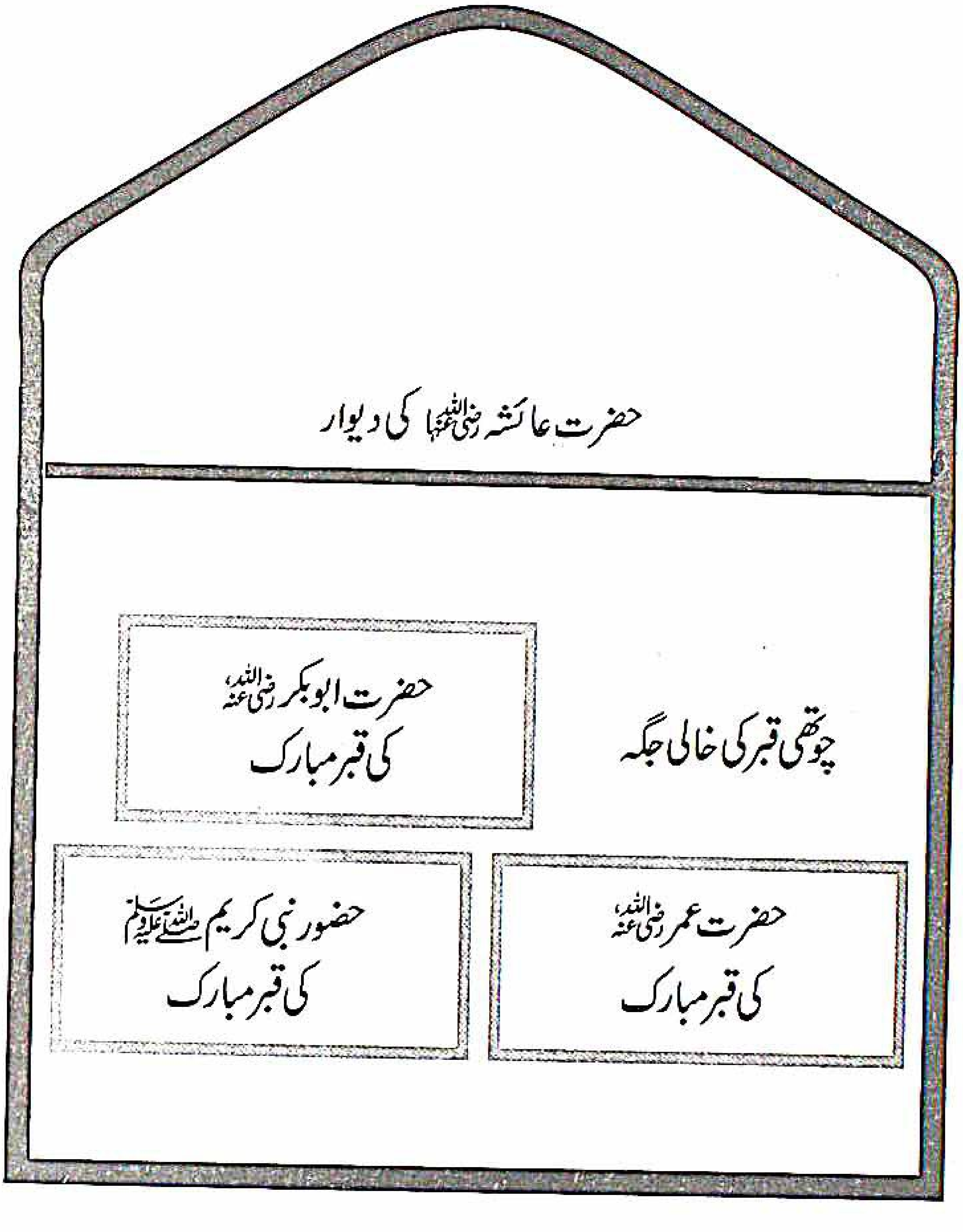

قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چشم دید روایت
کے مطابق مبارک قبروں کا محل وقوع

Marfat.com

حافظ نے مدینہ منورہ کی تاریخ پر ایک کتاب لکھی۔ اس کا نام "فصول من تاریخ المدینة المنورة" رکھا۔ شیخ علی حافظ کو مسجد نبوی کی مرمت و توسیع اور حضور ﷺ کے حجرۂ مبارک کے گنبد کی مرمت وغیرہ کا بھی موقع ملا مگر حجرۂ مبارک کے اندر وہ بھی نہیں جا سکے۔ اس لیے کہ "حظیرہ قدس" اور "مقصورہ شریف" کے اندر جانا ہی ناممکن ہے۔ وہ تینوں مبارک قبروں کی ترتیب کے بارے میں اپنی تحقیق اپنی کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق:

اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مبارک قبروں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے اور حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے برابر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے...... اس کے بعد جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہے اور ان کے کندھے کے برابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے تو یہ جناب نافع بن نعیمہ رحمہ اللہ کی روایت ہے اور اسے ہی عام طور پر صحیح سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کا ساتھ نہیں دیتی بلکہ قاسم بن محمد رحمہ اللہ کی روایت کا ساتھ دیتی ہے جو چشم دید منظر بیان کرتے ہیں۔

جناب قاسم رحمہ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ جب خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں حجرۂ مبارک کی دیوار گری تھی تو وہ مشرقی دیوار تھی کیونکہ سر مبارک مغرب کی طرف تھے اور مبارک پاؤں مشرق کی طرف تھے...... اب یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہاں دفن کیا جا رہا تھا تو مشرق کی جانب جگہ کم پڑ گئی لہٰذا مشرقی دیوار کو نیچے سے ذرا سا کھود کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں کے لیے جگہ بنائی گئی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ علی حافظ کی تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے میں خود اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بنائی جائے اور ان کا سر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھے کے برابر مانا جائے تو پاؤں کی جانب اتنی وافر جگہ موجود ہے کہ دیوار گرنے پر پاؤں کے ننگے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کی لائی ہوئی

Marfat.com

روایت بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نہیں بلکہ اور جگہ پر ہے...... وہ جگہ کہاں ہے؟ وہ جگہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاک قدموں میں ہے۔

امام سمہودی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے جناب قاسم رحمہ اللہ کی روایت لائے ہیں...... یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہوئے وہ اپنی پھوپھی جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کرتے ہیں کہ اماں جان! روضۂ اقدس دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے حجرے کے دو حصے کر دیے تھے کہ شمال کی طرف دیوار کر دی تھی...... یوں جنوبی حصے میں تین قبریں مبارک تھیں اور شمالی حصے میں وہ خود رہائش رکھتی تھیں...... اب انہوں نے شمالی حصے کو کھولا تو حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ!

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک تو (مواجہہ شریف کی طرف سے) بالکل سامنے تھی۔

۲۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے برابر تھا۔

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اللہ کے رسول ﷺ کے مبارک قدموں کے قریب تھا۔

ایک قبر کی خالی جگہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (جب وہ مکہ کے حکمران تھے) ان کو وصیت کی کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ مجھے میری سہیلیوں (دوسری ازواج مطہرات) کے ساتھ ہی بقیع میں دفن کرنا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ ان شخصیات کی وجہ سے میری بھی تعریف و توصیف ہوا کرے۔ [1]

قارئین کرام! صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا بات سے ثابت ہوا کہ

---

[1] بخاری: ۱۳۹۱.

Marfat.com

تین مبارک قبروں کے ساتھ چوتھی قبر کی جگہ بھی موجود ہے ...... محدثین، سیرت نگار اور مؤرخین نے بھی ایک قبر کی جگہ خالی ہونے کی بات کا تذکرہ کیا ہے ...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ گورنر مدینہ پاک نے حظیرہ بنا دیا تھا۔ جب شرقی دیوار گری تھی تو روضہ مبارک کو سیاہ پتھروں سے چاروں طرف بند کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والے رہائشی حصے میں پانچواں کونہ بن گیا تھا۔ یوں روضہ کی عمارت مربع نہ رہی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس بات سے ڈر گئے کہ کالا ہی پتھر ہے اور چوکور ہونے سے کعبہ کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، اس لیے انہوں نے پانچویں کونے کا اضافہ کر دیا...... یہ احتیاط بھی شامل تھی کہ شمال میں جو لوگ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کریں ان کا رُخ روضۂ اقدس کی طرف نہ ہو بلکہ قبلے کی طرف رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو روضہ مبارک میں دفن ہونا چاہتی تھیں اور یہ گھر انہی کا تھا، وہی اس کی مالکن تھیں ...... انہی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت لی اور ان کی یہاں قبر بنی۔ انہی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت لی اور ان کی قبر بنی ...... مگر قربان جائیں اپنی روحانی اماں جان کی انکساری اور عاجزی پر کہ زندگی کے آخری حصے میں انہوں نے یہاں دفن ہونے کا ارادہ ختم کر دیا...... لہٰذا آج ان کی قبر مبارک ''بقیع الغرقد'' کے قبرستان میں باقی امہات المومنین کے ساتھ ہے...... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک قبر کی جگہ جو خالی ہے، یہ قیامت تک خالی ہی رہے گی یا پُر بھی ہوگی؟ اور اگر یہاں قبر بنے گی تو کس کی قبر بنے گی؟

متوقع قبر

اللہ کا قرآن ہمیں بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت زندہ آسمان پر اٹھا لیا جب ان کے یہودی دشمن انہیں شہید کرنا چاہتے تھے ...... اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے بھی آگاہ فرما دیا کہ قیامت کے قریب وہ آسمان سے نازل ہوں گے، اسلام کی خاطر مخالفوں سے جہاد کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر قتل کر دیں گے، جزیہ ختم ہو

Marfat.com

جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام مذاہب کو نابود کر دیں گے، صرف اسلام رہ جائے گا......اور پھر!

((فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ))

''وہ زمین پر چالیس سال زندہ رہیں گے، پھر فوت ہو جائیں گے اور پھر مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔''[1]

قارئین کرام! اب رہ گئی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کہاں ہوں گے؟ تو یہ خبر اور اطلاع ہمیں امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ دیتے ہیں ...... کیا حسن اتفاق ہے کہ صحاح ستہ یعنی حدیث کی معروف چھ کتابوں کے محدثین میں سے صرف امام ترمذی وہ محدث ہیں کہ جو ایسی روایت لائے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں آگاہ کرتی ہے کہ وہ کہاں بنے گی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں ہمیں جو محدث بتلا رہے ہیں ان کا اپنا نام تو محمد ہے، جبکہ ان کے والد کا نام بھی عیسیٰ ہے اور بیٹے کا نام بھی عیسیٰ ہے۔ یوں ان کا پورا نام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ہے۔ فرماتے ہیں:

ہمیں زید بن اخزم الطائی نے بتلایا، ان کو ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ نے آگاہ کیا، وہ کہتے ہیں مجھے ابو مودود مدنی نے بتلایا، وہ کہتے ہیں مجھے عثمان بن ضحاک نے بتلایا، وہ کہتے ہیں مجھے محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام نے بتلایا کہ:

((مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَ صِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ وَ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ))

''تورات میں حضرت محمد کریم ﷺ کی صفات بھی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ کے ہمراہ دفن ہوں گے۔ ابو مودود مدنی بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ کے حجرہ میں

---

[1] ابو داؤد: ٤٢٢٤ اسناده حسن.

Marfat.com

ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔"[1]

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہودیت چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی بن گئے تھے، یہ ان کا انکشاف ہے جو تورات کے حوالے سے ہے۔ بعض محدثین اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں۔ اس روایت کے اجنبیت پن کا امام ترمذی رحمہ اللہ بھی اعتراف کرتے ہیں مگر اسے حسن بھی کہتے ہیں...... میں کہتا ہوں کہ یہ تورات کے حوالے سے ایک انکشاف ہے۔ اگر اس کے ایک راوی میں کچھ ضعف اور کمزوری بھی ہے تو مجموعی اعتبار سے یہ درست معلوم ہوتی ہے اور وقائع اور حالات بھی اس کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں...... لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے جو فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے، تو دکھائی یہی دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہاں دفن ہوں گے۔ مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے، ہمارے حضور ﷺ کی شریعت کے پرچم کو بلند کرتے ہوئے فوت ہوں گے، اور مدینہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوں گے۔ چوتھی جگہ انہی کی معلوم ہوتی ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتے ہیں۔

بقیع الغرقد

مسجد نبوی کے صحن کی حد ختم ہو چکی تھی...... میں نے حد سے باہر قدم رکھا اور اپنے پیارے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے یہ الفاظ اپنے مولا کے حضور پیش کیے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ))

"مولا کریم! میں جناب سے جناب کا فضل مانگتا ہوں۔"[2]

قارئین کرام! مسجد سے قدم باہر نکلے تو اگلے قدم "بقیع" میں تھے۔ "بَـقِـيْـعٌ" کا لفظ "بُـقْـعَةٌ" سے ہے اور "بُـقْـعَةٌ" کا لفظ قرآن میں آیا ہے اور ایک ہی بار آیا ہے۔ حضرت

---

[1] ترمذی: ٣٦١٧ و قال ابو عیسٰی ترمذی هذا حدیث حسن غریب.

[2] ابن ماجہ: ١٧٢ و اسنادہ صحیح.

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مدین سے واپس مصر جا رہے تھے:

﴿فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (القصص: ۳۰)

''موسیٰ جب طور پہاڑ کے پاس آئے تو اس بابرکت زمینی ٹکڑے کے دائیں جانب سے ایک درخت میں سے آواز دی گئی: اے موسیٰ! شک وشبہ سے یہ بات بہت بالا ہے کہ میں جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہوں (تم سے مخاطب ہو رہا ہوں)۔''

قارئین کرام! عربی زبان میں ایک جملہ کچھ یوں بولا جاتا ہے:

((فُلَانٌ حَسَنُ الْبُقْعَةِ عِنْدَ الْمَلِكِ))

''فلاں آدمی بادشاہ کے ہاں بڑے اچھے رتبے کا مالک ہے۔''

اللہ اللہ! ''بقیع'' کو رتبہ مل گیا، اللہ کے ہاں مرتبہ مل گیا جب یہاں اللہ کے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ تشریف لائے۔ یاد رہے! ''بقیع'' ایسے زمینی ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جہاں مختلف قسم کے درختوں کی جڑیں ہو...... پھر جب بارش برسے تو وہاں جڑیں درخت بن جائیں، سبزہ بن جائیں، چونکہ یہاں جنگلی درختوں کی کثرت تھی اس لیے اسے ''بقیع الغرقد'' کہا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لاتے تو اس مقام کو ''بقیع الغرقد'' کے نام سے موسوم فرمایا اور درخت کٹوا کر اسے قبرستان بنا دیا۔

مزید برآں! قدیم دور سے بقیع چند حصوں میں تقسیم چلا آ رہا ہے۔ ان حصوں کے درمیان چلنے کے لیے راستے یعنی گلیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک حصے کا نام "حش کوکب" ہے یعنی چمک دمک والا ستارہ...... اور اس حصے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ اسی طرح ایک حصے میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ یہ وہ مہاجر صحابی ہیں کہ مکہ سے مدینہ میں آنے کے بعد سب سے پہلے یہ فوت ہوئے اور انہی کی پہلی قبر یہاں بنی۔ اس حصے کو ''زوراء'' کہا جاتا ہے۔ ''زوراء'' کے معنی چاندی کے برتن

Marfat.com

کے ہیں۔ جی ہاں! چاندی کی طرح چمکتا دمکتا میرے پیارے حضور ﷺ کا لخت جگر ننھا ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی یہاں مدفون ہے...... اور اس کے ساتھ والے حصے کا نام ''روحاء'' ہے۔

''روحاء'' میں راحت و مسرت اور سہانی رات کے معنی پائے جاتے ہیں اور اس حصے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی قبر مبارک ہے جن کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ہے۔ وہ کہ جن کے گھر میں حضور ﷺ کی پرورش ہوئی۔ حضور ﷺ نے انہیں ماں کہا۔ ان کی وفات پر غمگین تھے اور جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔

اللہ اللہ! بقیع وہ مبارک خطہ ہے کہ جس میں مومنوں کی روحانی ماؤں کی مبارک قبریں ہیں۔ اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں!

۱۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

۶۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۷۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

۸۔ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

۹۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

بقیع میں آنے والو! دیکھتے چلے جاؤ۔ زمین کا یہ وہ مبارک ٹکڑا ہے جس میں میرے حضور ﷺ کی چار بیٹیاں آرام فرما ہیں...... سب کی مبارک قبریں ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ موجود ہیں۔

۱۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

۳۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا

۴۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

اور لیجیے! یہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ انصار کے سرداروں میں سے ہیں۔سب سے پہلے بیعت کرنے والے یہ ہیں کہ جنہوں نے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی۔ انصار میں سب سے پہلے ''بقیع'' میں ان کی قبر بنی۔حضور ﷺ موجود تھے جب انہیں غسل دیا جارہا تھا۔حضور ﷺ جنازے میں چلے اور جنازہ پڑھایا۔

جی ہاں! یہ دیکھیے۔حضور ﷺ کی پیاری اور سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مبارک قبر کے پڑوس میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بھی اپنی اماں جان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں ہے اور انہوں نے یہی وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر اماں جان کے پڑوس میں بنائی جائے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت زین العابدین رحمہ اللہ بھی یہیں اپنی دادی اماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں مدفون ہیں۔

یہ قبر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی ہے۔روحانی ماؤں کے پڑوس میں ان کا مدفن ہے۔اور ان کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کہ جن کا نام عبداللہ ہے،حضور ﷺ اس بچے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بے حد پیار کرتے تھے، وہ بھی ساتھ ہی مدفون ہیں۔

بقیع میں آنے والو! یہ دیکھو...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے شمال میں ''حش کوکب'' میں حضور ﷺ کی رضاعی اماں جان استراحت فرما رہی ہیں۔حضرت حلیمہ سعدیہ بنت ذویب رضی اللہ عنہا ہیں اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہی کا دودھ پینے والے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی ذرا فاصلے پر ہیں۔ یہ دودھ پینے میں میرے حضور ﷺ کے بھائی بن گئے۔رشتے میں بھی حضور ﷺ کے چچا جناب حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔اس لحاظ سے بھی بھائی ہوئے۔حنین کی جنگ میں یہ پیارے حضور ﷺ کی سواری کی لگامیں

Marfat.com

تھامے جم کر کھڑے تھے۔

ہاں ہاں! میں کس کس کا نام گرامی لوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہم بھی تو یہیں آرام فرما ہیں۔ ان کی مبارک قبریں میرے حضور ﷺ کے ننھے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہ جن کی شہادت پر اللہ کا عرش بھی جھوم اٹھا ان کی قبر مبارک اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہ جو بہت ساری احادیث کے راوی ہیں...... دونوں کی قبریں ''بقیع'' کے مبارک خطے میں ایک ساتھ واقع ہیں۔

اللہ اللہ! یہ تین بہنیں کون ہیں؟ جی ہاں! یہ میرے حضور ﷺ کی پھوپھیاں ہیں۔ حضرت حمزہ سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ دوسری حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ تیسری حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا ہیں۔ تینوں بہنیں سردار عبدالمطلب کی بیٹیاں ہیں۔ میرے حضور ﷺ کی پھوپھیاں ہیں۔ ان کی مبارک قبریں اکٹھی ہیں۔

الغرض! یہ وہ مبارک ''بقعۂ ارضی'' ہے جہاں دس ہزار کے قریب اہل بیت صحابہ، صحابیات، تابعین، تبع تابعین آرام فرما ہیں...... اور آج تک اہل مدینہ کا یہ قبرستان ہے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں یہاں جگہ ملتی ہے...... اپنے دور میں ہم نے دیکھا کہ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کو یہاں جگہ ملی۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پہلو میں حضرت علامہ کی قبر بنی...... اللہ کے حضور دعا ہے: مولا! ہم پُرتقصیروں کو بھی ''بقیع الغرقد'' میں جگہ عطا فرما...... قیامت کے دن حشر میں ان پاک باز ہستیوں سے ملا۔ (آمین!)

بقیع کے مبارک بقعہ میں آنے والو! یہ وصیت کر کے مدینہ منورہ میں آؤ کہ اگر یہاں موت آ گئی تو واپس لے کر نہ جانا، بقیع کے بقعہ میں ہی قبر بنانا۔ وصیت، خواہش اور دعا تو ہونی چاہیے...... اگر یہاں قبر نہ بھی ملی تو نیت کو بھاگ ضرور لگے گا...... موت کے بعد ان ہستیوں سے جنت میں ملاقات ہو گی اور قیامت کے دن حشر ان کے ساتھ ہو جائے گا...... یہاں نہ سہی وہاں سہی...... دعا کا پھل تو مولا کریم ضرور کھلائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

Marfat.com

اللہ اللہ! یہاں تدفین کی دعائیں کیوں نہ کریں کہ جب ہمیں ہماری روحانی اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے یہ خبر اور اطلاع ملے کہ! ''جب بھی اللہ کے رسول ﷺ میری باری والے دن میرے ہاں تشریف لاتے تو جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو بقیع کی جانب تشریف لے جاتے۔'' ❶

قارئین کرام! ہماری روحانی ماؤں کی تعداد ایک وقت میں گیارہ تک بھی رہی اور کم بھی رہی۔ یوں ہم اوسطاً حساب لگائیں تو اللہ کے رسول ﷺ ایک مہینے میں تین بار ''بقیع الغرقد'' تشریف لے گئے۔ ایک سال میں حضور ﷺ ۳۶ بار یہاں تشریف لائے اور دس سال ہمارے حضور ﷺ مدینہ منورہ میں رہے۔ اس اعتبار سے ہمارے پیارے حضور ﷺ ۳۶۰ مرتبہ ''بقیع الغرقد'' تشریف لائے۔ سال میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں...... اس اعتبار سے گویا سال بھر اللہ کے رسول ﷺ بقیع میں تشریف لاتے رہے۔ اللہ اللہ! جہاں مولا کریم کے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ ۳۶۰ بار تشریف لائیں اور تدفین کے لیے جو یہاں تشریف لائے وہ تعداد علاوہ ہے۔ یعنی محتاط اندازے کے مطابق ہمارے پیارے حضور ﷺ یہاں کوئی چار اور پانچ سو مرتبہ کے درمیان ''بقیع الغرقد'' تشریف لائے۔ یوں یہ بات ایک سال سے بھی بڑھ جاتی ہے...... اور جب حضور ﷺ بقیع میں تشریف لاتے تو ہماری اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ بقیع والوں کے لیے یہ دعا پڑھتے!

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا، مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ))

''اس گھر میں قیام کرنے والے مومنو! تم پر سلامتی ہو۔ جس نعمت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ تم لوگوں کو کل ملنے والی ہے۔ بس تھوڑا سا وقت رہ گیا۔ اللہ نے جوں ہی چاہا ہم بھی تمہارے پاس آئے کہ آئے...... اے مولا کریم جی! بقیع الغرقد والوں کو بخش دیجیے۔'' ❷

---

❶ مسلم: ۹۷٤. ❷ مسلم: ۹۷٤.

Marfat.com

بقیع الغرقد میں آنے والو! ہم زندگی میں کتنی بار قبرستان گئے؟ کیا مذکورہ دعا کو یاد کیا؟ ...... قبرستان میں سوئے ہوئے اپنے والدین اور دیگر پیاروں کو یاد کیا......؟ ان کے پاس آن ملنے کا ارادہ کیا؟ عزم باندھا؟ اصل منزل کو یاد کیا؟ ...... اگر تو "بقیع الغرقد" میں آ کر آئندہ زندگی کا معمول حضور ﷺ جیسا بنا لیا تو سبحان اللہ، الحمد للہ ...... وگرنہ غافلوں کی کمی کوئی نہیں۔ لاکھوں خرچ کر کے ...... یہاں آ کر پھر بھی غافل کے غافل ہی رہے تو یقیناً خسارے میں رہے۔

قارئین کرام! میرے ساتھ ساتھ رہیے گا...... آیئے! آپ کو ایک منظر دکھلاؤں۔ اپنے حضور ﷺ اور اپنی اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منظر...... مبارک حجرے اور بقیع کے درمیان کا منظر...... ملاحظہ ہو!

بقیع کی جانب دوڑ

روحانی بیٹے اپنی روحانی اماں جان کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔ پاس بیٹھے حضور ﷺ کی باتیں سن رہے ہیں ...... باتوں باتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے روحانی بیٹوں کو مخاطب کیا۔ حضرت مخرمہ بن عبدالمطلب بتلاتے ہیں کہ فرمانے لگیں!

میرے اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان ایک منظر ظہور پذیر ہوا۔ کیا میں تمہیں اس کا نظارہ نہ کرواؤں؟ ہم سب نے عرض کی کیوں نہیں ......؟ اس پر اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلانے لگیں: میری باری والی رات تھی اور اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کیا؟ کروٹ بدلی۔ اپنی چادر ایسے رکھی کہ جانے لگیں تو اسے تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ اسی طرح اپنے جوتے اتارے اور اپنے دونوں قدموں کے پاس ہی رکھ لیے تاکہ جوتے پہننے لگیں تو ڈھونڈنے نہ پڑیں۔ پھر اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کچھ دیر اسی طرح لیٹے رہے پھر آپ ﷺ نے خیال کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اب سو گئی ہیں ...... جب کہ میں تو جاگ رہی تھی۔ اب آپ ﷺ نے کیا

Marfat.com

کیا؟ انتہائی آہستگی اور نرمی سے اپنی چادر کو پکڑا اور بڑے ملائم انداز سے نعلین مبارک پہنے، پھر دروازے کی طرف چل دیے۔ چپکے سے اسے کھولا، آہستہ سے بند کیا اور بڑی خاموشی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے ...... اب میں نے کیا کیا؟ کپڑے پہنے، چادر کو پکڑا، اپنے سر پہ اوڑھا، گھونگٹ نکالا اور دبے پاؤں آپ کے پیچھے پیچھے چل دی۔ آپ چلتے ہوئے بقیع پہنچے۔ میں بھی پہنچ گئی۔ وہاں آپ کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے۔ تین بار آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے (لمبے قیام کے دوران میں بار بار ہاتھ اٹھاتے رہے اور دعا کرتے رہے۔ یوں تین بار دعا کر کے) آپ ﷺ واپس آنے لگے۔ میں بھی واپس چل دی۔ آپ ﷺ جلدی جلدی چلنے لگے۔ میں بھی جلدی جلدی چلنے لگی۔ آپ ﷺ دوڑنے لگ گئے۔ میں بھی دوڑ پڑی۔ آپ ﷺ گھر پہنچے مگر میں آپ ﷺ سے ذرا پہلے گھر پہنچ گئی اور آتے ہی فوراً بستر پر لیٹ گئی جیسے سو رہی ہوں۔ اب آپ ﷺ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئے تو (پیار سے مخاطب کیا اور) کہنے لگے!

((مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيًا رَابِيَةً))

''عائش! تجھے کیا ہوا؟ سانس تیز ہے، سینہ پھولا ہوا ہے؟''

میں نے کہا: ''لَا شَيْءَ'' کچھ نہیں ہے۔

اس پر آپ ﷺ کہنے لگے!

((لَتُخْبِرِيْنِيْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ))

''سچ سچ بتلا دے، نہیں تو مجھے وہ بتلائے گا جو انتہائی باریک چیزوں کو بھی جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔''

اس پر میں عرض کرنے لگی!

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ فَاَخْبَرْتُهٗ))

''اے اللہ کے رسول! میرا باپ بھی آپ پر قربان، میری ماں بھی فدا...... اور یہ

Marfat.com

کہتے ہوئے ساری بات بتلا دی۔''

میری بات آپ نے ساری سنی اور فرمانے لگے!

((فَاَنْتِ السَّوَادُ الَّذِیْ رَأَیْتُ اَمَامِیْ))

''اچھا! اب پتا چلا کہ وہ سایہ جو میرے آگے آگے چل رہا تھا وہ تم تھی۔''

میں نے عرض کی ...... جی ہاں! وہ میں ہی تھی ...... اس پر آپ ﷺ نے ازراہِ محبت میرے سینے پر ہلکا سا ہاتھ مارا، مگر مجھے تھوڑا سا محسوس ہوا، شاید تھوڑا سا زیادہ لگ گیا اور ساتھ ہی فرمایا: عائشہ...... تم نے یہ کیسے خیال کر لیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارا حق مار لیں گے؟ (باری تمہاری ہے اور میں چپکے سے کسی دوسری بیوی کے ہاں چلا جاؤں گا؟) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ میں نے جواب میں کہا: جی ہاں! بات تو یہی ہے، لوگ چاہے کس قدر بھی بات کو چھپائیں، اللہ کریم تو جانتے ہی ہیں۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عمل کا پس منظر بتلاتے ہوئے آگاہ کرنا شروع کیا۔ فرمایا!

''جب تو مجھے تیاری کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی اس وقت میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آ چکے تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور یہ آواز تم سے چھپانا شروع کر دی۔ چنانچہ میں نے انہیں جواب دیا اور ان کی پیروی میں ...... میں نے بھی اس منظر کو تم سے چھپانا شروع کر دیا ...... عائشہ! یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ جب تم نے سوتے وقت اپنا لباس اتار دیا تھا تو جبریل علیہ السلام تمہارے پاس نہیں آئے اور میں نے یہ خیال کر کے کہ تم سوگئی ہو نامناسب جانا کہ تمہیں جگا دوں۔ پھر مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ (رات کے وقت بقیع کے قبرستان میں جاتے ہوئے) تم وحشت زدہ ہو جاؤ گی۔ باقی میں تو وہاں اس لیے جا رہا تھا کہ جناب جبریل علیہ السلام نے مجھے پیغام دیا کہ!

((اِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ اَنْ تَأْتِيَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ))

''آپ کے رب کریم آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ بقیع والوں کے پاس

Marfat.com

جائیں اور ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھ لیا کہ میں ان قبر والوں کے لیے کیسے دعا کروں؟ مجھے بھی بتلا دیں۔ اس پر آپ ﷺ نے مجھے یہ دعا بتلائی کہ یوں کہا کرو!

((اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ))

''اے اگلی دنیا کے گھروں میں بسنے والے مومنو اور مسلمانو! تم سلامت رہو۔ ہمارے درمیان جو اس دنیا سے پہلے چلے گئے اور جو بعد میں جائیں گے، سب پر اللہ مہربانی فرمائے۔ باقی بات یہ ہے کہ جب اللہ نے چاہا ہم بھی تمہارے ساتھ بس ملنے ہی والے ہیں۔''[1]

اے بقیع میں آنے والے زائرین! آپ نے پیارے رسول ﷺ کا پیارا انداز دیکھ لیا...... جی ہاں! دیکھ لیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ سے کس قدر کریمانہ سلوک کیا، ان کے آرام کا خیال کیا اور پھر ہماری اماں جان کو ہر پہلو سے اعتماد میں لیا۔ ''عائش'' کے محبت بھرے انداز سے مخاطب فرمایا......اور پھر بقیع والوں کے لیے جو دعا مانگی وہ بھی بتلا دی...... آپ بھی یہ دعا پڑھیے۔ ہاتھ اٹھائیے، پہلی دعا بھی پڑھیے، یہ بھی پڑھیے یا دونوں میں سے ایک پڑھ لیجیے...... میں کہتا ہوں! کیا قسمت بلند ہے بقیع والوں کی کہ اللہ کریم ان کے لیے دعا کرنے کو اپنے رسول ﷺ کو پیغام بھیج رہے ہیں......حضور ﷺ ان کے لیے دعا کر رہے ہیں...... جو مومن و مسلم یہاں دفن ہو گیا پیارے حضور ﷺ کی دعا کے دائرے میں شامل ہو گیا...... اللہ اللہ! کیا اونچے نصیبوں کی بات ہے۔ اہل بقیع کے لیے بلند مقدر کی کیسی وہ رات ہے......کہ جس رات میں حضور ﷺ کی زبان پر مغفرت کی بات آئی

[1] مسلم: ۹۷٤.

Marfat.com

ہے...... سلام اپنی اس عظیم روحانی اماں جان پر کہ اگر وہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے نہ جاتیں تو بقیع کی چھپی بات کیسے سامنے آتی...... رات کے اندھیرے سے دن کے اجالے میں کیسے نمایاں ہوتی؟ پھر کیوں نہ میں شکرانے کے طور پر اپنی اماں جان کو خراج تحسین پیش کروں یہ کہہ کر کہ!

ادب کے ہزاروں قرینے
احترام کے لاکھوں سلیقے
پلکوں کے ساتھ جھکے اور لٹکے
سلام سلام کہتے زبان کے شہ پارے
اماں جان کی خدمت میں وارے نیارے

حشر اور بقیع والے

اللہ اللہ! بقیع والوں کی قسمت کے کیا کہنے کہ حضور ﷺ حشر کے دن سب سے پہلے ان کے پاس آئیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس دن کے منظر سے نقاب کشائی یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا!

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ))

''میں وہ پہلا بندہ ہوں گا جس پر سے زمین کھل جائے گی۔''

پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے...... پھر میں بقیع والوں کے پاس آ جاؤں گا۔ سب میرے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر میں!

((اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ فَاَحْشُرُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ))

''مکہ والوں کا انتظار کروں گا اور حرمین کے درمیان ان کو اکٹھا کر دوں گا۔''[1]

---

[1] ترمذی: ٥/٦٢٢۔ ابن حبان: ١٥/٣٢٤۔ حاکم: ٣/٥٧۔ طبرانی: ١٢/٣٠٥۔ ترمذی: ٢/٦٢٢۔ حاکم: ٣/٧٢۔ المعجم الکبیر: ٢٤/٣٣١.

Marfat.com

عورتوں کا دروازہ

قارئین کرام! آیئے! اب واپس چلتے ہیں، انہی راہوں پر کہ جن راہوں پر اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس تشریف لے گئے...... میرے ساتھ میری اہلیہ محترمہ بشریٰ امیر بھی ہیں۔ معروف کالم نگار اور مبلّغہ بھی ہیں۔ اب ہم دونوں میاں بیوی واپس اپنے حضور ﷺ کی مسجد کی جانب رواں دواں ہیں۔ اپنی اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک جنتی حجرے کی جانب چل رہے ہیں۔ جب باب جبریل علیہ السلام کے پاس گئے تو دائیں جانب ''باب النساء'' پر نظر پڑی۔ میں نے محترمہ بشریٰ امیر صاحبہ سے کہا: آپ عورتوں کے دروازے سے داخل ہو کر اپنی روحانی اماں جان کے کمرے کی طرف آ جایئے...... میں ''باب جبریل'' سے داخل ہو کر اپنی روحانی اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنتی کمرے کی طرف چلا آتا ہوں۔

جونہی میں نے انہیں ''باب النساء'' سے داخل ہونے کی بات کی مجھے اپنے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

((لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ))

''اگر ہم اس دروازے کو صرف عورتوں کے لیے رہنے دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔''[1]

قارئین کرام! حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سننے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس دروازے سے مرتے دم تک داخل نہیں ہوئے...... اللہ اللہ! یہ تھی اطاعت اور حضور ﷺ کے فرمان سے محبت۔ یہ محبانِ رسول ﷺ آج ''بقیع الغرقد'' میں آرام فرما رہے ہیں۔

مسجد نبوی شریف کے زائرو! میں ''باب جبریل'' سے اپنے پیارے حضور ﷺ کی پیاری مسجد میں داخل ہو گیا اور اب میں ان مبارک ستونوں کو تلاش کرنے لگ گیا ہوں جن

---

[1] ابو داود: ٤٦٢ اسناده صحيح.

Marfat.com

کے ساتھ میرے حضور ﷺ کی یادیں وابستہ ہیں ...... آیئے! میں آپ کو ان مبارک اور پُر رحمت ستونوں کا تعارف کرواتا ہوں۔

خوشبودار ستون

پیارے زائرین کرام! حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو:

((فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا))

''آپ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے کھرچ ڈالا۔''[1]

اللہ اللہ! پیارے حضور ﷺ کو اپنی پیاری مسجد کے ساتھ کس قدر محبت ہے کہ آپ ﷺ نے ناک کی آلودگی کو اپنے ہاتھ مبارک سے خود صاف کر دیا...... اب اگلا منظر ملاحظہ ہو! اس منظر کا تذکرہ "اَلدُّرُّ الثَّمِيْن" کے صفحہ ۵۴ پر ہے۔ اس کے حوالے سے جناب عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الکعکی اپنی کتاب "الدّر المنثور" میں لائے ہیں...... کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ستون پر بلغم دیکھا تو آپ ﷺ کو بہت برا لگا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ایک صحابی اٹھے اور انہوں نے اس آلودگی کو صاف کر دیا اور اضافی کام یہ کیا کہ وہاں خوشبو لگا دی...... اس خوشبو کا نام ''خلوق'' تھا۔ یاد رہے! یہ مختلف خوشبوؤں کا مرکب ہے۔ اس میں زعفران کی مقدار قدرے زیادہ ہوتی ہے...... یوں اس ستون کا نام "اُسْطُوَانَةُ مُخَلَّقَةٍ" مشہور ہو گیا۔ یعنی ایسا ستون جس پر خوشبو لگائی گئی ہے...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں معروف ہے کہ انہوں نے گورنر مدینہ کو لکھا تھا کہ صرف اس ستون پر خوشبو لگائی جائے۔[2]

اردو زبان میں عربی الفاظ کی کثرت ہے۔ لہٰذا ''استوانہ'' سے اردو زبان میں ''ستون'' کا لفظ معروف ہوا...... اس ستون کو "اُسْطُوَانَةُ مُصْحَفٍ" بھی کہا جاتا ہے۔ وہ اس لیے

[1] بخاری: ۴۰۸. [2] صفحہ خلاصة الوفاء: ۳۹۴.

Marfat.com

کہ حجاج بن یوسف نے اعراب یعنی زبر، زیر اور پیش وغیرہ لگا کر قرآن کے جو نسخے تیار کیے تھے ان میں سے ایک نسخہ مذکورہ ستون کے پاس بھی رکھا تھا۔ الہامی کتاب کو اللہ نے قرآن میں مصحف کہا ہے۔ یوں یہ ستون مصحف کے نام سے بھی معروف ہوگیا...... مزید بتلائے دیتے ہیں کہ مصحف یعنی قرآن کا مندرجہ بالا نسخہ چونکہ لکڑی کے ایک خوب صورت صندوق میں تھا اس لیے اس ستون کا نام ''استوانہ صندوق'' بھی معروف ہوا...... مزید برآں! یہ ستون اس جگہ پر ہے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر اللہ کے رسول ﷺ خطبہ دیتے تھے۔ جب منبر بنے پر اس سے آگے بڑھ گئے تو یہ رونے لگا۔ یوں اسے استوانہ حنانہ بھی کہا جاتا ہے۔ الغرض! اس ستون کے متعدد نام ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

۱۔ ستون خلوق یعنی خوشبودار ستون

۲۔ ستون مصحف یعنی قرآنی ستون

۳۔ ستون صندوق یعنی صندوق والا ستون

۴۔ ستون حنانہ یعنی رونے والا ستون

۵۔ معطر ستون یعنی اس کا ایک حصہ محراب نبوی میں شامل ہے اور اس سے اس کی نبوی خوشبو میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مسجد نبوی کے زائرو! امیر حمزہ کے ساتھ ساتھ رہیے گا اور اس مبارک ستون کے بارے میں مزید سنتے جایئے گا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ستون پر اپنی ''صحیح بخاری'' میں ایک عنوان باندھا اور اس کا نام ''بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَی الْاُسْطُوَانَةِ'' رکھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس ستون کا سترہ بنا کر اس کے پاس نماز ادا کرنا۔ پھر امام بخاری رحمہ اللہ ایک حدیث لائے ہیں۔ تابعی حضرت یزید بن ابو عبید رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ کیا دیکھتا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اس ستون کو سامنے رکھ کر (نفلی) نماز ادا کرتے۔ یہیں مصحف شریف بھی رکھا ہوا تھا۔ میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جناب اس ستون کے پاس ہی نماز پڑھنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگے:

Marfat.com

((فَاِنِّی رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرَّی الصَّلٰوۃَ عِنْدَھَا))

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اسی ستون کے پاس (نفلی) نماز پڑھنے کی کوشش فرماتے۔'' ❶

اللہ اللہ! میرے پیارے حضور ﷺ نے نہ جانے یہاں کتنی بار نماز پڑھی، نوافل ادا فرمائے۔ اس روحانی اور نبوی خوشبو کے کیا کہنے؟ اس ستون کو ''ستونِ معطر'' بھی کہا جاتا ہے...... یہ ستون قبلے کی جانب محراب سے ملا ہوا ہے۔ تلاش کیجیے اور یہاں نفلی نماز ادا کیجیے۔ اے مولا کریم جی! ہماری زندگیوں کو حضور ﷺ کی سنت کا والا وشیدا بنا کر خوشبو دار بنا دیں۔ حضور ﷺ کے مبارک اخلاق کی مہک سے مہکا دیں...... اخلاق اعلیٰ بن گیا تو خلوق والے ستون کے پاس نماز پڑھنے کا حق ادا ہو گیا...... اور اگر اس ستون سے جدا ہونے کے بعد اخلاقی رویے خوشبو نہ دے سکے تو بڑی بدنصیبی کی بات ہے...... اے مولا کریم! ہمیں بدنصیب نہ بنانا۔ (آمین یا رب العالمین!)

اماں جان کا ستون

پیارے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کی روحانی اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی روحانی اولاد کو بتلاتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

((اِنَّ فِیْ مَسْجِدِیْ لَبُقْعَۃً قِبَلَ ھٰذِہِ الْاُسْطُوَانَۃِ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا صَلُّوْا فِیْھَا اِلَّا اَنْ یُّطَیِّرَ لَھُمْ فِیْھَا قُرْعَۃً))

''میری اس مسجد میں اس ستون کی جانب ایک ایسی (مبارک) جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو پتا چل جائے کہ اس جگہ پر نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو وہ یہاں نماز پڑھنے کے لیے قرعہ ڈالنے لگیں۔'' ❷

---

❶ بخاری: ۵۰۲.

❷ المعجم الاوسط للطبرانی: ۸۶۶.

Marfat.com

اللہ اللہ! پھر تو یہاں ایسی بھیڑ لگ جائے، رش پڑ جائے کہ قرعہ ہی ڈالنا پڑے...... اسی لیے حضور ﷺ نے اجر و ثواب کی نہ تعداد بتلائی نہ مقدار بتلائی ...... لیکن اہمیت بتلا دی...... اب اسی اہمیت کے پیش نظر امام طبرانی رحمۃ اللہ مزید بتلاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ام المومنین رضی اللہ عنہا سے یہ فضیلت سننے کے بعد اس ستون کے پاس نماز پڑھنے لگے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے حضرت عامر رحمۃ اللہ بھی تھے، وہ بھی نماز پڑھنے لگے...... چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے "قرعہ" کا لفظ استعمال فرمایا اس لیے اس ستون کو "اُسْطُوَانَةُ الْقُرْعَةِ" بھی کہا جاتا ہے۔ ام المومنین نے اس کا انکشاف کیا، اس لیے اسے انہی کے نام سے "اُسْطُوَانَةُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا" کہا جاتا ہے...... اس ستون کو مہاجروں کا ستون کا بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہاں مہاجرین بھی بیٹھا کرتے تھے...... جب قبلے کی تبدیلی کا حکم آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے شمال کے بجائے جنوب کی طرف رُخ کر لیا اور یہاں دس دن تک نمازیں پڑھائیں اور پھر دوسرے مصلیٰ پر نمازیں پڑھانے لگے...... اللہ اللہ! جس مقام پر حضور ﷺ نے دس دن نماز پڑھائی اس مقام کی برکتوں کو چار چاند لگ گئے...... پیارے زائرین! یہ ستون "ریاض الجنة" کے وسط میں ہے۔ منبر شریف سے یہ تیسرے نمبر پر ہے۔ حضور ﷺ کی قبر مبارک سے بھی یہ تیسرے نمبر پر ہے اور قبلے کی طرف سے بھی یہ تیسرے نمبر پر ہے...... اے مولا کریم جی! ہم اس مبارک ستون کے پاس تو آ گئے مگر لطف تو تبھی ہے کہ توحید کا اخلاص عطا ہو اور حضور ﷺ کی محبت کا جام دل میں کچھ یوں اترے کہ محل ملے تو جنت کے وسط میں ملے۔

توبہ والا ستون

توبہ والے ستون کو دیکھنے والو! اس کا نام توبہ والا ستون کیوں ہے؟ اسے سمجھنے کے لیے ذرا ماضی میں جانا ہو گا...... آؤ! میں تمہیں ماضی میں لے چلوں...... میرے ساتھ ساتھ رہو اور چلتے چلے جاؤ۔

Marfat.com

مدینے میں یہودیوں کے تین قبیلے رہتے تھے۔ ایک کا نام ''بنو قریظہ'' تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ان کے ساتھ معاہدہ تھا کہ باہر سے کوئی حملہ کرے گا تو مل کر دفاع کریں گے۔ اب مشرکین مکہ نے دس ہزار کا لشکر جمع کیا اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا...... اس مشکل وقت میں ''بنو قریظہ'' کے یہودیوں نے بدعہدی کر دی۔ حملہ آوروں کے ساتھ خفیہ طور پر مل گئے۔ پروگرام یہ تھا کہ باہر سے تم حملہ کرو گے، اندر سے ہم حملہ کر دیں گے اور مسلمانوں کو مٹا ڈالیں گے...... حضور ﷺ کو اس سارے پروگرام کی خبر ہو گئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیج کر تصدیق بھی کروا لی۔ اللہ کی مدد شامل حال ہوئی اور دس ہزار کا لشکر ناکام واپس چلا گیا......

اب اللہ کے رسول ﷺ نے بنو قریظہ کے یہودیوں کو عہد شکنی کی سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجاہد صحابہ کو ساتھ لیا اور مسند احمد کی روایت کے مطابق ۲۵ دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا...... محاصرے سے تنگ آ کر انہوں نے اپنے قلعوں سے نیچے آنے اور مسلمانوں کے حوالے ہونے کی پیش کش کر دی۔ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آپ ﷺ کے آنے سے پہلے ان کے حلیف چلے آ رہے تھے۔ مسند احمد میں ہے انہوں نے ان سے مشورہ لینے کی بات کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بھیج دیا۔ وہ جوں ہی ان کے پاس گئے، ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی رونے لگ گئے۔ ابولبابہ کا دل نرم ہو گیا۔ اب بنو قریظہ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ان کے بارے میں عہد شکنی کے جرم کی سزا کیا متوقع ہے۔ اس پر حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ نے گردن کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے واضح کر دیا کہ مارے اور قتل کر دیے جاؤ گے۔

وہ اشارہ تو کر بیٹھے مگر یہ تو اللہ کے رسول ﷺ کا عسکری راز تھا۔ اب انہیں شدید ندامت اور افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ یہاں سے فوراً نکلے اور حضور ﷺ کی مسجد کے مذکورہ ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور کہا کہ جب تک ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی وہ مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ ہی بندھے رہیں گے۔ نماز کے وقت ان کی بیوی آتیں، خاوند کو کھول دیتیں۔ وہ نماز پڑھ لیتے اور پھر اسی ستون کے ساتھ بندھ جاتے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے فجر سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنس رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو سدا ہنسائے رکھے! آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

((تِيْبَ عَلٰى اَبِىْ لُبَابَةَ))

''ابولبابہ کی توبہ قبول کر لی گئی ہے۔''

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو ابولبابہ کو خوش خبری دے دوں؟ فرمایا!

((بَلٰى اِنْ شِئْتِ))

''کیوں نہیں! اگر چاہو تو خوش خبری دے دو۔''

چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوئیں اور کہا: اے ابولبابہ! تمہارے لیے خوشخبری ہے، اللہ نے تمہاری توبہ کو شرف قبولیت سے نواز دیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مزید بتلاتی ہیں کہ لوگوں کا سننا تھا کہ وہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں ستون سے کھول دیں۔ لیکن جب وہ پاس پہنچ کر کھولنے لگے تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بالکل بھی نہیں، مجھے نہ کھولنا۔ میں اس وقت تک یہیں بندھا رہوں گا جب تک اللہ کے رسول ﷺ خود تشریف نہ لائیں اور اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے رہا نہ کر دیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھانے کے لیے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں اپنے ہاتھ مبارک سے کھول دیا۔ [1]

قارئین کرام! حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ جو مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو دن رات حضور ﷺ کی مسجد میں علمی اور روحانی بہاروں سے لطف اندوز ہوتے تھے ...... ایک بار انہوں نے چینیانوالی مسجد لاہور میں خطبہ جمعہ دیا۔ میں اگلی صف میں تھا۔ فرمانے لگے: غلطی ہو جانا بری بات نہیں، غلطی کو باقی رہنے دینا بری بات ہے۔ غلطی تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے

---

[1] ابن هشام: ٣/٢٤٧-٢٤٨ ـ دلائل النبوة للبيهقي: ٤/١٦-١٧.

Marfat.com

بھی ہو جاتی تھی، مگر وہ فوراً اپنے اللہ کے سامنے جھک جاتے تھے، غلطی کی تلافی کرتے تھے۔

اللہ اللہ! تلافی کا انداز دیکھنا ہو تو میرے حضور ﷺ کے صحابی ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھو...... اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کا ستون دیکھنے والو! توبہ کریں تو اس طرح کریں۔ ایسے کہ اللہ تعالیٰ بَری کرنے کا اعلان آسمان سے کریں اور اللہ کے حبیب حضرت محمد کریم ﷺ خوشی سے لوٹ پوٹ ہو جائیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ واری اپنے پیارے نبی کے صحابی پر...... جو ہیں مدنی اور انصاری...... ''لبابہ'' لُب...... سے ہے جس کے معنی ہیں دانش وری۔ جس کا مطلب ہے خرد مندی...... ہاں ہاں! اسی کا تو نام ہے روشن خیالی۔

اے اللہ کریم جی! ہم آپ کے رسول ﷺ کی مسجد میں آئے...... ہمیں ایسی دانش وری اور اپنے دربار میں عاجزی عطا فرما، اپنے رسول ﷺ کے صحابی ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ جیسی انکساری کہ جن کا ستون منبر شریف سے چوتھا ستون ہے، پیارے رسول ﷺ کی قبر مبارک سے دوسرا ہے اور قبلے کی دیوار سے تیسرے نمبر پر ہے۔

چارپائی والا ستون

اس ستون کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ مقصورہ شریف کے گرد جو جالی ہے اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس ستون پر ''اُسْطُوَانَةُ السَّرِیْرِ'' کی تحریر لکھی ہوئی ہے۔ یہ جگہ مسجد میں تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک سے بالکل قریب تھی...... اتنی قریب کہ آپ خود بتلاتی ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف میں بیٹھتے تو اپنا سر مبارک میرے قریب کر دیتے۔ میں آپ کا سر مبارک دھو بھی دیتی تھی اور کنگھی بھی کر دیتی تھی۔ [1]

سریر کے معنی چارپائی کے بھی ہیں اور چٹائی کے بھی کہ جس کے اندر کھجور کا نرم و ملائم گابھا بھرا جاتا ہے تو وہ گدے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ کھجور کی لکڑی سے بنائی گئی چارپائی ہو یا گدا...... یا دونوں ہی ہوں اور چارپائی پر گدا بچھا دیا جاتا ہو...... بہرحال! یہاں میرے

---

[1] ابن ماجہ: ۱۷۷۸۔

Marfat.com

پیارے رسول ﷺ کے لیے بستر لگتا تھا جس پر آرام فرماتے تھے۔ اعتکاف کی حالت میں اپنے اللہ کے لیے وقف ہو جاتے تھے۔ رمضان المبارک کے آخری دس دن میرے حضور ﷺ کے یہاں گزرتے تھے...... پیارے رسول ﷺ کا ''مقامِ اعتکاف'' دیکھتے جایئے اور اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ باندھتے جایئے۔

ستونِ علی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو (ان کا گھر شمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے ساتھ ہی لیا گیا) لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ چالیس دن تک دروازے پر آتے رہے اور فرماتے رہے!

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا))

''اے اہل بیت! تم پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں...... بلاشبہ اللہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اہل بیت سے آلودگی دُور کر دیں اور تمہیں ایسا پاک صاف کر دیں کہ جیسے پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔''[1]

اے زائرین کرام! یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ کے رسول ﷺ متواتر چالیس دن تک صبح کے وقت تشریف لاتے رہے تاکہ فجر کی نماز پر جگاتے رہنے کا حق ادا کریں۔ ساتھ اللہ کریم کا فرمان بھی پڑھ کر سناتے رہے جو سورۂ احزاب میں ہے۔ اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کو اپنی پیاری بیٹی اور محبوب داماد کی کس قدر فکر ہے کہ اللہ کے ساتھ تعلق میں کہیں ڈھیل نہ آ جائے، معمولی سی غفلت کا بھی سامان نہ بن جائے...... علامہ سمہودی رحمہ اللہ یہ روایت بھی لائے ہیں کہ آپ ﷺ روزانہ صبح کو یہاں تین بار الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہہ کر جگاتے۔

اس ستون کو دیکھنے والو! آؤ اپنی اور اپنی اولاد کی فکر اسی طرح کرنے کی کوشش کریں

---

[1] مجمع الزوائد للهیثمی: ۶۹/۹ و رواه الطبرانی فی الاوسط.

Marfat.com

جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے ''اسوۂ حسنہ'' چھوڑا ہے۔

قارئین کرام! ہم آپ کو یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ یہ ستون جس کا تذکرہ ہو رہا ہے اسے ''اسطوانۂ علی رضی اللہ عنہ'' کہا جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے اس لیے منسوب ہے کہ یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ''السلام علیکم'' کہا ہے...... اس ستون کا یہ نام اس لیے بھی ہے کہ یہ مقام حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے گھروں کے درمیان تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصلّی کا رُخ اس طرف کو ہوتا تھا۔

یاد رہے! یہ ستون ''مقصورہ شریف'' کی جالی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ چارپائی والے ستون کے عقب میں ہے اور شمال کی سمت میں ہے۔ اس کا دوسرا نام ''اُسْطُوَانَةُ الْمَحْرَس'' ہے اور یہ اس ستون پر لکھا ہوا بھی ہے۔ محرس کے معنی پہرہ داری کا مقام ہیں۔ جی ہاں! یہی وہ مقام ہے کہ جب دشمنوں کی طرف سے خطرات بڑھے تو اس مقام پر انصار اور مہاجرین صحابہ اپنے پیارے رسول ﷺ کی حفاظت کے لیے پہرا دیا کرتے تھے ...... آغاز کیسے ہوا؟ ملاحظہ فرمایئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بتلانا۔ فرمایا!

> ''ایک رات اللہ کے رسول ﷺ جاگتے رہے، پھر فرمانے لگے: اگر میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری پہرہ داری کرے تو کیا ہی اچھا ہے۔ تھوڑی دیر گزری، ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے آواز دے کر پوچھا: یہ کون ہے؟ آواز آئی: اے اللہ کے رسول! سعد بن ابی وقاص ہے۔ میں آپ ﷺ کی پہرہ داری کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں ...... اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سو گئے۔''[1]

قارئین کرام! امام ابن ابی حاتم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے پہرے کا انتظام کیا جاتا تھا یعنی مہاجرین اور انصار صحابہ پہرہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی!

---

[1] مسلم: ٢٤١٠۔ بخاری: ٢٨٨٥.

Marfat.com

﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدة: ٦٧)

"(میرے نبی!) اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔"

تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا سر مبارک اپنے کمرے سے باہر نکالا اور فرمایا!

((یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ))

"اے لوگو! چلے جاؤ۔ عزت وجلال والا اللہ میری حفاظت فرمائے گا۔" ❶

قارئین کرام! اس ستون کے حوالے سے ہم نے اللہ کے رسول ﷺ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یادوں کو تازہ کیا، دل کو مدینے کے بابرکت زمانے کی محبتوں سے مالا مال کیا...... آیئے! اب آگے بڑھتے ہیں۔ ایک اور مبارک ستون کی طرف دھیرے دھیرے چلتے ہیں۔

وفود کا ستون

یہ ستون بھی مقصورہ شریف کی جالی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ ستون علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے شمال کی سمت میں واقع ہے۔ اس پر لکھی ہوئی یہ عبارت آپ پڑھ سکتے ہیں: "هٰذِهٖ اُسْطُوَانَةُ الْوُفُوْدِ" یعنی جس ستون کے پاس باہر سے آنے والے وفود کا استقبال اللہ کے رسول ﷺ فرماتے تھے وہ یہ ستون ہے۔ یہ ستون حجرۂ مبارک کے دروازے کے پاس ہے جس میں سے نکل کر پیارے حضور ﷺ مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ❷

مذکورہ ستون "مَجْلِسُ الْقِلَادَةِ" کے نام سے بھی مشہور ہے اور یہ نام اس ستون کو اس لیے دیا گیا کیونکہ یہاں جلیل القدر صحابہ بیٹھا کرتے تھے۔ ❸

قارئین کرام! امیر حمزہ کے ساتھ ساتھ رہیے گا...... اس ستون کے حوالے سے میں

---

❶ ترمذی: ٣٠٤٦۔ مستدرك حاكم: ٣٢٢١ و قال اسناده صحيح.

❷ الدر المنثور فی بیان معالم مدينة الرسول، ص: ٨٣.

❸ وفاء الوفاء للسمهودی: ٢/٤٤٩.

Marfat.com

آپ کو ایک اور واقعہ بھی بتلانے لگا ہوں۔ کوئی دیہاتی قسم کے لوگ تھے، وہ آئے اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے زور زور سے حضور ﷺ کو آوازیں دینا شروع کر دیں، یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ کہہ کر حضور ﷺ کو بلانا شروع کیا اور کہنا شروع کیا کہ باہر آئیں۔ حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ [1] امام ترمذی رحمہ اللہ اس واقعہ کو ''تفسیر القرآن'' میں لائے ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ پھر وہ آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

((اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَ اِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ))

''(میں وہ شخص ہوں) کہ میری تعریف زینت ہے اور میری مذمت بری بات ہے۔''

((فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاكَ اللّٰهُ))

''اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے (اصلاح کرتے ہوئے) فرمایا کہ یہ تو اللہ کی شان ہے۔''

چنانچہ اللہ نے قرآن نازل فرما دیا!

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝﴾

(الحجرات: ٤)

''میرے رسول! بلاشبہ وہ لوگ جو آپ کو حجرات کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں، ان کے اکثر بے عقل ہیں۔'' [2]

قارئین کرام! اس ستون کے پاس کھڑا میں سوچوں میں گم ہوں کہ پیارے رسول کریم ﷺ کو اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) ''یا محمد'' ...... ''یا محمد'' کہتے رہے۔ حضور ﷺ کا یوں نام لے کر مخاطب کرنا ادب و احترام کے منافی تھا۔ صحابہ یا رسول اللہ! کہہ کر مخاطب کرتے تھے ...... جی ہاں! حضور ﷺ برداشت کرتے رہے۔ اپنی ذات کے معاملے میں

---

[1] مسند احمد: ٦/٣٩٣، ٣٩٤. [2] ترمذی: ٣٢٦٧ و اسناده صحیح.

Marfat.com

خاموش رہے۔ قربان اپنے حضور ﷺ کے اخلاق پر۔ صدقے شاہِ عرب کے پیارے رویے پر ...... مگر اگلی بات مزید قابل غور ہے۔ اب کے ...... اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ مخاطب کرتے ہیں تو یا رسول اللہ کہتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اپنا تعارف کرواتے ہیں تو جو جملے بولتے ہیں۔ ان پر اللہ کے رسول ﷺ خاموش نہیں رہے۔ اس لیے کہ ''میری تعریف زینت ہے اور میری مذمت بری بات ہے'' یہ تو صرف اللہ کی شان ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فوراً جواب دیا، صحابی کی اصلاح کی اور اپنے اللہ کی عظمت کا اظہار کیا...... اللہ اللہ! مولا کریم نے اپنے پیارے حبیب کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے کی بنا پر فوراً جبریل علیہ السلام کو بھیجا، قرآن نازل فرمایا، آوازیں دینے والوں کو دھمکایا ...... اور پھر ساتھ ہی اللہ نے ادب کا طریقہ بھی بتلایا، سلیقے سے بھی نوازا...... مزید فرمایا!

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (الحجرات: ۵)

''(میرے حبیب!) اگر یہ لوگ اس وقت تک صبر کر لیتے کہ جب آپ خود ہی ان کی طرف گھر سے نکل کر آتے تو ان لوگوں کے لیے کیا ہی اچھا ہوتا۔ (خیر یہ اپنی اصلاح کر لیں تو) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سبحان اللہ! اللہ نے معاف کر دیا۔ جس کو معافی ملی یہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے دیہاتی ساتھی معاف کر دیے گئے۔ اللہ نے ادب بھی بتلا دیا اور معاف بھی فرما دیا۔ حاجیو! اس ستون کے پاس آ کر یہ سبق لے کر جاؤ کہ حضور ﷺ کا نام مبارک آئے تو زبان پر درود و سلام کی بہار آئے۔ نام مبارک ادب سے لیا جائے۔ احترام سے لیا جائے۔ دل بھی ادب واحترام کے جام پیے۔ دماغ بھی تکریم وتحریم سے سرشار ہوتا چلا جائے۔

تہجد والے ستون

حضرت جبریل علیہ السلام کے نام سے جو ستون ہے اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

Marfat.com

اس جگہ بنوایا تھا جہاں حضرت جبریل علیہ السلام آ کر پیارے رسول ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے...... یہ ستون چونکہ ''مقصورہ شریف'' کی جالی کے اندر ہے اس لیے اسے دیکھنا اور یہاں جانا ممکن نہیں ہے...... دوسرا ستون تہجد والا ستون ہے۔ اسے ''اسطوانہ تہجد'' اور ''محراب تہجد'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے تہجد کی نماز کئی مرتبہ ادا فرمائی ہے۔ یہ مقام روضۂ رسول ﷺ کے شمال میں ہے۔ یہاں چبوترہ بھی بنا ہوا ہے...... اس کے بالمقابل ایک بڑا چبوترہ ہے۔ یہاں اصحاب صفہ رہا کرتے تھے جو حضور ﷺ سے کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ تبلیغ پر بھی جایا کرتے تھے۔ معرکہ آرائی کے میدان میں دادِ شجاعت بھی دیا کرتے تھے۔

قارئین کرام! آیئے حضور ﷺ کی مسجد سے نکلتے ہیں۔ ترک سلطان عبدالمجید رحمہ اللہ کے دَور میں پیارے رسول ﷺ کی جو مسجد تھی اس کی حد متعین کر دی گئی لہٰذا ان ستونوں پر لکھ دیا گیا ''حَدُّ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ'' جی ہاں! روضۂ مبارک کی طرف سے تو حد خود بخود متعین ہو گئی۔ قبلے کی جانب بھی باب السلام سے داخل ہوں تو بائیں جانب حضور ﷺ کی مسجد کی حد واضح ہے...... آیئے! اب ''باب السلام'' سے ہی نکلتے ہیں اور یہ دعا پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں جس میں حضور ﷺ پر درود و سلام کے الفاظ ہیں!

((بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ))

''اللہ کے نام کے ساتھ (مسجد سے نکلتا ہوں) درود و سلام اللہ کے رسول ﷺ پر۔ اے اللہ! میں جناب سے آپ کا فضل مانگتا ہوں۔'' [1]

پاکیزہ گھر مسجد بن گئے

قارئین کرام! میرے ساتھ ساتھ رہیے گا، جایئے گا نہیں۔ میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ

---

[1] ابن ماجہ: ۷۷۱.

Marfat.com

اب آپ مسجد کے صحن میں ہیں۔ چاروں طرف کھلا صحن ہے۔ اندر سے بھی مسجد کی جو توسیع ہوئی ہے وہ بڑی وسیع و عریض ہے...... مسجد کا ایک ایک فٹ اور ایک ایک انچ بڑا مبارک اور مقدس ہے...... اس لیے کہ یہ مسجد جہاں تک بھی وسیع ہوتی چلی جائے گی میرے حضور ﷺ کی مسجد ہے...... اور اس لیے بھی کہ میرے پیارے حضور ﷺ نے اپنے دَور مسعود میں مسجد کے اِرد گرد جس قدر مدینہ آباد کیا تھا وہ سارے کا سارا آج مسجد ہے۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے حضور ﷺ کے زمانے والا یہ مدینہ سارے کا سارا مسجد بنا دیا۔ آیئے! آج کی توسیع شدہ مسجد میں اپنے حضور ﷺ کے مبارک نشانات قدم ملاحظہ کریں!

میرے حضور ﷺ کی مسجد کا جو جنوبی اور مشرقی کونہ ہے یہاں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے کوئی آٹھ فٹ کے فاصلے پر...... جی ہاں! اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی اللہ کے حکم کے ساتھ ان کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ڈبل سٹوری گھر میں قیام فرمایا۔ پہلے اوپر والے حصے میں اور پھر کچھ دن نیچے والے حصے میں ...... اللہ اللہ! یہ جگہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہے، اس لیے کہ ''قصواء'' جو ''مامورہ'' یعنی اللہ کے حکم کی پابند تھی یہاں ٹھہری۔ میرے حضور ﷺ نے یہاں قیام فرمایا۔ نمازیں پڑھیں۔ سجدے کیے۔ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن لے کر آئے۔ یہ گھر اب توسیع شدہ مسجد کا حصہ ہے۔

مسجد نبوی کے صحن میں چلنے والو! اللہ کے رسول ﷺ کی پاک بیویوں کے جو گھر تھے وہ نو تھے۔ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ''روضہ رسول'' بن گیا۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا گھر بھی ''مقصورہ شریف'' کا حصہ بن گیا۔ باقی آٹھ گھر میرے حضور ﷺ کی مسجد کا حصہ بن گئے۔ یہ سارے گھر مسجد کے مشرق کی طرف ہیں۔ جب مومنوں کی کوئی ماں بھی اس دنیا میں نہ رہی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے ان مبارک گھروں کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا۔ یاد رہے! ''مواجہہ شریف'' کے مقام پر جہاں کھڑے ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی جاتی ہے اور درود و سلام پڑھا جاتا ہے، یہ جگہ

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ جانبِ جنوب تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے مغرب میں تھا۔ یہ گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کرتے ہوئے شامل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک گھر مسجد نبوی کے مشرق میں ''بقیع والی گلی'' میں تھا۔ وہ بھی مسجد میں شامل ہو چکا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حصے میں آیا، یہ بھی مسجد کے جنوب مشرقی کونے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ گھر مسجد نبوی کے لیے وقف کر دیا۔ اس گھر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وضو کیا کرتی تھیں ان دنوں کہ جب یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا...... یوں یہ پاکیزہ اور مبارک مقام بھی مسجد کا حصہ ہے۔

بابِ جبریل علیہ السلام کے پاس ذرا فاصلے پر مشرق میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ یہ بڑا گھر تھا۔ اسی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ یہ گھر بھی اب مسجد نبوی کا حصہ ہے۔

مسجد نبوی کے مشرق میں ایک محلّہ تھا، اس کا نام ''اغوات'' تھا۔ یہاں ''بنو جدیلہ'' قبیلے کے گھر تھے۔ ان گھروں میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھر بھی تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔ اس ناتے سے حضور ﷺ کتنی بار حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔

حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہما دونوں بہنیں تھیں۔ حضور ﷺ کی دادی جان جو بنو نجار سے تھیں...... ان کی جانب سے یہ دونوں بہنیں حضور ﷺ کی خالائیں لگتی تھیں۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ دونوں رضاعی خالائیں تھیں ...... الغرض! رشتے اور رضاعت میں خالائیں تھیں، اس لیے حضور ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں بہت آیا کرتے تھے۔ یہاں آرام بھی فرمالیا کرتے تھے۔ یوں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھر جو مسجد نبوی اور بقیع کے درمیان واقع تھا بڑا مبارک قطعہ ہے۔ یہ بھی اب مسجد نبوی کا حصہ ہے۔ اس گھر کو یہ بھی برکت حاصل ہے کہ حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ یہاں دعوت کھانے تشریف لاتے تھے۔

میرے حضور ﷺ کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر قبلے کی جانب یعنی مسجد کے

Marfat.com

جنوب میں تھا۔ یہ گھر بھی اب مسجد نبوی کا حصہ ہے۔ حضور ﷺ اپنے چچا کے گھر کتنی بار تشریف لائے ہوں گے اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ یوں مسجد نبوی میں قدم قدم پر میرے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدموں کے نقوش ثبت ہیں۔

''باب السلام'' کے سامنے یعنی مسجد نبوی شریف کے مغرب میں حضرت بلال اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما کے گھر تھے۔ یہ گھر اب میرے حضور ﷺ کی مسجد کا حصہ ہیں...... اسی طرح جنوبی کونے کی سمت میں حضرت مطیع بن اسود اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما کے گھر تھے۔ حضرت عبداللہ بن مُکمِل رضی اللہ عنہ کا گھر بھی مغربی سمت میں تھا۔

مسجد نبوی کے ''باب الرحمۃ'' کے سامنے یعنی مغرب کی جانب حضور ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ اسی جانب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھی گھر تھا۔ یہ گھر بھی اب مسجد نبوی کا حصہ ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا گھر اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے گھر بھی اسی جانب تھے۔ شاہ فہد خادم الحرمین الشریفین رحمہ اللہ نے جب مسجد کی توسیع کی تو یہ دونوں گھر اس توسیع میں شامل ہو کر مسجد نبوی کا حصہ بن گئے ...... مسجد کے شمال یعنی پچھلی جانب کے علاقے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ اس گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یہ گھر بھی اب میرے حضور ﷺ کی مسجد کا حصہ ہے ...... یہ ساری تفصیلات علامہ سمہودی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' اور ابن شبہ اپنی تاریخ میں لائے ہیں۔ آیئے! سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جایئے اور میرے ہاتھوں سے تاریخ کے سنہری ورق اپنے منہ میں رکھتے جایئے اور الحمد للہ، الحمد للہ کہتے جایئے۔

میرے حضور ﷺ کی مسجد کا یہ شرقی حصہ ہے۔ شمال کے ساتھ لگتا ہے۔ یہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اسلام کے اس جرنیل کے گھر کے ساتھ ایک دوسرے جرنیل کا گھر ہے۔ ان کا نام حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہے ...... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کی تنگی کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو

Marfat.com

حضور ﷺ نے مشورہ دیا:

((اِرْفَعِ الْبِنَاءَ فِی السَّمَآءِ وَ سَلِ اللّٰہَ السَّعَةَ))

"گھر کی چھت پر منزل بناؤ اور اللہ سے وسعت کا سوال کرو۔"[1]

قارئین کرام! ان پاک باز جرنیلوں کے گھر بھی میرے پیارے حضور ﷺ کی مسجد کا حصہ ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا گھر شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توسیع میں مسجد نبوی کا حصہ بنا۔

مدینہ مارکیٹ

قارئین کرام! ہم نے آپ کو اہل بیت اور صحابہ کے کچھ گھروں کے بارے میں بتلایا...... یہاں اور بھی بہت سارے صحابہ اور صحابیات کے گھر تھے...... حضور ﷺ جب مکہ سے تشریف لائے تھے تو مسجد کے اردگرد کافی ساری جگہ خالی موجود تھی۔ حضور ﷺ نے مہاجر صحابہ کو الاٹمنٹ کی۔ ان کے گھر بنے۔ بعض جگہیں اور پلاٹ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے حوالے کر دیے۔ آپ ﷺ نے وہ بھی بانٹ دیے۔ انصار کے بھی کچھ گھر یہاں پہلے موجود تھے، بعض نے بعد میں بنائے اور یوں انصار اور مہاجرین کے گھروں کا معاشرہ مسجد نبوی کے اردگرد قائم ہو گیا۔

اسی طرح شہر کی مارکیٹ یا بازار جو "بنوقینقاع یہود" کے رہائشی علاقے میں تھا، مسلمان بھی وہیں خرید و فروخت کرتے تھے۔ اب جب مسجد نبوی کے اردگرد ایک بڑا معاشرہ اور آبادی قائم ہو گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد نبوی کے مغرب میں ایک مارکیٹ بنا دی۔ اسے "سُوْقُ الْمَدِیْنَةِ" کا نام دیا گیا۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ "مدینہ مارکیٹ" ہو گا۔ اس کو "المناخة" بھی کہا جاتا تھا...... یہ جگہ اور مارکیٹ بھی اب مسجد نبوی کا حصہ ہے۔ اس مارکیٹ میں اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی یہاں

---

[1] تاریخ المدینة المنورة لابن شبة: ٥٠۔ المعجم الکبیر ٤/١١٧، رقم: ٣٨٤٢.

Marfat.com

تشریف آوری کا ایک دلچسپ واقعہ ہم آپ کو سنائے دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

حضور ﷺ اور دیہاتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی جس کا نام زاہر رضی اللہ عنہ تھا اپنے گاؤں سے آتا تو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کوئی نہ کوئی تحفہ لاتا۔ پھر جب وہ واپس گاؤں جانے لگتا تو اللہ کے رسول ﷺ بھی اسے تحفے تحائف دے کر رخصت فرماتے تھے اور زاہر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے!

((اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَ نَحْنُ حَاضِرُوْهُ))

''زاہر ہمارا گاؤں ہے اور ہم اس کا شہر ہیں۔''

الغرض! اللہ کے رسول ﷺ زاہر رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ صورت اور رنگ کے اعتبار سے قبول صورت نہ تھے۔ ایک دن کیا ہوا؟ جناب زاہر رضی اللہ عنہ اپنے سامان کے پاس کھڑے تھے اور (مدینہ مارکیٹ) میں اسے بیچ رہے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پیچھے سے ان کو جپھا ڈال لیا اور پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اب حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ کون ہیں؟ مجھے چھوڑیے۔ یہ کہنے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کو پہچان لینے کے بعد اب وہ پیچھے ہونے لگے اور اپنی کمر حضور ﷺ کے سینے مبارک کے ساتھ لگانے لگے۔ اب حضور ﷺ نے (بازار میں) آواز دی اور فرمانے لگے!

((مَنْ يَّشْتَرِي الْعَبْدَ))

''اس غلام کو کون خریدے گا؟''

حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کہنے لگے!

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا وَّ اللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا))

''اے اللہ کے رسول! کھوٹا سکہ ہوں۔ آپ کو میری کیا قیمت ملے گی؟''

Marfat.com

اس پر اللہ کے رسول ﷺ جھٹ سے فرمانے لگے!

((لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ اَوْ قَالَ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰهِ غَالٍ))

''یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ اللہ کے ہاں تم کھوٹے سکے نہیں ہو۔ اللہ کے ہاں تم بہت قیمتی ہو۔'' (1)

حضور ﷺ کی مسجد میں آنے والے تاجرو اور دکان دارو! یہ مارکیٹ اب مسجد کا حصہ ہے جہاں میرے حضور ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات طیبات، ازواج مطہرات، بناتِ رسول رضی اللہ عنہن، اہل بیت اطہار اور انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم ضرورت کی اشیاء خریدتے تھے اور بیچتے تھے۔ جہاں سود نہ تھا، دھوکا نہ تھا۔ ایثار تھا اور جائز منافع تھا۔ ذخیرہ اندوزی نہ تھی اور ملاوٹ نہ تھی۔ قربانی اور محبت تھی۔ حسد اور غصب نہ تھا۔ نہ کاروباری رکاوٹ تھی نہ عداوت تھی۔ بس چاہت کی سرشاری تھی اور ملنساری تھی۔ یہاں قرض تھا تو اس کا نام ''حسنہ'' تھا۔ حق مارنے کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس مدینہ مارکیٹ میں ہر جانب ''اسوۂ حسنہ'' ہی آئینہ تھا...... ادھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز گونجتی تھی: اللہ اکبر...... اور مسجد نبوی میں سب مقتدی ہوتے تھے اور ''مدینہ مارکیٹ'' کے بانی حضرت محمد کریم ﷺ امام ہوتے تھے...... یہ مارکیٹ اب مسجد کا حصہ ہے۔ اس مقدس کاروباری مارکیٹ کا یہی حق تھا کہ حضور ﷺ کی پاک مسجد کا حصہ بن جاتی۔ اے دنیا بھر کے مسلم تاجرو! یہاں آ کر جب واپس جاؤ گے تو کاروبار اگر ''مدنی مارکیٹ'' کے اصولوں کے مطابق کرو گے تو یہاں آنا مبارک ہو۔ اھلاً و سھلاً و مرحبًا۔ لیکن اگر کاروباری لچھن وہی بد دیانت رہے، وہی دھوکا بازی رہی، وہی سود کی ملونی اور ملعونی رہی تو پھر یہاں سے کیا لے کر جا رہے ہو؟ سوچتے جاؤ۔ توبہ کرتے چلے جاؤ۔ آگے بڑھتے چلے جاؤ...... میرے ساتھ ساتھ آتے چلے جاؤ۔ مسجد شریف کے جنوب میں آ جاؤ۔ قبلے کی جانب آ جاؤ۔ صحن میں آ جاؤ۔ الیکٹرانک چھتریوں کی چھاؤں تلے آ جاؤ۔ پتا ہے یہاں آپ لوگ کس مقام پر آ گئے ہیں؟ ہاں ہاں! یہ وہ مقام ہے!

(1) مسند احمد: ١٢٦٧٦۔ صححه ابن حبان و قال شعيب اسناده صحيح.

Marfat.com

بیر حاء کا باغ

جس کا نام ''بیر حاء'' ہے۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینے کے مال دار آدمی تھے۔ ان کے کئی باغات تھے۔ ان سارے باغات میں یہ باغ انہیں بڑا پسند تھا۔ چونکہ مسجد کے قریب تھا اس لیے اللہ کے رسول ﷺ کھجوروں وغیرہ کے اس باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہاں کا پانی بڑا میٹھا اور عمدہ تھا۔ وہ نوش فرماتے۔ سائے تلے تشریف رکھتے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خوش ہو جاتے کہ حضور ﷺ کی میزبانی کے وہ آئے روز مزے اڑاتے ......حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ پر اللہ کا یہ فرمان نازل ہو گیا!

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ٥﴾ (آل عمران: ۹۲)

''تم لوگ اس وقت تک صالحین کا مقام نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ مال خرچ نہ کر دو جس سے تم محبت کرتے ہو، اور جو شے بھی خرچ کرو گے اللہ تو اسے جانتے ہی ہیں۔''

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے قرآن سنا اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! بیر حاء کا باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اسے خرچ کر دیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ میری اگلی زندگی سنوار دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو، یہ بڑا نفع بخش باغ ہے۔ تم نے جو کہا میں نے سن لیا۔ اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ نفیس باغ اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ [1]

جی ہاں! یہ باغ اب مسجد نبوی کے صحن کا حصہ ہے۔ یہاں میرے حضور ﷺ کے

---

[1] بخاری، ۱۴۶۱۔ مسلم: ۹۹۸۔

Marfat.com

مبارک قدم بار بار لگے ہیں۔ درختوں کے سائے کے نیچے میرے حضور ﷺ نے آرام فرمایا ہے۔ آپ بھی سعودی حکومت کی یہاں لگائی ہوئی سایہ دار خوب صورت الیکٹرانک چھتریوں کے سائے تلے بیٹھیے۔ نوافل پڑھیے۔ ذکر کیجیے۔ قرآن پڑھیے۔ حدیث پڑھیے۔ دعائیں کیجیے اور صدقات و خیرات میں اپنے رشتہ داروں کا خوب خیال کیجیے۔

یاد رکھیے! مدینہ چونکہ پہاڑی علاقہ ہے اور پہاڑی علاقے میں چند گھر یہاں تو چند گھر وہاں۔ کچھ گھر اس وادی میں تو کچھ اُس وادی میں ...... یوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھر اور ان کی آبادیاں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں ...... وہاں انہوں نے اپنی مقامی مسجدیں بھی بنا رکھی تھیں ...... آیئے! اب میں جناب کو اس طرف لے چلتا ہوں۔

مسجد قبا کا سنگ بنیاد

اللہ اللہ! چودہ سو سال پیچھے جاؤ۔ وہ کیا خوب صورت منظر تھا جب میرے حضور ﷺ تشریف لائے۔ مکہ چھوڑ کر آئے۔ قبا کی بستی میں آئے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ بتلاتے ہیں: حضور ﷺ سوموار کے دن آئے۔ ربیع الاوّل کے مہینے میں تشریف لائے۔ آٹھ تاریخ کو وُرود فرما ہوئے۔ نبوت ملنے کے چودھویں سال آئے۔ [1] انگریزی تاریخ کو دیکھیں تو میرے حضور ﷺ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو تشریف لائے۔

مدینہ شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر قبا نام کی بستی کی قسمت کے قلابے آسمان کے درخشاں قمقموں کو شرمانے لگے جب حضور ﷺ قبا میں تشریف فرما ہوئے ...... یہاں جو قبیلہ آباد تھا اس کا نام ''عمرو بن عوف'' تھا۔ اس قبیلے کے ایک سردار کا نام کلثوم بن ہدم تھا۔ کلثوم رضی اللہ عنہ کی قسمت چاند کو چوندھیانے لگی جب میرے حضور ﷺ نے ان کو اپنی میزبانی کے شرف سے مشرف فرمایا۔ کلثوم کی کنیت ''ابو قیس'' تھی۔ ابو قیس رضی اللہ عنہ کا گھر میرے حضور ﷺ کی اوّلین آرام گاہ بنا، خواب گاہ بنا...... حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے

---

[1] الوفاء باحوال المصطفی، ص: ۲۹۹.

Marfat.com

بھی بھاگ جاگ اٹھے جب لوگوں سے ملاقاتیں کرنے کے لیے میرے حضور ﷺ ان کے گھر میں تشریف فرما ہو جاتے۔ وہ ابھی غیر شادی شدہ تھے اس لیے ان کا گھر ''بیت العزاب'' یعنی غیر شادی شدہ لوگوں کا گھر...... کے نام سے معروف تھا۔ وہ مہاجرین جو بیوی بچوں والے نہ تھے وہ بھی یہیں قیام پذیر ہوئے یوں یہ گھر رونق اور گہما گہمی کا مرکز بن گیا اور حضور ﷺ جب ملاقاتوں کے لیے تشریف لاتے تو یہ گھر یوں بن جاتا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے گرد چمک رہا ہو۔

علامہ سمہودی رحمہ اللہ کی کتاب ''وفاء الوفاء'' کے مطابق اہل قبا کی جانب سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر اس بستی میں آپ کے مبارک ہاتھوں سے مسجد بن جائے تو کیسا رہے گا؟ حضور ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا...... اللہ اللہ! پسندیدگی کو دیکھا تو حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کا دل باغ باغ ہو گیا۔ انہوں نے فوراً مسجد کے لیے اپنی زمین کی پیش کش کر دی۔ حضور ﷺ نے قبول فرما لی......

اب کیا ہوا؟ اگلا ایمان افروز منظر ملاحظہ ہو! حضرت سعد بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

> ''اللہ کے رسول ﷺ نے ''مسجد قبا'' کی بنیاد رکھی۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے قبلے کی جانب افتتاحی پتھر رکھا...... پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور اللہ کے رسول ﷺ کے پتھر کے ساتھ رکھ دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ رکھ دیا۔ اس کے بعد لوگ تعمیر میں شامل ہو گئے۔''[1]

قارئین کرام! بعض مؤرخین یہ بات بھی لائے ہیں کہ تیسرا پتھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی مکہ میں ہی تھے تاکہ حضور ﷺ کے پاس جو امانتیں تھیں وہ لوگوں کے سپرد کر کے آئیں۔ الغرض! اب مکہ کے مہاجرین، اہل قبا اور مدینہ کے وہ انصار جو یہاں موجود تھے سب کے سب مسجد کی تعمیر میں پتھر لا لا کر حصہ لے رہے تھے۔ میرے حضور ﷺ

---

[1] دلائل النبوة للبيهقي: ٥٥٣/٢۔ الروض الانف: ٣٣٢/٢.

Marfat.com

''سنگ بنیاد'' رکھ کر الگ نہیں ہوئے بلکہ آپ مزید پتھر لا رہے تھے۔ اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ تو یہاں جس دن تشریف لائے یعنی سوموار کے دن کی جس گھڑی کو تشریف لائے اسی لمحے شاہِ مدینہ تھے۔ میں کہتا ہوں میرے شاہِ مدینہ نے اپنی شاہی اور حکمرانی کا آغاز مسجد قبا کے سنگ بنیاد سے کیا اور مسجد کی تعمیر کے لیے رب کریم کی مزدوری سے کیا......
لوگو! آؤ...... میں آپ کو اپنی پیاری سرکار کا، جن کے مبارک قدموں تلے جو مٹی ہے اس پر ہو جان نثار...... ان کی شاہی کا منظر دکھلاؤں، ان کی حکومت کا حسین سین دکھلاؤں، رب کے گھر کی مزدوری کا نظارہ کرواؤں...... ملاحظہ کرتے جاؤ اور حضور ﷺ کے پاک نام پر فداہُ ابی و امی و نفسی کہتے جاؤ اور درود و سلام سے فضاؤں کو معطر کرتے چلے جاؤ۔ منظر ملاحظہ کرتے چلے جاؤ۔ اے اسلام کی بیٹیو! تمہیں مبارک ہو۔ یہ منظر دکھلا رہی ہیں، ہمارے ذہنوں میں نقش کر رہی ہیں، قبا کی رہنے والی ایک خاتون...... ان کا نام شموس رضی اللہ عنہا ہے۔ ان کے والد گرامی کا نام نعمان رضی اللہ عنہ ہے۔ صحابی کی یہ صحابیہ بیٹی بتلاتی ہیں:

''میں نے وہ لمحات دیکھے جب اللہ کے رسول ﷺ قبا میں تشریف لائے، یہاں رہائش پذیر ہوئے اور پھر مسجد کو بنایا۔ جب مسجد بن رہی تھی تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ خود پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور ان پتھروں سے گرنے والی گرد حضور ﷺ کے مبارک شکم پر پڑ رہی تھی جو چمک رہا تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت پاک میں ایک صحابی حاضر ہوتا اور گزارش کرتا: اے اللہ کے رسول! میری ماں قربان، باپ قربان، یہ پتھر مجھے دے دیجیے، میں آپ کی طرف سے اٹھاتا ہوں اور لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ ہر ایک سے یہی فرماتے: ''لَا، خُذْ مِثْلَهُ'' یہ پتھر مجھ سے نہ لو، کوئی اور اٹھا لو...... آخرکار مسجد مکمل ہو گئی...... یہ مسجد ایک ایسے میدان میں تعمیر کی گئی تھی جہاں کھجوریں خشک کی جایا کرتی تھیں۔ یہ میدان کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا۔ انہوں نے

Marfat.com

اسے مسجد کے لیے حضور ﷺ کی جناب میں پیش کر دیا تھا۔''[1]

مسجد قبا میں آنے والو! یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔ مکہ سے آئے ہوئے مہاجروں نے آزاد فضاؤں میں پہلی باجماعت نماز یہاں اپنے مہاجر رسول ﷺ کی اقتداء میں ادا کی ہے۔ قبا والوں نے اور مدینہ کے باسیوں نے اپنے شاہ مدینہ کی امامت میں یہاں اولین مسجد میں پہلی نماز ادا کی ہے...... سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔

حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ تھوڑے عرصے بعد شاید کچھ دنوں بعد ہی وفات پا گئے لیکن ان کی زمین پر بنی مسجد کو چار چاند کیسے لگے؟ آیئے ملاحظہ کرتے ہیں:

قبا اور قرآن

مسجد قبا اور اسے بنانے والے اہل قبا کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں۔ ان کی شان نزول کے بارے میں امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین جو پس منظر اپنی تفاسیر میں لائے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ!

''مدینہ پاک میں حضور ﷺ کی مبارک آمد سے کچھ عرصہ قبل یہاں خزرج قبیلے کا ایک شخص عیسائی ہو گیا۔ اس کا نام ابو عامر تھا۔ یہ ان کا راہب یعنی بڑا پادری بن گیا۔ بڑا عبادت گزار تھا اور اسے اپنے قبیلے میں بلند مقام حاصل تھا۔ اسے ''ابو عامر راہب'' کہا جاتا تھا...... جب حضور ﷺ یہاں تشریف لائے تو مخالفت کرنے لگ گیا۔ بدر میں جب مکہ کے مشرکوں کو شکست ہوئی تو یہ مزید بھڑک اٹھا اور پھر مکہ والوں کو بھڑکا کر احد کی لڑائی کا باعث بنا...... احد کی لڑائی میں یہ شخص مشرکین مکہ کی صفوں میں موجود تھا...... اس کے بعد اس نے اس دَور کی مسیحی سپر پاور سے رابطہ کیا۔ قسطنطنیہ میں رومیوں کے بادشاہ ''ہرقل'' سے ملا۔ اس نے مدد کا وعدہ کیا...... منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بھی

---

[1] الروض الانف: ۲/۳۳۲۔ سبل الهدى و الرشاد: ۳/۲۶۸۔

Marfat.com

ان لوگوں کے ساتھ پروگرام میں شامل ہو گئے تھے۔ انہوں نے قبا ہی میں ایک اور مسجد بنا ڈالی۔ مقصد یہ تھا کہ اس کو پیغام رسانی کا خفیہ مرکز بنایا جائے اور اگر تبوک میں مسلمانوں کو شکست ہو تو پیچھے سے مدینہ پر قبضہ کر کے عبداللہ بن ابی کو بادشاہ بنا لیا جائے...... دوسری صورت میں ہرقل یہاں حملہ کرے۔ مشرکین مکہ بھی حملہ کریں، اندر سے بھی حملہ ہو اور مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے...... اب مسجد بنا کر یہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ مسجد قبا دُور پڑتی ہے۔ ہم نے یہ مسجد بنا لی ہے۔ آپ اس میں نماز پڑھا کر افتتاح کر دیں...... آپ ﷺ نے فرمایا!

((اِنَّا عَلٰی سَفَرٍ وَّ لٰکِنْ اِذَا رَجَعْنَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ))

''اس وقت تو ہم سفر کی تیاریوں میں ہیں۔ جب واپس آئے، اللہ نے چاہا تو دیکھیں گے۔''

اب جب کامیابی سے اللہ کے رسول ﷺ واپس تشریف لائے اور مدینہ منورہ سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر ''ذی اوان'' کے مقام پر تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر حضور ﷺ کے پاس تشریف لے آئے۔ مولا کریم نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ﴾

(التوبة: ۱۰۷-۱۰۸)

''(میرے پیارے نبی! جب آپ واپس مدینہ جائیں گے تو) وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مسجد بنائی ہے، حق کا انکار کرنے کو بنائی ہے، مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کو بنائی ہے اور اس (عامر بن راہب)

Marfat.com

کی کمین گاہ بنانے کو بنائی ہے کہ جو پہلے ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کا پروگرام بنا چکا ہے...... یہ لوگ آپ کے پاس آ کر قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو اس مسجد کو محض بھلائی ہی کی خاطر بنانے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ لوگ بہت ہی جھوٹے ہیں لہٰذا آپ ان کی مسجد میں بالکل کھڑے بھی نہ ہونا...... مسجد تو وہ ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی۔ وہی (قبا) مسجد حق دار ہے کہ آپ اس میں (نماز پڑھنے پڑھانے کو) قیام کریں۔“

قارئین کرام! اب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اللہ کا پیغام لیا ...... اور چند مجاہد صحابہ کو بھیجا جنہوں نے حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے ہی مسجد ضرار کو ملیا میٹ کر کے علاقائی اور عالمی سازش کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ جی ہاں! مسجد قبا کو اللہ کے قرآن نے چار چاند لگا دیے کہ:

۱۔ اس کی اساس کو تقویٰ پر قرار دیا

۲۔ اسلام کی پہلی مسجد قرار دے دیا

قارئین کرام! اسی آیت کا اگلا حصہ بھی ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾

(التوبۃ: ۱۰۸)

”اس مسجد (قباء) میں تو ایسے حضرات نماز ادا کرتے ہیں جو پاکیزہ رہنے کو بہت ہی زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اللہ کا معاملہ بھی تو ایسا ہی ہے نا کہ وہ بھی پاکیزہ و پاک رہنے والے ایسے لوگوں سے خوب ہی محبت کرتے ہیں۔“

اے مسجد قبا میں آنے والو! آؤ...... اب میں آپ کو ان لوگوں کی پاکیزگی کا حال بھی بتلا دوں۔ ملاحظہ ہو!

حضرت عویم بن ساعدہ عجلانی انصاری رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبا

Marfat.com

والوں سے پوچھا!

((اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْسَنَ عَلَیْکُمُ الثَّنَاءَ فِی الطُّھُوْرِ))

''بلاشبہ اللہ نے طہارت و پاکیزگی کے معاملے میں تمہاری بڑی شان دار تعریف کی ہے۔''

ساتھ ہی آیت پڑھی اور ''فَقَالَ لَھُمْ'' ان سے پوچھا!

((مَا ھٰذَا الطُّھُوْرُ؟))

''یہ تمہاری طہارت کس طرح سے ہے؟''

اہل قبا عرض کرنے لگے!

((مَا نَعْلَمُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ لَنَا جِیْرَانٌ مِنَ الْیَھُوْدِ وَ کَانُوْا یَغْسِلُوْنَ اَدْبَارَھُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا کَمَا غَسَلُوْا))

''ہم تو اس طہارت کے بارے میں بس اس قدر ہی جانتے ہیں کہ کچھ یہودی ہمارے پڑوس میں رہتے تھے۔ وہ اجابت کے بعد اپنے اعضاء کو پانی سے دھوتے تھے۔ جیسے وہ دھوتے تھے ایسے ہی ہم لوگوں نے بھی دھونا شروع کر دیا۔'' [1]

قارئین کرام! اس دور میں بعض لوگ مٹی کے ڈھیلے ہی استعمال کر لیتے تھے اور پانی استعمال نہیں کرتے تھے جیسے آج یورپ اور ان کے راستے پر چلنے والے لوگ ٹشوز استعمال کرتے ہیں اور پانی استعمال نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں سے بو آتی ہے...... قبا کے رہنے والے لوگ اگر پانی نہ ہونے کی وجہ سے ڈھیلا استعمال کرتے بھی تھے تو اس کے بعد پانی ضرور استعمال کرتے تھے اور زیادہ طرزِ عمل یہی تھا کہ پانی ساتھ لے کر جاتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ پانی کا لوٹا ساتھ لے کر جاتے تھے۔ جی ہاں! قبا والوں نے یہود سے یہ طریقہ سیکھا۔ وہ اہل کتاب ہیں۔ طہارت کا یہ طریقہ اللہ کو پسند ہے۔ یہی لوگ مسلمان ہو گئے تو اللہ نے ان کی تعریف و توصیف فرما دی۔ اس لیے کہ توحید کی علم بردار

[1] صحیح ابن خزیمة: ۸۳۔ و رواہ الطبرانی و حاکم و احمد و وثقهٗ ابن حبان.

Marfat.com

روح بھی پاک اور جسم بھی پاک۔

اے قبا میں آنے والو! اب تو طہارت خانوں میں پانی ...... پانی کے ساتھ صابن اور شیمپو کا بھی بندوبست ہوتا ہے۔ ہاتھ خشک کرنے کے لیے ٹشو یا ہوا والی مشین بھی ہوتی ہے ......سعودی حکومت نے مسجد نبوی اور مسجد قبا میں اس کا بندوبست کر رکھا ہے......قبا میں آنے والو! قبا کے جو لوگ تھے وہ حلال کھاتے تھے۔ جسمانی پاکیزگی میں بھی باکمال تھے۔ روحانی پاکیزگی میں بھی لاجواب تھے...... آؤ! ہم بھی ان ساری پاکیزگیوں کو اختیار کرنے کا عزم کریں اور اللہ کی محبتوں کے وارث بن جائیں۔

آیئے! اب دیکھتے ہیں کہ اللہ کریم نے ان پاک باز لوگوں کے ہاتھوں بنائی ہوئی مسجد کو کتنا بڑا مقام دیا، اعزاز دیا، شان کو بلند کیا۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مبارک ہاتھوں سنگ بنیاد والی مسجد کو کس بلندی سے ہم کنار فرمایا۔

مسجد قبا کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ قبا مسجد جاتے۔ ہر ہفتے تشریف لے جاتے۔ کبھی سواری پر جاتے اور کبھی پیدل ہی تشریف لے جاتے۔ وہاں دو رکعت نفل نماز ادا فرماتے۔ [1]

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

((صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کَعُمْرَۃٍ))

''مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کرنے کے برابر ہے۔'' [2]

مسجد قبا میں آنے والو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہاں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد قبا کی تجدید کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے نئے سرے سے بنوایا...... اور اب خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے وسعت کے ساتھ انتہائی

---

[1] بخاری: ١١٩١۔ مسلم: ١٣٩٩.
[2] ابن ماجه: ١٤١١ و اسناده حسن.

Marfat.com

خوب صوت بنایا۔ مسجد کے پڑوس میں میں نے دیکھا کہ قبا کے پاک باز صحابہ نمازیوں کا قبرستان ہے اسے بند کر دیا گیا ہے۔ قبا مسجد کے بلند فرش سے دیکھیں تو یہ قبرستان نظر آتا ہے۔ اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا حامل بنائے اور مرنے کے بعد اپنے حبیب ﷺ کے پاک باز صحابہ رضی اللہ عنہم سے جنت الفردوس میں ملاقات کروا دے۔ (آمین یارب العالمین!)

مسجد جمعہ

قارئین کرام! امیر حمزہ کے ساتھ ساتھ رہیے گا...... جیسا کہ ہم نے عرض کی میرے حضور ﷺ سوموار کے دن قبا تشریف لائے تھے۔ چند دن یہاں قیام فرما رہے۔ اس دوران میں مسجد قبا بنائی...... جمعہ کا دن آ گیا۔ اب میرے حضور ﷺ مدینہ شریف کی جانب چل رہے ہیں۔ چلتے چلتے راستے میں ''وادی رانونا'' میں چلنے لگے۔ یہاں ''بنی سالم بن عوف'' قبیلے کے کچھ گھر تھے۔ یہاں حضرت عتبان بن مالک اور حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے سامنے آ گئے۔ حضور ﷺ اپنی ''قصواء'' نامی اونٹنی پر سوار تھے۔ دونوں صحابی محبت کے جذبات سے مغلوب ہو گئے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی اونٹنی کے سامنے آ گئے، لگام تھام لی اور عرض کرنے لگے!

((اَنْزِلْ فِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!))

''اے اللہ کے رسول! میزبانی کا شرف ہمیں بھی عطا فرما دیجیے۔''

((فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَ قَالَ خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ))

''حضور ﷺ مسکرا دیے اور فرمانے لگے: اچھا، اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ اس وقت بنو سالم کے گھروں میں ''وادی رانونا'' کے درمیان تھے۔ جمعہ کا وقت ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس جگہ اسلام کا پہلا جمعہ پڑھایا۔ یوں

Marfat.com

اس جگہ کا نام ''مسجد جمعہ'' مشہور ہوا۔ ❶

سعودی حکومت نے یہاں بڑی شان دار مسجد بنا دی ہے۔ آپ اس مسجد میں آئے ہیں تو دو رکعت پڑھ لیں۔ میرے ساتھ ساتھ آتے چلے جائیں ...... دل اب یہی چاہ رہا ہے کہ احد پہاڑ کی طرف جائیں۔ اس لیے کہ!

احد پہاڑ اور پیار

اُحد کا نام عربی زبان میں اللہ کی وحدانیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ واحد و اَحد نے یہ پہاڑ ایسا بنایا ہے کہ جو مدینہ منورہ کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہے۔ نیز اس کا تعلق کسی پہاڑی سلسلے سے نہیں ہے۔ یہ خود ہی الگ تھلگ ایک اکیلا پہاڑ ہے اس لیے اسے ''اُحد'' کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سرخی مائل ہے۔ حضور ﷺ کی مسجد نبوی سے یہ ساڑھے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر مدینہ منورہ کے شمال میں ہے۔ مدینہ کے حرم کی حد میں شامل ہے۔ یہ مغرب سے مشرق تک تقریباً چھ کلومیٹر لمبا ہے۔ مدینہ شہر اس قدر پھیل چکا ہے کہ اس پہاڑ کے اِردگرد بھی آبادی بن چکی ہے۔

قارئین کرام! یہ ہے وہ پہاڑ جس کی طرف ہم جا رہے ہیں ...... مجھے چودہ سو سال قبل کا وہ منظر یاد آ رہا ہے جب اللہ کے رسول ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب احد پہاڑ پر نظر پڑی تو بلند آواز سے نعرہ مارا:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ))

''اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' ❷

جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو یوں ارشاد فرمایا!

((ھٰذِہٖ طَابَۃٌ وَ ھٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ))

---

❶ تاريخ المدينة لابن شبّة: ١/٦٨.
❷ مسند احمد: ٣/٤٤٣.

Marfat.com

''یہ (مدینہ) طابہ ہے اور یہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' ❶

قارئین کرام! ایک بار اللہ کے رسول ﷺ اس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بات سنیے، وہ بتلاتے ہیں!

''آپ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اچانک پہاڑ ہلنے لگا۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ وَّ شَهِيْدَانِ))

''ارے احد! شوخی نہ دکھا، تجھ پر نبی کے ساتھ ایک صدیق اور دو شہید بھی ہیں۔'' ❷

قارئین کرام! میں کہتا ہوں احد پہاڑ نے جب اپنی چوٹی کو حضور ﷺ کے قدموں تلے پایا تو وہ تو حضور ﷺ کی محبت میں اچھل پڑا۔ لگا ذرا شوخی دکھلانے، اپنی محبت کا اظہار کرنے کہ اس پر دو جہانوں کے سردار تشریف فرما ہیں...... سردار دو جہان ﷺ نے اسے آرام وسکون سے رہنے کو کہا اور بتلا بھی دیا کہ تجھ پر نبی تو ہے ہی...... ساتھ صدیق بھی ہے اور دو شہید بھی...... اللہ اللہ! پیش گوئی بھی پوری ہوئی۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے...... جی ہاں! یہ ہے وہ پہاڑ جس کے دامن میں ہم آئے ہیں۔

اس پہاڑ کے دامن میں شہادتوں کی ایک تاریخ بھی رقم ہے۔ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مکہ کے مشرکین مدینہ کا رُخ کر کے آ رہے تھے۔ لڑنے کے لیے آ رہے تھے۔ اب وہ اُحد پہاڑ کے دامن میں آن پہنچے۔ ان کے جنگ جوؤں کی تعداد تین ہزار تھی۔ لشکر کا سامان اٹھانے کے لیے تین ہزار اونٹ تھے۔ دو سو گھڑ سواروں کا دستہ تھا جس کے کمانڈر خالد بن ولید

---

❶ بخاری: ٤٤٢٢. ❷ بخاری: ٣٦٧٥.

Marfat.com

تھے۔ان کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل تھے۔

امام احمد اپنی ''مسند'' میں، امام حاکم اپنی ''مستدرک'' میں، امام بیہقی ''دلائل'' میں اور جناب واقدی اپنی ''مغازی'' میں جو تفصیل لائے ہیں اس کے مطابق حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ کے رسول ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ شریف باندھا، حضور ﷺ کو جنگی لباس زیب تن کروایا۔ چنانچہ آپ ﷺ زِرہ پہن کر، ڈھال کو کمر پر باندھ کر اور گردن مبارک میں تلوار حمائل کر کے مسجد نبوی کے ''جنتی باغ'' میں تشریف لائے۔مجاہد صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے۔قافلہ چل پڑا۔احد کی جانب چلنے والے اس اسلامی لشکر کی تعداد سات سو یا اس سے زائد تھی۔حضور ﷺ جوں ہی احد میں تشریف فرما ہوئے، احد پہاڑ کی جنگی اہمیت کا اندازہ لگاتے ہوئے لشکر کو حکم دیا کہ وہ احد پہاڑ کو اپنے پچھواڑے میں رکھیں اور چہروں کا رُخ مدینہ منورہ کی طرف رکھیں...... یوں اب سامنے مشرکین کا لشکر تھا جن کی پشتیں مدینہ کی جانب تھیں اور ان کے سامنے اسلام کا لشکر تھا۔حضور ﷺ نے سارے جنگی منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ایک اور اہم فیصلہ فرمایا کہ ۵۰ تیر انداز صحابہ کو ''جبل عینین'' پر متعین فرمایا۔''عین'' چشمے کو کہا جاتا ہے۔اس پہاڑی کے قریب دو چشمے بہتے تھے اس لیے اس کا نام ''عینین'' یعنی دو چشمے پڑ گیا۔جی ہاں! اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اس پہاڑی پر کمانڈر مقرر کیا اور حکم دیا!

''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ کر لے جا رہے ہیں تب بھی تم اپنی اس پوزیشن کو نہ چھوڑنا۔اس وقت تک یہیں جمے رہنا جب تک تم لوگوں کو میں خود نہ بلواؤں۔اور اگر یہ دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا ہے، انہیں کچل کر رکھ دیا ہے، تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا جب تک کہ میرا پیغام نہ آ جائے۔''[1]

''(دوبارہ سن لو) اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آ رہا ہے تب بھی تم لوگ ہماری

---

[1] بخاری: ۳۰۳۹.

Marfat.com

مدد کرنے کو بالکل نہ آنا۔''❶

قارئین کرام! مسند احمد، ابن ہشام اور تاریخ طبری میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ:

''گھڑ سواروں کو تیر مار مار کر ہم سے دُور رکھنا کیونکہ گھوڑا تیروں کی بارش میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم نے مال غنیمت حاصل کر لیا ہے تب بھی تم لوگ ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا، اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا...... اے اللہ! میں تجھے ان پر گواہ بناتا ہوں۔''

قارئین کرام! اب ہوا کیا؟ جنگ کے میدان میں ایک ہزار سے کم مجاہدوں نے تین ہزار مشرکوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ وہ بھاگ اٹھے۔ مال غنیمت میدان میں پڑا تھا۔ مگر جبل عینین کے مجاہد اپنے سالار حضرت محمد کریم ﷺ کی نصیحتوں کو بھول گئے اور مال غنیمت کی طرف لپکنے کے لیے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اجازت لینے لگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی حدیث یاد دلائی اور کہا کہ خلاف ورزی مت کرو...... اب وہ تاویلیں کرنے لگے کہ اب تو مشرکین بھاگ چکے، مسلمان مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں، ان کی عورتیں بھی بھاگ رہی ہیں جیسا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ:

''میں نے خود دیکھا ہند بنت عتبہ (زوجہ ابوسفیان) اور اس کی ساتھی عورتوں کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ اپنے کپڑے اوپر کیے ہوئے بھاگ رہی تھیں۔ ان کو پکڑ لینے میں کوئی مسئلہ نہ تھا۔''❷

قارئین کرام! جیسا کہ ہم عرض کر رہے تھے کہ ''جبل رماۃ'' یا جبل عینین والے کہنے لگے کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے عمل کر لیا، اب تو بات ہی واضح ہو چکی لہٰذا اب یہاں سے اترنے میں کوئی مضائقہ نہیں...... حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ روکتے رہے مگر چالیس تیر انداز چلے ہی گئے اور مال غنیمت اکٹھا کرنے میں باقی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ دس تیر انداز ڈٹے رہے۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل جو اس جانب سے جنگ کے

❶ بخاری: ٤٠٤٣. ❷ بخاری: ٤٠٤٣.

Marfat.com

میدان میں بار بار آنے کی کوشش کرتے رہے مگر تیراندازوں کی بوچھاڑ سے واپس بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔اب کے انہوں نے دُور سے یہ منظر دیکھا تو احد پہاڑ کی پشت سے ہوکر ادھر کو آ گئے۔ دس تیراندازوں نے روکا مگر کب تلک؟ وہ شہید ہوگئے اور پھر اچانک مسلمانوں پر حملہ ہوگیا۔ بھاگتے ہوئے مشرک بھی واپس پلٹے۔ یوں ملی ہوئی جو فتح تھی وہ شکست میں تبدیل ہونے لگ گئی۔ حضور ﷺ زخمی ہوگئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ ۷۰ مجاہدین شہید ہو گئے۔بعض نے یہ تعداد ۷۲ نقل کی ہے۔بعض نے یہودیوں میں سے ایک شخص ''مخیریق'' کو بھی شہداء میں شامل کیا ہے۔''مخیریق'' کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوئے تھے یا نہیں ہوئے تھے...... بہرحال! واقدی یہی کہتے ہیں کہ وہ مسلمان تھے۔اس جنگ میں مشرکوں کے مقتولین کی تعداد ۲۳ ہے۔

الغرض! حضور ﷺ کے گرد صحابہ دوبارہ جمع ہوئے،لڑنے کے لیے سنبھلے، مگر مشرکین نے اپنی کامیابی کو کافی جانا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے ''حمراء الاسد'' تک ان کا پیچھا کیا۔''جبل رماۃ'' یعنی تیراندازوں والے پہاڑ پر تیرانداز صحابہ سے جو اجتہادی غلطی ہوئی اللہ نے اسے معاف فرما دیا......تاہم اس سے جو سبق ملتے ہیں انہیں بھی یاد کروایا!

احد پہاڑ میں آنے والے زائرو! پہلا سبق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان اور حدیث پاک کو حرزِ جان بنالیں۔کسی مسئلے میں بھی حضور ﷺ کی حدیث سامنے آ جائے تو فوراً مان لیں، گردن جھکا لیں۔ مال کی حرص یا کوئی بھی مفاد حضور ﷺ کی حدیث پاک کے سامنے رکاوٹ نہ بننے پائے۔

اُحد کے میدان میں آنے والو! یہ وہ میدان ہے کہ جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مبارک لاشیں پڑی ہیں۔مشرکین بہت ساری لاشوں کے حلیے بگاڑ دیتے ہیں......اس قدر کہ پہچان مشکل ہو رہی تھی......سب سے زیادہ جن کا حلیہ بگاڑا گیا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ''سیّد الشہداء'' ہیں۔ان کا ناک اور کان ہی نہ کاٹا گیا بلکہ ہند نے پیٹ پھاڑ ڈالا اور جگر کو چبا کر نگلنے کی کوشش کی مگر ایسا نہ کرسکی اور پھر چبایا ہوا لقمہ زمین پر

Marfat.com

پھینک دیا...... یہاں جو چار دیواری ہے اس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی مبارک قبریں ہیں۔

تازہ خون اور غسل

حضرت جابر بتلاتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ۴۶ سال بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے احد کے شہداء کے پاس پانی کے چشمے کا بندوبست کرایا تو کچھ دنوں بعد ہی سیلاب آ گیا جس سے قبروں کو نقصان پہنچا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون بہنا شروع ہو گیا۔ امام ابن اسحاق کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ ہم نے انہیں دوسری (یعنی موجودہ) جگہ پر قبر میں منتقل کیا تو اس دوران میں دیکھا کہ ان کا وجود اس قدر تر و تازہ تھا جیسے وہ کل ہی دنیا چھوڑ کر گئے ہیں۔ [1]

قارئین کرام! حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے بارے میں بھی بتلاتے ہیں...... کیا بتلاتے ہیں؟ ذرا وہ بھی ملاحظہ ہو!

> ''ہم نے اپنے باپ کی قبر سے مٹی کو ہٹایا تو میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ جس طرح انہیں لٹایا تھا وہ اسی طرح سو رہے تھے...... انہیں اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو اکٹھے دفن کیا گیا تھا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخمی تھا۔ ان کو جب یہاں اٹھایا تو ان کے زخم سے خون پھوٹ پڑا...... اب ہم نے دونوں کو الگ الگ قبروں میں دفنا دیا۔'' [2]

قارئین کرام! بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ پیارے رسول ﷺ کے پاک باز صحابہ اس سرزمین پر شہید ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے۔

جی ہاں! حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی یہیں مدفون ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ کے

---

[1] الموطا لمالك: ٢/ ٤٧٠۔ الاصابة: ١٦٣/٤.

[2] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٥٦٢، ٥٦٣.

Marfat.com

رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّی رَأَیْتُ الْمَلَائِکَةَ تُغَسِّلُهٗ بَیْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ بِمَاءِ الْمُزْنِ فِی صِحَافِ الْفِضَّةِ))

''میں نے دیکھا فرشتے حنظلہ کو آسمان اور زمین کے درمیان غسل دے رہے ہیں۔ چاندی کے (جنتی) برتنوں میں بادلوں کا پانی ڈال کر نہلا رہے ہیں۔''

اب اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے کہا!

((فَاسْئَلُوْا اَهْلَهٗ مَا شَانُهٗ))

''حنظلہ کی بیوی سے اس غسل کا سبب تو پوچھ کر آؤ۔''

جب ان کی بیوی سے پوچھا گیا تو شہید کی بیوہ نے بتلایا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جہاد کی آواز سنی تو تب ان کے لیے غسل کرنا لازم تھا۔ وہ غسل کیے بغیر ہی چل دیے۔ یہ سن کر آپ ﷺ فرمایا:

((فَلِذٰلِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِکَةُ))

''حنظلہ کو اسی وجہ سے فرشتوں نے غسل دیا ہے۔'' [1]

قارئین کرام! واقدی کا بیان کردہ ایمان افروز خواب بھی ملاحظہ ہو...... وہ اپنی مغازی میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز قبل ہی حضرت جمیلہ سے شادی کی تھی۔ اگلے ہی دن احد کی جنگ کا معرکہ پیش آ گیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے رات گھر میں گزارنے کی اجازت مانگی، حضور ﷺ نے دے دی۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ صبح کو اٹھے (غسل وغیرہ) کر کے نماز پڑھی پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جانے لگے تو بیوی کا اصرار بڑھا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گئے۔ بیوی کا حق ادا کیا اور پھر احد میں جانے لگے تو بیوی نے اپنے خاندان کے چار آدمی بلا لیے اور انہیں گواہ بناتے ہوئے کہنے لگیں: میرے خاوند نے میرا حق ادا کر دیا

---

[1] مستدرك حاكم: ٢٠٤/٣، ٢٠٥۔ السنن الكبرى للبيهقي: ١٥/٤۔ المعجم الكبير للطبراني ١٠/٤، حديث: ٣٤٨٦-٣٤٨٨۔

Marfat.com

ہے...... بعد میں ان لوگوں نے کہا: ہمیں گواہ بنانے کی ضرورت تم نے کیوں محسوس کی؟ کہنے لگیں: میں نے رات خواب دیکھا، آسمان پھٹا، حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور آسمان دوبارہ پہلے جیسا ہو گیا۔ میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ تو حنظلہ کی شہادت کی بات ہے۔ چنانچہ میں نے گواہ اس لیے بنایا کہ حنظلہ میرا خاوند ہے...... حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے۔ [1]

جی ہاں! وہ کہا کرتے تھے کہ میں اس شہید کا بیٹا ہوں جسے فرشتوں نے غسل دیا۔

قارئین کرام! جب اس دنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا تو صحیح بخاری میں ہے کہ آٹھ سال کے بعد حضور ﷺ شہدائے احد کے اس میدان میں تشریف لائے، (غائبانہ) نمازِ جنازہ پڑھا۔ آپ ﷺ اس طرح سے دعائیں کر رہے تھے جس طرح زندہ اور فوت شدہ لوگوں کو الوداع کہہ رہے ہیں...... آیئے! ہم بھی یہاں وہی دعا کریں جو حضور ﷺ نے بقیع میں کی تھی۔ جنازے کی دعائیں پڑھیں جو حضور ﷺ سے ثابت ہیں...... اپنے آپ کو اس دنیا سے جانے کے لیے اس انداز سے تیار کریں کہ اگلے جہان میں جب جائیں تو پیارے حضور ﷺ کے پاک باز صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہو۔ جنت میں احد کے شہداء رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہو۔ (آمین یا رب العالمین!)

قارئین کرام! مدینہ منورہ کی پاک گلیوں میں...... میں آپ کو لیے پھرتا ہوں۔ مجھ سے اُنس اور پیار تو یقیناً پیدا ہوا ہوگا...... اللہ کی خاطر الفت و پیار...... تو پھر آیئے! اب میں آپ کو پاک مدینے کی پاک گلیوں میں ہی، مگر......! ذرا دُور کی گلیوں میں لے چلوں اور چند ایسے مقام دکھلاؤں کہ احد کی طرح جن کے آثار باقی ہیں اور وہ مقامات باقی اس لیے ہیں کہ پاک مدینے کی ایسی گلیوں میں واقع ہیں جو ذرا بعید ہیں۔

---

[1] المغازی للواقدی: ۱/۲۳۸.

Marfat.com

عتبان رضی اللہ عنہ اور مبارک قدم

مدینہ میں آنے والو! آؤ...... میں آپ کو ''رانونا'' کی وادی میں دوبارہ لے چلوں...... وہی وادی جس کے ایک کنارے پر میرے حضور ﷺ نے پہلا جمعہ پڑھایا اور وہاں مسجد جمعہ بن گئی...... اسی وادی کے دوسرے کنارے پر حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا گھر تھا اور وہ یہاں رہائش پذیر تھے۔ مسجد جمعہ میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جب بارش ہو جایا کرتی تھی تو وادی میں پانی چلتا۔ یہ نہر بن جایا کرتی تھی۔ اب حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں جانا ناممکن ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ:

''حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے ان صحابہ میں شامل تھے جو بدر کے غزوے میں شریک تھے۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! میری آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی ہے۔ میں اپنی قوم کا امام ہوں۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو وادی کا نالہ دریا بن جاتا ہے۔ میرے اور میرے مقتدیوں کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اب نہ تو میں ان کی مسجد میں جا سکتا ہوں اور نہ ان کو نماز ہی پڑھا سکتا ہوں۔ اللہ کے رسول جی! میری خواہش یہ ہے کہ آپ میرے گھر میں تشریف لے آئیں اور جس جگہ نماز ادا فرمائیں تو میں اسے ''جائے نماز'' بنا لوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا!

((سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

''اللہ نے چاہا تو خواہش کو پورا کروں گا۔''

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اگلا روز ہوا تو دن چڑھے ہی حضور ﷺ میرے گھر کے باہر تشریف لے آئے۔ اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ میں نے اندر تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ اندر آئے اور ابھی

Marfat.com

بیٹھے بھی نہ تھے کہ فرمانے لگے!

((اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِكَ))

''اپنے گھر میں کون سی جگہ پر تم چاہتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں؟''

اب میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا۔ ہم بھی پیچھے کھڑے ہو گئے۔ صف بنا لی۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیر دیا۔ (آپ ﷺ جانے لگے) تو ہم نے آپ کو روک لیا کہ آپ کے لیے جو خصوصی ڈش ''خزیرہ'' تیار کی ہے (وہ تناول فرما کر جائیں، حضور ﷺ نے تناول فرمائی) اتنے میں محلے کے کافی سارے لوگ بھی (معلوم ہونے پر کہ شاہِ مدینہ آئے) ہمارے گھر میں جمع ہونے لگ گئے۔ [1]

قارئین کرام! یہ جگہ آج بھی موجود ہے۔ ذرا بلند ٹیلے پر واقع ہے۔ اسے مسجد عتبان بن مالک کہا جاتا ہے۔ یہ شیخ ابراہیم جلیدان کی کوٹھی کے سامنے ہے ...... وادی ''رانوناء'' میں بھی چلیے اور یہ جگہ بھی دیکھیے کہ جہاں میرے پیارے حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں۔ حضور ﷺ جب سجدے میں گئے ہیں تو یہاں کی مٹی نے میرے حضور ﷺ کی پاک پیشانی کو بوسہ دیا ہے ...... یہ جگہ مسجد جمعہ کے بالمقابل قدرے شمالی سمت میں واقع ہے۔

غمامہ مسجد

یہ مسجد ...... مسجد نبوی شریف کے مغرب میں قبلے کی جانب واقع ہے۔ یہاں حضور ﷺ عیدین کی نماز پڑھایا کرتے تھے...... اس مقام کو ''غمامہ'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ بادل یہاں چھم چھم برسے تھے...... کس طرح؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے خشک سالی کا شکوہ کیا تو حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر اس جگہ تشریف لائے اور پھر

[1] بخاری: ٤٢٥.

Marfat.com

اللہ کے حضور ﷺ ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی!

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ o لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ o اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَ اجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَ بَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ))

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو لاتعداد جہانوں کی ضروریات پوری فرمانے والا ہے۔ کمال درجے کا مہربان اور انتہائی شفقت فرمانے والا ہے۔ نیکی کے بدلے اور برائی کی سزا کا جو دن ہے اس کا بادشاہ ہے۔ ایسے اللہ کے سوا عبادت کے کوئی بھی لائق نہیں ہے۔ وہ جو ارادہ فرماتا ہے کر دیتا ہے۔ اے اللہ پاک جی! آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ آپ بے پروا ہیں اور ہم فقیر ہیں۔ ہمیں موسلا دھار بارش عطا فرما دیجیے اور آپ جو نازل فرمائیں اسے ہمارے لیے قوت کا باعث بنا دیں اور ایک وقت تک کے لیے معاشی گزران بنا دیں۔''[1]

قارئین کرام! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید بتلاتی ہیں کہ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ منبر پر سے (دعا کر کے) اترے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اب اللہ نے ایک بدلی پیدا کی (وہ پھیلتی چلی گئی) کڑکی چمکی اور برسنے لگی۔ اب حضور ﷺ اپنی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہنے لگے۔ لوگ بارش سے بچنے کے لیے سایوں اور چھپروں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا بھاگنا دیکھا تو ہنس دیے، اس قدر کہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھیں بھی دکھلائی دینے لگیں...... یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ بے ساختہ فرمانے لگے!

((اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُهٗ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والے ہیں اور کیا شک ہے

---

[1] ابو داود: ۱۱۷۳ اسناده حسن.

Marfat.com

کہ میں اسی اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔'' [1]

مدینہ آنے والو! سارا مدینہ دیکھو...... موقع ملے تو مدینے کا یہ مقام بھی دیکھو، مسجد نبوی شریف کے پاس ہی تو ہے۔ اللہ کا چھم چھم برستا انعام دیکھو۔ حضور ﷺ کی خوشی و مسرت کا انداز دیکھو اور اہل مدینہ پہ رحمتوں کی برسات دیکھو، برکات کا نظارہ کرو۔

مسجد اِجابہ

مدینہ شریف آنے والو! مدینہ منورہ میں تین ''رِنگ روڈز'' ہیں۔ ایک روڈ مسجد نبوی سے ذرا ہٹ کر ہے۔ دوسرا رِنگ روڈ مدینہ شہر کے درمیان میں ہے۔ تیسرا رِنگ روڈ پھیلتے مدینہ منورہ کے گرد ہے اور یہ آخری رنگ روڈ ہے۔ ہم آپ کو مدینہ منورہ کے پہلے رِنگ روڈ پر لے چلتے ہیں۔ اسے عربی میں "الطریق الدائری الاول" کہا جاتا ہے۔

اس روڈ پر ایک مقام ہے...... حضور ﷺ کے زمانے میں ہی یہاں ایک مسجد تھی۔ چونکہ یہاں ''بنو معاویہ'' کا قبیلہ آباد تھا جو ''اوس'' قبیلے کی شاخ ہے۔ اس ''بنو معاویہ'' قبیلے ہی کے لوگوں نے یہاں اپنے محلے کی مسجد بنا رکھی تھی...... پھر کیا ہوا؟ ملاحظہ ہو!

حضرت عامر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ عالیہ (مدینہ منورہ کے بلند علاقے قباء) کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ کا گزر بنو معاویہ قبیلے کی مسجد کے پاس سے ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ صحابہ کہتے ہیں جب آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف کیا تو فرمایا!

''میں نے اپنے اللہ کے دربار میں تین درخواستیں پیش کیں۔ دو تو اللہ نے مان لیں جب کہ ایک بات نہیں مانی۔ پہلی گزارش تو میں نے اپنے رب کریم سے یہ کی کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کیا جائے۔ اللہ نے یہ درخواست قبول فرمالی۔ دوسری درخواست میں نے یہ کی کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کیا

[1] ابو داود: ۱۱۷۳ اسناده حسن.

Marfat.com

جائے۔ اللہ نے یہ بات بھی مان لی۔ تیسری درخواست یہ کی کہ!

((اَنْ لَّا یَجْعَلْ بَأْسَهُمْ بَیْنَهُمْ))

”ان کے درمیان آپس میں لڑائی نہ ہو۔“

تو یہ بات اللہ نے نہیں مانی۔ [1]

قارئین کرام! امام مسلم اس حدیث کو ”کتاب الفتن“ میں لائے ہیں اور جس باب میں لائے ہیں اس کا نام ہے ((هَلَاكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ)) یعنی اس امت کے ایک حصے کی بربادی ایک حصے کے ہاتھوں سے ہوگی۔

فتنوں سے متعلق دیگر احادیث کو بھی سامنے رکھیں تو بات کچھ یوں واضح ہوتی ہے کہ ایسی قدرتی آفت جس سے پوری یا بیشتر امت ہلاک و برباد ہو جائے ایسا نہ ہوگا...... اسی طرح طبرانی وغیرہ کے مطابق ساری دنیا کے دشمن بھی درپے ہو جائیں تو ختم نہ کر سکیں گے...... ہاں بربادی ہو گی تو آپس کی لڑائی سے ہوگی...... یہ بھی واضح ہوا کہ قدرتی آفات کا ذمہ تو اللہ نے اٹھا لیا...... ہاں اس میں اس قدر استثناء ہے کہ چھوٹے موٹے جھٹکے آتے رہیں گے تاکہ مسلمان اللہ کی طرف پلٹیں اور توبہ کرتے رہیں۔ لیکن ایسا قدرتی جھٹکا نہ ہوگا کہ امت مٹ جائے...... باقی آپس کی جو لڑائی ہے، اس کی ذمہ داری امت کے لوگوں پر ہے کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اور اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرتے رہیں، محبت و پیار اور الفت کا رنگ پیدا کرتے رہیں۔ چنانچہ...... آیئے! حضور ﷺ کی اس مسجد کو دیکھ کر یہ کردار ادا کرنے کا عزم کریں کہ اپنے پیارے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کے درمیان صلح کا کردار ادا کریں گے۔ آپس کی لڑائیوں کو روکنے والا کردار ادا کریں گے۔ آپس کی لڑائی میں حصہ بننے سے بچیں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

یاد رہے! مسجد ”بنی معاویہ“ یا مسجد ”اِجابہ“ کو شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں بڑے خوب صورت انداز سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فردوس میں ان کا محل بنائے۔ (آمین!)

---

[1] مسلم: ۲۸۹۰.

Marfat.com

سجدہ اور مسجد

مدینہ آنے والو! امیر حمزہ کے ساتھ ساتھ آتے جاؤ۔ اب امیر حمزہ آپ لوگوں کو ایک باغ میں لے جا رہا ہے۔ چودہ سو سال قبل یہاں ایک باغ تھا...... حضور ﷺ باغ میں تشریف لے گئے۔ باغ میں کیوں گئے اور وہاں حضور ﷺ نے کیا کیا......؟ یہ ساری داستان...... کہ مدنی حضور ﷺ ہیں اور مدینے کا ہے گلستان...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سنتے ہیں۔ بتلاتے ہیں!

"ایک بار حضور نبی کریم ﷺ گھر سے نکلے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چل دیا۔ کیا دیکھتا ہوں، حضور ﷺ ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ وہاں آپ ﷺ سجدے میں گئے تو اس قدر لمبا سجدہ کیا کہ مجھے یہ خیال ستانے لگ گیا کہ کہیں حضور ﷺ اپنے اللہ کے پاس تو نہیں چلے گئے؟ میں دیکھنے کے لیے آگے بڑھا تو حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پوچھا: عبدالرحمٰن کیا ہوا؟ (پریشان کیوں ہو؟) میں نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا تب حضور ﷺ نے مجھے بتلایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے:

((اِنَّ جِبْرِیْلَ علیہ السلام قَالَ لِیْ اَلا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ))

"انہوں نے مجھے بتلایا: کیا میں آپ کو خوش خبری نہ دوں؟ کیونکہ اللہ نے مجھے یہ خوش خبری دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے کہ جو شخص آپ ﷺ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اس کو سلامتی عطا فرماؤں گا۔"

چنانچہ میں نے عزت وجلال والے اللہ کی جناب میں شکرانے کا سجدہ ادا کیا ہے۔" [1]

قارئین کرام! اس جگہ اب باغ تو نہیں ہے، بڑی بڑی بلڈنگیں موجود ہیں...... ان عمارتوں کے ساتھ اب اس جگہ مسجد ہے جہاں میرے حضور ﷺ نے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا

[1] مسند احمد: ١٦٦٤۔ صححه الحاكم و قال شعيب حسن لغيره و رجاله ثقات.

Marfat.com

تھا۔ چنانچہ اس مسجد کو ''مسجد سجدہ'' اور ''مسجد شکر'' بھی کہا جاتا ہے...... یہ مسجد ائیر پورٹ روڈ پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ کا شمال مشرقی علاقہ بنتا ہے...... مسجد کی نئی عمارت خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دَور میں تعمیر ہوئی ہے...... مسجد میں جائیے۔ نماز کا وقت ہو تو باجماعت فرض نماز ادا کیجیے۔ وگرنہ دو رکعت نفل ادا کیجیے...... لمبا سجدہ تو ضرور کیجیے، اس جگہ جہاں کی مٹی نے میرے حضور ﷺ کے ماتھے اور ناک مبارک کے بوسے اور پر سے لیے۔ اب یہ خاک بھی مبارک بن گئی۔ مٹی بھی مبارک بن گئی...... ویسے تو قرآن میں اللہ کے فرمان کے مطابق آسمان و زمین کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح بیان کر رہا ہے، سبحان اللہ سبحان اللہ کا وِرد کر رہا ہے، مگر اس مٹی کی برکتوں کے کیا کہنے کہ جس پر ماتھا مبارک رکھ کر حضور ﷺ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کا وِرد کر رہے ہیں اور پھر جواب میں مٹی کے ذرے بھی تسبیح میں مگن ہیں۔ مگر آج تو تسبیح کا مزا ہی کچھ اور ہے کہ تسبیح کرتے ذروں پر میرے حضور ﷺ کی پاک، مبارک اور اطہر و مطہر پیشانی سجدہ ریز ہے...... جی ہاں! اس مٹی کے بھاگ جاگ اٹھے کہ میرے حضور ﷺ کی سجدہ گاہ مسجد بن گئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا شکریہ اور خراج تحسین۔ اللہ انہیں اپنی محبت و رحمت کے سمندر میں غوطہ زن بنائے کہ وہ دبے پاؤں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے چلے گئے اور حضور ﷺ کے سجدۂ شکر کا چمکتا دمکتا ہیرا ہماری جھولی میں ڈال گئے۔

سبق یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو انعام ملے ہم اپنے رب کے حضور شکرانے کا سجدہ کریں۔ اللہ اللہ! اس جگہ جہاں میرے حضور ﷺ نے شکرانے کا سجدہ کیا ہے، اور مزید سبق یہ ہے کہ کوئی بھی نعمت ملے فوراً سجدے میں گر جائیں۔

مسجد قبلتین

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ!

''اللہ کے رسول ﷺ نے سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ اللہ کے رسول ﷺ پسند یہی کرتے تھے کہ کعبہ کی جانب رُخ کر

Marfat.com

کے نماز ادا کرنے کا حکم آ جائے۔ چنانچہ اللہ نے (اپنے رسول ﷺ کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے) یہ آیت اتار دی:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ (البقرة: ١٤٤)

''ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھ رہا ہے۔''

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے کعبہ کی جانب رُخ کر لیا۔''[1]

قارئین کرام! حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنی روایت کے آخر میں جو بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ!

''ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ (کعبہ کی جانب رُخ کر کے) نماز پڑھی اور نماز کے بعد وہ چلا گیا۔ پھر عصر کی نماز کے وقت یہ شخص انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے تھے۔ اس شخص نے انہیں پکار کر کہا: وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ خود نماز پڑھ کر آیا ہے۔ آپ ﷺ نے کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو (نماز کے دوران ہی میں) کعبے کی جانب گھما لیا۔''[2]

مدینہ شریف میں آنے والو! اس مسجد کا نام "قبلتین" ہو گیا۔ یعنی یہ وہ مسجد ہے جس میں مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنا کر نماز ادا کی گئی اور جب اللہ کے رسول ﷺ کا حکم آ گیا تو دورانِ نماز ہی میں ''کعبہ شریف'' کی طرف منہ کر کے اسے قبلہ بنا لیا گیا...... یوں ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف رُخ کر کے ادا کی گئی اس لیے اس مسجد کا نام "قبلتین" ہو گیا۔

اگر یہاں کے رہنے والے صحابہ یہ سوچتے کہ حکم سن لیا ہے اب اگلی نماز پر عمل کریں گے تو یقیناً حضور ﷺ نے کچھ نہ کہنا تھا۔ اللہ نے بھی اجر و ثواب عطا فرمانا ہی تھا...... مگر حضور ﷺ کے حکم پر فوراً عمل ...... حضور ﷺ کی حدیث پر فوراً عملی کردار ...... حضور ﷺ کی سنت کا سن کر فوراً اپنے رُخ اور سمت کا گھماؤ اور گردن کا جھکاؤ ...... ان

[1] بخاری: ٣٩٩. [2] بخاری: ٣٩٩.

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بن گیا۔ ان کی بستی کو چار چاند لگا گیا۔ رہتی دنیا تک ان کی مسجد کو منفرد شان دے گیا...... آیئے! ہم بھی یہ مسجد دیکھیں۔ فرض نماز کا وقت ہو تو فرض ادا کریں۔ نہیں تو دو نفل ادا کرلیں۔ مسجد بڑی ہی خوب صورت بنائی گئی ہے...... شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس مسجد کو ازسرِنو تعمیر کیا۔ جیسی یہ مسجد خوب صورت ہے ویسے ہی ہم بھی عزم کریں کہ حضور ﷺ کی حدیث اور سنت بڑی ہی حسین نعمت ہے۔ یہ مل جائے تو فوراً عمل کے لیے تیار اور پا بہ رکاب ہو جائیں۔

قارئین کرام! دُور کی مدنی گلیوں میں مقامات تو اور بھی ہیں کہ جہاں میرے پیارے حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں۔ مگر میں نے چند مقامات کا تذکرہ کر دیا اور وہاں سے جو سبق اور درس ملتا تھا میں نے اسے بھی قلم و قرطاس کے سپرد کر دیا...... سوچتا ہوں پاک مدینے کی ہر گلی جو حرم کی حد میں ہے مبارک ہے اور سارے مدینے کے چپے چپے نے میرے حضور ﷺ کے قدموں کے بوسے لیے ہیں اس لیے مجھے مدینہ پاک کا ذرّہ ذرّہ پیارا ہے ...... آیئے! اب چلتے ہیں اس مقام کی طرف جہاں سے میرے حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ جانے کا اِرادہ کیا تھا۔ اس کا نام "ذوالحلیفہ" ہے۔ اس کو "آبار علی رضی اللہ عنہ" اور "بئر علی رضی اللہ عنہ" بھی کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کو سنیے، وہ بتلاتے ہیں!

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰی بِهَا))

"حضور ﷺ نے اپنے اونٹ کو ذوالحلیفہ کے مبارک میدان "بطحاء" میں بٹھایا اور وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔" [1]

قارئین کرام! شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہاں "مسجد ذوالحلیفہ" بنائی ہے۔ یہ مبارک وادی کے ساتھ مبارک میدان ہے جہاں حضور ﷺ ٹھہرے ہیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے۔ اسے "مسجد شجرہ" بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس وقت یہاں درخت ہوا کرتا تھا۔

---

[1] بخاری: ۱۵۳۲.

Marfat.com

قارئین کرام! مدینہ منورہ میں سات مسجدیں بھی بڑی مشہور ہیں۔ ان کو "سبع مساجد" کہا جاتا ہے۔ ترکوں کی جب حکومت تھی تو انہوں نے یہ مساجد ان مقامات پر بنائی تھیں جہاں حضور ﷺ نے خندق کھدوائی تھی۔ جن جن مقامات پر حضورؐ تشریف لائے۔ نمازیں ادا کیں۔ وہاں مساجد بن گئیں...... اسی طرح مدینہ کے جدید ریلوے اسٹیشن کے مدمقابل "دیوان الثقافہ" میں مدینہ منورہ کا میوزیم بنایا گیا ہے۔ یہ عجائب گھر حضورؐ کے دور کا جو مدینہ ہے اس کی یادیں تازہ کرتا ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔

Marfat.com

اللھم صل علی سیدنا محمد وسلم

باب 3

وداعِ حج

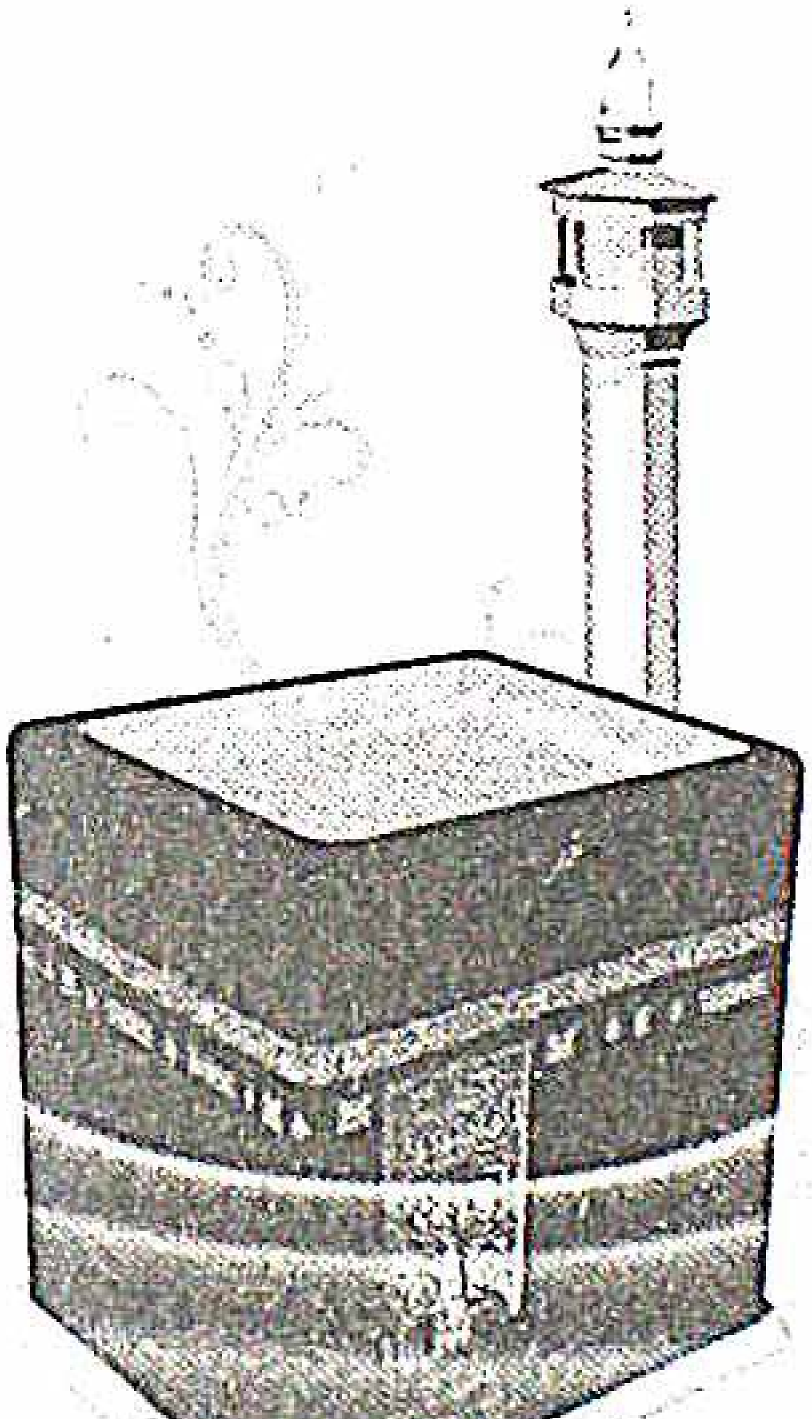

Marfat.com

Marfat.com

چلو چلو مکہ چلو

ہجرت کیے ہوئے ...... مکہ کو چھوڑے ہوئے ...... مدینہ کو بسائے ہوئے میرے حضور ﷺ کو ۹ سال ہو گئے۔ دسواں سال بھی اپنے خاتمے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ میرے حضور ﷺ نے حج کرنے کا اعلان کر دیا۔ میرے حضور ﷺ کا یہ پہلا حج تھا۔ سارے عرب میں نقارہ بج گیا کہ شاہِ عرب حج کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ بھی اعلان تھا کہ جو چاہے ساتھ چلے۔ چنانچہ مدینہ منورہ اور اطراف و اکناف میں ایک جذبہ تھا، ایک ولولہ تھا کہ حج کو جائیں گے، حضور ﷺ کے ہمراہ جائیں گے ...... سارے عرب سے مسلمان اس کوشش میں تھے کہ حج کو جائیں تو حضور ﷺ کے ساتھ جائیں۔ چنانچہ ہر ایک مدینے آ رہا تھا کہ حضور ﷺ کا ساتھی بن کر مکہ جائے۔ جن کے لیے سفر بہت لمبا تھا، وقت تھوڑا تھا وہ اپنے اپنے میقات سے مکہ کی جانب چل رہے تھے کہ چلو مکہ چلتے ہیں اور وہاں حضور ﷺ کے ساتھ مل جائیں گے ...... الغرض! ان دنوں کی صورتِ حال حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یوں بیان کرتے ہیں!

((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے ۹ سال مدینہ میں گزار دیے، حج کو نہیں گئے۔ پھر لوگوں میں دسویں سال اعلان کرا دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ حج کرنے تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مدینہ میں بے شمار لوگ آ گئے۔''[1]

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸.

Marfat.com

قارئین کریم! حدیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان دنوں کا منظر یہی نظر آتا ہے!

چلو چلو مکہ چلو

حضور ﷺ کے ہمراہ چلو

عقیق کی راہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ مَعَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا))

''ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز چار رکعات ادا فرمائی۔''[1]

قارئین کرام! مسجد نبوی سے ذوالحلیفہ تک کوئی چودہ کلومیٹر کا سفر ہے۔ یہ سفر طے کرتے کرتے میرے حضور ﷺ ایک وادی میں تشریف لے آئے ہیں ...... اس وادی کا نام ''عقیق'' ہے۔ علامہ سمہودی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں حضور ﷺ کا یہ جملہ لائے ہیں:

((فَإِنِّيْ أُحِبُّ الْعَقِيْقَ))

''مجھے عقیق کی وادی پسند ہے۔''

قارئین کرام! کئی صدیاں پہلے یمن کا ایک بادشاہ اس علاقے میں آیا تھا۔ اس کا نام ''تُبَّـــع'' تھا۔ ''تبع'' کا تذکرہ قرآن کی سورہ ''دخان'' میں بھی آیا ہے۔ جی ہاں! جب وہ یثرب آیا اور یثرب کی مذکورہ وادی سے اس کا گزر ہوا تو اس کی ہریالی اور شادابی کو دیکھ کر کہنے لگا! ''یہ تو زمین کا عقیق (خوب صورت پتھر) معلوم ہوتا ہے، تب سے اس وادی کا نام ''عقیق'' مشہور ہو گیا۔

---

[1] بخاری: ١٥٤٦.

Marfat.com

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کو بھی یہ وادی پسند تھی ...... میں کہتا ہوں جب اللہ نے دیکھا کہ میرے محبوب کو یہ وادی پسند ہے تو اللہ نے اس وادی کو مبارک بنا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں!

''جب اللہ کے رسول ﷺ ذوالحلیفہ کی ایک وادی (عقیق) کے درمیان رات کا پڑاؤ کیے ہوئے تھے تو آپ ﷺ کو خواب دکھلایا گیا اور بتلایا گیا کہ!

((اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ))

''میرے محبوب! آپ اس وقت ایک برکتوں بھرے میدان میں ہیں۔'' [1]

ذوالحلیفہ

حلف اس کا مادہ ہے جس کا معنی قسم اُٹھانا ہے۔ حلیف بھی اسی سے ہے۔ حلیفہ تصغیر ہے اور مؤنث ہے۔ اسی لیے عرب لوگ اپنی بچیوں کا نام بھی ''حلیفہ'' رکھتے ہیں۔ یوں حلیفہ کا معنی ہمدم اور ساتھی بھی ہے۔ جی ہاں! ذوالحلیفہ کے مبارک مقام پر حاجی ارادہ اور قصد کرتا ہے۔ اللہ کے گھر میں جانے کا۔ عمرہ اور حج کرنے کا۔ وہ یہاں عہد و پیمان باندھنے والا ہے۔

''ذوالحلیفہ'' پورے علاقے کا نام ہے۔ جہاں آج ''مسجد ذوالحلیفہ'' ہے، اس کو اللہ کے رسول ﷺ نے اہل مدینہ کا میقات مقرر فرمایا ہے۔ یہ وادیِ عقیق کی مغربی سمت میں ہے۔ جی ہاں! ہم بات کو مزید آگے بڑھاتے ہیں کہ میرے پاک حضور نبی کریم ﷺ جب اس وادی میں تشریف لائے تو:

((أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ))

''آپ ﷺ نے اپنی سواری کو بطحاء کے میدان میں بٹھایا جو ذوالحلیفہ میں ہے۔'' [2]

جی ہاں! میرے حضور ﷺ ظہر کے وقت مدینہ منورہ سے چلے اور عصر کے وقت

---

[1] بخاري: ١٥٣٥. [2] بخاري: ١٥٣٢.

Marfat.com

ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ یہاں:

((وَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں (قصر نماز) ادا فرمائیں۔'' ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں:

((ثُمَّ بَاتَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى أَصْبَحَ))

''پھر آپ ﷺ نے رات یہیں ذوالحلیفہ میں گزاری اور صبح ہوگئی۔'' ❷

قارئین کرام! اگلے دن صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے صحابہ کو ایک خوش خبری سنائی۔ ملاحظہ ہو......فرمایا!

((أَتَانِى اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّى فَقَالَ صَلِّ فِى هٰذَا الْوَادِى الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِى حَجَّةٍ))

''آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا ''فرشتہ'' آیا اور کہنے لگا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے اور یہ بھی اعلان کر دیجیے کہ میں نے حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی بھی نیت کر لی ہے۔'' ❸

اللہ اللہ! وادی عقیق مبارک ...... اس کا کنارہ ذوالحلیفہ بھی مبارک اور اس وادی کا میدان ''بطحاء'' بھی مبارک ...... میرے حضور ﷺ ظہر تک یہیں ٹھہرے رہے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ:

((أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ))

''حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی۔'' ❹

امام بخاری رحمہ اللہ اسی بات کو اس انداز سے لائے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ''فَصَلّٰى بِهَا'' ذوالحلیفہ کے مقام پر (دو رکعت قصر) نماز ادا فرمائی۔ ❺

---

❶ ابو داود: ۱۷۷۳ اسناده صحيح. ❷ ابو داود: ۱۷۷۳.
❸ بخاری: ۱۵۳٤. ❹ ابو داود: ۱۷۷٤. ❺ بخاری: ۱۵۳۲.

Marfat.com

ذوالحلیفہ آنے والو! آپ دیکھ رہے ہو کہ یہاں اب ''مسجد ذوالحلیفہ'' ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ سعودی عرب کے خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس جگہ بڑی عالی شان مسجد بنوائی۔

ذرا غور کیجیے! چودہ سو سال قبل یہاں کیا ایمان افروز منظر ہو گا جب حضور ﷺ یہاں موجود تھے۔ میں سوچتا ہوں جب یہاں ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رات گزاری، ان کے قدم لگے، حضور ﷺ کی موجودگی میں وہ کس قدر خوش تھے کہ حضور ﷺ کے ساتھ حج کرنے جا رہے ہیں۔ جی ہاں! اس مبارک میدان نے جہاں حضور ﷺ کے مبارک قدموں کو بوسے دیے وہاں میرے حضور ﷺ کے پاک باز صحابہ کے قدم بھی چومے۔ اس میدان کا دُور دُور تک چپہ چپہ مبارک ہے۔ بالشت بالشت میں برکت ہی برکت ہے۔ مدینہ پاک کے میقات ذوالحلیفہ سے جو احرام باندھ کر مکہ جا رہے ہیں انہیں مبارک ہو...... مبارک ہو...... مسجد ذوالحلیفہ میں صاف ستھرے طہارت خانے ہیں اور وہاں غسل کیجیے، احرام باندھیے اور مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا کیجیے...... اور آئیے! اب چودہ سو سال پیچھے چلے جائیں۔ حضور ﷺ کی روانگی کا وجد آفریں منظر ملاحظہ کریں۔

بالوں میں گوند

میرے حضور ﷺ کی دس سالہ مدنی جدوجہد کا پھل سامنے ہے۔ اب میرے حضور ﷺ ''سرکارِ مدینہ'' سے بہت آگے ''سرکارِ عرب'' بن چکے ہیں۔ سارا عرب آپ ﷺ کے زیرنگیں ہے۔ ''جزیرۃ العرب'' کے آپ شاہ بن چکے ہیں اور اب اپنے رب کریم کے حضور مکہ میں حاضری دینے جا رہے ہیں۔

مدینہ سے مکہ کئی دنوں کا سفر ہے، پھر بے شمار لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں!

((نَظَرْتُ اِلٰی مَدِّ بَصَرِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِنْ رَّاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ

Marfat.com

مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا))

''میں نے حضور ﷺ کے آگے لوگوں کو دیکھا تو حد نگاہ تک سوار اور پیدل لوگ ہی لوگ تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب دیکھا تو یہی حال تھا۔ آپ ﷺ کے بائیں طرف نظر کی تو یہی کیفیت تھی۔ جب میں نے پیچھے دیکھا تو وہاں بھی یہی نوعیت تھی۔ جی ہاں! اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان تھے۔''[1]

قارئین کرام ذرا تصور کیجیے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ جب چلیں گے، اونٹوں اور گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے قدموں کی دھول بھی اڑے گی۔ ریگستانی اور پہاڑی علاقوں میں یہ دھول اگرچہ کم ہوتی ہے مگر اتنے بڑے قافلے کی دھول بھی کوئی کم نہ ہوگی۔ چنانچہ ضروری ہے کہ شاہِ عرب کے لیے کوئی خصوصی خدمت گار ٹیم بن جائے۔ ان کے ساتھ پانی کی مشکیں ہوں۔ جہاں قافلے کا پڑاؤ ہو وہاں شاہِ عرب غسل فرمالیں، تازہ ہو جائیں۔ ایسا ہو جاتا تو کوئی حرج بھی نہ تھا...... مگر مگر!

میں صدقے قربان جاؤں اپنے پیارے حضور ﷺ جیسے شاہِ عرب پر کہ ایسا کوئی بندوبست نہیں کیا ہے...... کیسا بندوبست کیا؟ آیئے! میں آپ کو دکھلاؤں۔ کیسا بندوبست ہے؟ میرے حضور ﷺ نے اپنے سر مبارک کے بالوں کو جمانے کا بندوبست کر لیا ہے...... میرے حضور ﷺ کے جو بال مبارک تھے، ''امام بیہقی اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں لکھتے ہیں:

''اللہ کے رسول ﷺ کے بال مبارک خوب صورت تھے اور معمولی خم دار تھے۔ نہ بالکل سیدھے اور نہ گھنگریالے تھے۔ جب آپ ﷺ بالوں میں کنگھی فرماتے تو ہلکی ہلکی ایسی لہریں بن جاتیں جیسا کہ ہوا چلنے پر ریت کے ٹیلوں پر لہریں بن جاتی ہیں یا پانی کے تالاب میں ہوا کے چلنے سے لہریں بن جاتی

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔

Marfat.com

ہیں۔ جب بعض اوقات آپ کنگھی نہ کرتے تو بال مبارک انگوٹھی کی طرح حلقوں کی شکل اختیار کر لیتے۔“

قارئین کرام! ہم نے اپنے حضور ﷺ کے بالوں کی کیفیت اس لیے آپ کے سامنے رکھی تاکہ واضح کریں کہ حضور ﷺ کے بال مبارک جو کندھوں تک پڑتے تھے یا تو لمبے راستے میں دھوئے جاتے اور ہر روز کالی زلفوں کے درمیان سرخ وسفید اور دمکتا مبارک چہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھتے اور خوش ہوتے مگر حضور ﷺ نے اپنے لیے کوئی خاص بندوبست نہیں کرنے دیا۔ جس طرح ہزاروں صحابہ گرد وغبار میں اٹے چلیں گے اسی طرح میرے حضور ﷺ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ساتھیوں کے ساتھ ہی سب ایک ہی شان سے چلیں گے...... اب حضور ﷺ نے اپنے لمبے بالوں کا کیا بندوبست کیا؟

ہاں ہاں! شاہِ عرب نے اپنے سر کے بالوں کو ”تلبید“ کر لیا[1] ...... یہ ایک ایسا گوندنما مواد ہے کہ اسے سر مبارک پر لگا لیا تاکہ بال چپکے رہیں۔ گرد وغبار پڑے تو کم پڑے اور بال بکھرنے سے بھی بچ جائیں۔ اللہ کی قسم! سادگی اور عاجزی کی انتہا ہے جو میرے حضور ﷺ نے، شاہِ عرب نے دنیا کے سامنے نمونہ کے طور پر دکھائی ہے۔

بالوں میں خوشبو

میرے حضور ﷺ نے سر مبارک میں خوشبو بھی لگائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا چشم دید منظر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

”میں اللہ کے رسول ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔“[2]

قارئین کرام! یہ خوشبو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی لگائی تھی۔ تمام ازواج مطہرات آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

---

[1] بخاری: ۱۵٦٦۔ [2] مسلم: ۱۱۹۰۔

Marfat.com

احرام باندھتے ہوئے خوشبو لگانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ البتہ لبیک پکارنے کے بعد خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔ جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے خوشبو بھی لگالی۔

آیئے! اب اپنے پیارے حضور ﷺ کے احرام کی چادریں ملاحظہ کرتے ہیں۔

احرام کی چادریں

احرام دو ہی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک باندھنے والی اور ایک اوڑھنے والی...... لوگو! میرے حضور ﷺ نے یہ دو چادریں لیں، مگر یہ کیسی تھیں؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان چادروں کا حال بیان کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حج کے لیے جو:

((قَطِيفَةٍ تَسْوٰى أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ أَوْ لَا تُسْوٰى))

''چادریں لیں، وہ ایسی معمولی تھیں کہ ان کی قیمت چار درہم ہوگی بلکہ اتنی بھی نہ ہوگی۔'' [1]

قارئین کرام! سونے کا سکہ ''دینار'' ہوتا ہے۔ چاندی کا سکہ ''درہم'' ہوتا ہے۔ اللہ اللہ! شاہِ عرب نے اس قدر معمولی سی چادریں لیں کہ وہ چاندی کے چار درہم کی بھی نہ تھیں۔ پھر سارے عرب کے حکمران نے یہ چادریں پہن کر جو فرمایا، اب وہ ملاحظہ ہو!

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی لائے ہیں ...... ہمارے لیے یہ فرمان ہے اور اللہ کے دربار میں عاجزی اور انکسار کا شعار ہے۔ پیارے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! ملاحظہ کرو۔ اور حاجیو! غور وفکر کرو۔ فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حِجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَ لَا سُمْعَةَ))

''اے اللہ کریم! حج سے (تری سرکار میں حاضری مقصود ہے) دکھلاوا اور شہرت مقصود نہیں ہے۔'' [2]

---

[1] ابن ماجہ: ۲۸۹۰، اسنادہ حسن۔

[2] ابن ماجہ: ۲۸۹۰ اسنادہ حسن۔

Marfat.com

سواری کی نشست گاہ

قارئین کرام! حضور ﷺ کی سواری تو میرے حضور ﷺ کی اونٹنی ہی تھی مگر سواری پر بیٹھنے کی جو جگہ تھی، ذہن میں آتا ہے کہ اس نشست گاہ کو خوب آراستہ ہونا چاہیے کہ صحابہ تو جان چھڑکتے ہی تھے۔ اب تو سارا عرب زیرنگیں تھا، خوش حالی کا بھی موسم تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے بڑے دولت مند بھی تھے...... مگر میں قربان جاؤں میرے حضور ﷺ نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ نشست گاہ کو شاہی انداز سے سنوارنے نہیں دیا...... شاہی انداز تو دُور کی بات، معمول کے مطابق بھی نہ کرنے دیا بلکہ کیا کیا میرے حضور ﷺ نے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے جو حضور ﷺ کے اوّلین دن کے خادم ہیں، ان سے ہی سن لو، بتاتے ہیں!

((حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ))

''حضور نبی کریم ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر حج کیا۔'' (1)

قارئین کرام! آیئے...... اب میں آپ کو اگلا منظر دکھلاؤں۔

سواری اور لبیک

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی قسمت کے کیا کہنے! ملحان کی بیٹی غمیصاء کے مقدروں کے کیا کہنے...... ان کا خادم بیٹا انس رضی اللہ عنہ ہمارے پیارے حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ ہے۔ جتنا قرب انہیں حاصل ہے کسی اور کو کیسے حاصل ہو کہ وہ شاہِ عرب کے خادم ہیں...... خدمت گار حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((إِنِّي عِنْدَ ثَفِنَاتِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الشَّجَرَةِ))

''درخت کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی کے گھٹنوں کے پاس میں کھڑا تھا۔'' (2)

---

(1) ابن ماجه: ٢٨٩٠۔ اسناده حسن. (2) ابن ماجه: ٢٨٩٠.

Marfat.com

جی ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے آقا حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتے آئے ہیں۔ سامنے اونٹنی کھڑی ہے۔اب حضرت انس رضی اللہ عنہ اونٹنی کے اگلے گھٹنوں کے پاس کھڑے ہو گئے ہیں۔حضور ﷺ کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ سوار ہوں گے۔ نگاہ کبھی حضور ﷺ کے چہرے مبارک پر ہے اور کبھی رکاب پر پڑتی ہوگی کہ کب حضور ﷺ کا قدم مبارک اٹھتا ہے اور رکاب میں رکھا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رکاب کو بھی سیدھا کیا ہوگا کہ حضور ﷺ کا قدم مبارک اس میں رکھا جانے والا ہے۔قارئین کرام! دل کرتا ہے موتی پروتا ہی جاؤں، لکھتا ہی جاؤں۔ اک اک منظر پر آگے بڑھتا ہی جاؤں۔مگر طوالت کے خوف سے رُک جاتا ہوں ...... میں اپنا قلم روکتا ہوں پھر چلتا ہوں۔ اور اب چلتا ہوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف۔ وہ بھی حضور ﷺ کی سنتوں کے شیدائی ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں!

''جب حضور ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھ لیا اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے!

((أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ))

''ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس لبیک پکارا۔''[1]

''جب اونٹنی حضور ﷺ کو لے کر کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے یوں کہا! ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا)) ''حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک کا اِرادہ کرتا ہوں۔''[2]

قارئین کرام! حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں: یہ واقعہ حضور ﷺ کے وداعی حج کا ہے ...... یہ بھی عرض کر دوں کہ مسجد ذوالحلیفہ کو صحابہ ''مسجد شجرہ'' بھی کہتے تھے۔ یوں ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔

قارئین کرام! ذوالحلیفہ میں فرض نماز کا وقت ہو تو نماز ادا کریں اور احرام باندھ کر حج اور عمرے کی نیت کر لیں اور اگر فرض نماز کا وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل ادا کر کے احرام باندھنا

---

[1] بخاری: ۲۸۶۵. [2] ابن ماجه: ۲۹۱۷ اسناده صحیح.

Marfat.com

لازم نہیں ہے ...... ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ آپ مسجد میں جائیں، ''تحیۃ المسجد'' کے طور پر دو رکعت نفل پڑھیں اور احرام باندھ لیں ...... اب آیئے ...... واپس چودہ سو سال قبل اپنے آپ کو تصور کی دنیا میں ''ذوالحلیفہ'' لے چلیں۔

بیداء اور تلبیہ

میرے حضور ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قربانی بھی ساتھ لی ہے۔ نیت کا اظہار بھی بلند آواز سے کیا ہے۔ زبان سے اظہار صرف عمرہ اور حج کے لیے فرمایا ہے۔ یہ خاص ہے اور یہی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے تلبیہ کہنا شروع کیا ہے تو ہر طرف لبیک کی آوازیں گونج رہی ہیں ...... میرے حضور ﷺ تھوڑا سا چلے ہیں تو ریت کا ایک ٹیلا آ گیا ہے۔ میرے حضور ﷺ کی سواری اس پر چڑھ گئی ہے ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((فَلَمَّا عَلٰی حَبْلِ الْبَیْدَاءِ اَهَلَّ))

''حضور نبی کریم ﷺ جب بیداء میدان کے ریتلے ٹیلے کی بلندی پر پہنچے تو تلبیہ پکارا۔''[1]

اللہ اللہ! محسوس ہوتا ہے کہ میرے حضور ﷺ بلندی پر چڑھے تو قدرے بلند آواز سے تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔ مولا کریم کے دربار میں حاضری کا اعلان کرنا شروع کر دیا ...... کہ مولا! تیرے دربار میں۔ تیری سرکار میں حاضر ہیں۔ حاضر ہیں ...... حاضری کے لیے جا رہے ہیں ...... آیئے! اب تلبیہ کے الفاظ ملاحظہ کرتے ہیں جو میرے حضور ﷺ کی پاک زبان سے ادا ہوئے۔

تلبیہ کے الفاظ

((لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ))

---

[1] ابو داود: ١٧٧٤.

Marfat.com

''حاضر ہو گیا۔ اے میرے اللہ! میں حاضر ہو گیا۔ میں حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں۔ تعریف بھی آپ کی۔ نعمت بھی آپ کی طرف سے اور بادشاہی بھی جناب باری تعالیٰ کی۔ کوئی شک نہیں کہ آپ کا کوئی بھی شریک نہیں۔'' ❶

جبریل علیہ السلام اور لبیک

اللہ اللہ! عجب نظارہ ہے ...... تا حد نظر ...... چاروں طرف صحابہ ہی صحابہ ...... ایک ہی ہے آوازہ ...... لبیک لبیک کا ہے نعرہ ...... قدرے محسوس ہوا ہے ذرا سا ...... آواز ہوئی ہے آہستہ ...... اور ساتھ ہی جناب جبریل علیہ السلام آ گئے ہیں۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ مُرْ اَصْحَابَكَ فَلْیَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِیَةِ فَاِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میرے پاس جناب جبریل علیہ السلام آئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے: اے محمد! اپنے صحابہ کو حکم دے دیجیے کہ وہ لبیک کی اپنی آوازوں کو بلند کریں کیونکہ لبیک لبیک کہنا حج کے شعار (علامت) میں سے ہے۔'' ❷

پتھر، درخت بھی

اللہ اللہ! مدینہ سے مکہ تک کیا سماں ہے کہ حاجی لبیک پکارتے ہیں تو جواب میں ریگستانوں کا ذرہ ذرہ لبیک لبیک پکارتا ہے۔ پہاڑوں کا ہر پتھر لبیک لبیک پکارتا ہے۔ ہر درخت اور پودا لبیک لبیک پکارتا ہے۔

---

❶ مسلم: ١١٨٤. ❷ ابن ماجه: ٢٩٢٣ (صحيح).

Marfat.com

حاجیو! یہ منظر کشائی کس نے کی؟ میرے حضور ﷺ نے فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُّلَبٍّ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ مِنْ شَجَرٍ وَ حَجَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعُ الْاَرْضُ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا))

''لبیک کہنے والا جو بھی لبیک کہتا ہے اس کے دائیں بائیں کے تمام درخت اور پتھر اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں، یہاں تک کہ دائیں بائیں سے زمین ختم ہو جاتی ہے۔''[1]

قارئین کرام! ابن ماجہ میں ''مَدَرٌ'' کا اضافہ ہے یعنی ہر اینٹ خواہ وہ کچی ہے یا پکی، مٹی کی ہے یا پتھر کی، وہ بھی لبیک کہتی ہے۔ اللہ اللہ! معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں جب حاجی لبیک پکارتے ہیں تو ساری زمین کا ذرہ ذرہ حاجی کے سنگ ہو جاتا ہے اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتا ہے۔ ''لَا شَرِيْكَ لَكَ'' کہہ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتا ہے۔ شرک سے براءت کا اظہار کرتا ہے...... سبحان اللہ!

میرے حضور ﷺ نے جب دائیں بائیں کا ذکر کر کے ساری زمین کا تذکرہ کیا تو اس میں زمین کا ہر ذرّہ شامل ہو گیا...... درخت، پتھر اور اینٹ کا بطور خاص ذکر فرما دیا...... یوں ثابت یہ ہوا کہ جو حاجی بحری جہاز میں حج پر جاتا ہے تو سمندر کے پانیوں کا قطرہ قطرہ لبیک کہتا ہے۔ وہ فضاؤں میں سفر کرتا ہے تو فضاؤں اور ہواؤں کا ذرہ ذرہ...... وہ ایٹم ہو یا اس کا ذیلی ذرہ الیکٹران...... ہگز بوزون یعنی خدائی ذرہ ہو یا کوئی اور...... سب ذرات لبیک لبیک پکارتے ہیں...... حاجیو! خوش ہو جاؤ۔ بلند آواز ہو جاؤ۔ مزے مزے سے تلبیہ کہو۔ توحید کا ترانہ گاؤ...... تم اکیلے نہیں ہو۔ فضا کا ہر ذرّہ سمندر کا ہر قطرہ اور زمین کا ذرہ ذرہ تمہارا ہم زبان ہے۔

---

[1] ابن خزيمة: ٢٦٣٤ اسناده صحيح۔ ابن ماجه: ٢٩٢١ اسناده حسن.

Marfat.com

حج کا زیور

قرآن میں ''زینت'' کا لفظ ۱۹ مرتبہ آیا ہے...... پانچ مرتبہ کا تعلق خواتین سے ہے۔ مراد ان کا زیور ہے۔ اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے بھی زینت کا لفظ استعمال فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ''زینت'' کا جملہ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا۔ کیسے؟ ذرا ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

((وَ اِنَّمَا زِیْنَۃُ الْحَجِّ التَّلْبِیَۃُ))

''بلاشبہ حج کی زینت تو لبیک لبیک پکارنا ہے۔''[1]

جی ہاں! جس طرح سونے (GOLD) کا زیور عورت کا حسن ہے اسی طرح لبیک کہنا حج کا حسن ہے۔ جس طرح چاندی اور سونے کی انگوٹھی میں ہیرے کا ''نگ'' ہے اسی طرح حج کا نگ تلبیہ ہے......لوگو! جس طرح اپنے حسن اور زینت کو نکھارنے کے لیے صابن اور شیمپو استعمال کیا جاتا ہے اور وہ میل کچیل صاف کر دیتا ہے، اسی طرح لبیک میں "لا شریك لك" کا بول شرک کی میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے، زینت کو نکھار دیتا ہے، حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے......جس نے تلبیہ پکار کر شرک کی میل کچیل کو نہ اتارا اور توحید کے زیور کو نہ پہنا وہ زینت سے محروم رہا۔ وہ اس حسن، خوب صورتی اور جمال سے تہی دامن رہا کہ جسے حضور ﷺ نے حج کی زینت قرار دیا...... حج کا زیور قرار دیا...... آیئے! حج اور عمرے کا احرام باندھ کر بلند آواز سے تلبیہ کہتے جائیں۔ لبیک پکارتے جائیں۔ حسین بنتے جائیں۔ خوب صورت بنتے جائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

قارئین کرام! "لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ" کی آوازیں وادیوں میں......ٹیلوں پر......

[1] مسند احمد: ۱۸۷۰ قال شعیب صحیح.

Marfat.com

پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلند ہو رہی ہیں ...... حضور ﷺ کا قافلہ چلا جا رہا ہے۔ لیجیے یہ ایک وادی آ گئی۔ اک پرانا منظر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوا...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں:

''ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جا رہے تھے۔ ہمارا ''وادی ازرق'' سے گزر ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھ لیا!

((اَیُّ وَادٍ ھٰذَا))

''یہ وادی کون سی ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یہ ''وادی ازرق'' ہے۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام وَ ھُوَ ھَابِطٌ مِّنَ الثَّنِیَّۃِ))

''مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں وہ ایک ٹیلے سے اتر رہے ہیں۔''

((وَاضِعًا اُصْبُعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ لَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ مَارًّا بِھٰذَا الْوَادِیْ))

''اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دیے ہوئے ہیں۔ لبیک لبیک کہتے اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس وادی سے گزر رہے ہیں۔'' [1]

اللہ اللہ! ''وادی ازرق'' میں مولا کریم نے اپنے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ کو صدیوں پہلے کا منظر دکھلا دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا ہوا نظارہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلا دیا...... معلوم یوں ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول ﷺ اپنے سارے کام نبٹا کر اپنے اللہ کی طرف جا رہے ہیں...... اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جب مصر سے وادی سینا میں آ گئے، وہاں جب اپنی قوم میں کئی سال بسر کرنے کے بعد اپنے کارِ نبوت کی ذمہ داریوں سے

---

[1] مسلم: ١٦٦۔ ابن ماجہ: ٢٨٩١۔ مسند احمد: ١٨٥٤۔ صحیح ابن خزیمۃ: ٢٦٣٣ صحیح۔

Marfat.com

فارغ ہونے لگے تو وادی سینا سے اللہ کے گھر کی جانب چل دیے...... کیا والہانہ انداز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ٹیلے سے اتر رہے ہیں، کانوں میں انگلیاں دیے ہوئے ہیں اور لبیک لبیک پکار رہے ہیں۔ جب کانوں میں انگلیاں دے کر ترانہ پڑھا جاتا ہے تو خود کو بھی خوب مزا آتا ہے۔ اپنے ترنم کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے تو مؤذن اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر اذان کہتے ہیں...... اسی لیے تو قاری حضرات کانوں پہ ہاتھ رکھ کر تلاوت کرتے ہیں۔ خود بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور سامعین بھی جھوم جھوم جاتے ہیں...... ہاں ہاں! اللہ کے لاڈلے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ''توحیدی ترانہ'' پڑھتے جا رہے ہیں اور لطف اندوز ہوتے جا رہے ہیں...... ان کا ایمان افروز منظر مولا کریم اپنے پیارے آخری رسول ﷺ کو دکھلا رہے ہیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ!

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ یہاں سے پھر ہم عازمِ سفر ہوئے۔ چلتے چلتے ہم ایک گھاٹی میں پہنچے۔ حضور ﷺ نے پوچھا!

((اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذَا))

''یہ گھاٹی کون سی ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ یہ ''ھَرْشٰی'' گھاٹی ہے۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَآءَ عَلَیْہِ جُبَّۃُ صُوْفٌ، خِطَامُ نَاقَتِہٖ خَلِیَّۃٌ مَارًّا بِھٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا))

''مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں۔ انہوں نے اونی جبہ پہن رکھا ہے۔ ان کی اونٹنی کی مہار چھوٹی ہوئی ہے اور اس وادی میں لبیک لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔''[1]

---

[1] صحیح ابن خزیمۃ: ۲۶۳۳ صحیح۔ مسلم: ۱۶۶۔ ابن ماجہ: ۲۸۹۱۔

Marfat.com

قارئین کرام! مسند احمد میں مزید تفصیلی جملے یوں ہیں کہ اونٹنی کے بال سرخ گھنگھریالے ہیں۔ لگام ایسی رسّی کی ہے جو کھجور کی چھال سے بٹی ہوئی ہے۔

اللہ اللہ! میرے مولا کریم نے ''وادی ھرشی'' میں ایک دوسرا منظر اپنے حبیب اور خلیل حضرت محمد کریم ﷺ کو دکھلایا اور ایسا صاف شفاف اور واضح دکھلایا کہ حضور ﷺ پوری تفصیل سے بیان فرما رہے ہیں...... لبیک کہتے ہوئے حضرت یونس علیہ السلام کا والہانہ پن بتلا رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی اونٹنی کی لگام کو چھوڑ رکھا تھا اور لبیک لبیک پکار رہے تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام عراق کے علاقے ''نینویٰ'' میں بھیجے گئے تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت کو جب قوم نے نہ مانا اور اللہ کے عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو یونس علیہ السلام اپنے اللہ سے اجازت ملنے کے بغیر ہی چل دیے۔ اُدھر قوم نے اللہ سے معافی مانگی اور اللہ نے عذاب ٹال دیا۔ جب وہ کشتی میں بیٹھے تو کشتی کا توازن خراب ہو گیا۔ ملاح کہنے لگا کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکل کھڑا ہوتا ہے اور میری کشتی میں بیٹھتا ہے تو کشتی کا توازن خراب ہو جاتا ہے، لہٰذا ایسا کوئی شخص یہاں موجود ہے تو وہ خود ہی سمندر میں اتر جائے تاکہ باقی مسافر بچ جائیں۔ یہ سن کر حضرت یونس علیہ السلام کو خیال آیا کہ وہ اللہ سے اجازت ملنے کے بغیر پہلے ہی قوم کو چھوڑ آئے ہیں۔ یوں ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے سمندر میں چھلانگ لگا دی...... ایک بڑی مچھلی نے انہیں نگل لیا۔

وہاں سمندر کی تہ میں بیٹھی مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ سے فریاد کی!

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۸۷)

''مولا کریم! آپ کے سوا کوئی بھی مشکل دُور نہیں کر سکتا۔ آپ پاک ذات ہیں۔ زیادتی کا ارتکاب تو مجھی سے ہوا ہے۔''

قارئین کرام! اللہ نے فریاد سنی اور مچھلی نے کنارے پر نمودار ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو خشکی پر اتار دیا...... وہ اپنی قوم کے پاس پہنچے...... جی ہاں! ان کی قوم تو اب ایمان والی بن چکی تھی...... حضرت یونس علیہ السلام کعبے کی زیارت کو چلے۔ نینویٰ سے مکہ آئے اور پھر واپس اپنی

Marfat.com

قوم میں چلے گئے۔ وہیں ان کی قبر مبارک آج بھی موجود ہے۔

ذی طویٰ میں رات

میرے حضور ﷺ کا قافلہ چلا آ رہا ہے۔ آٹھ راتیں راستے میں گزاریں۔ اب قافلہ شام کے قریب ''ذی طویٰ'' کے مقام پر پہنچ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ:

''حضور ﷺ نے رات ''ذی طویٰ'' میں گزاری، حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔'' ❶

انہی کی روایت کے مطابق ''حضور ﷺ نے یہاں فجر کی نماز ادا کی اور غسل فرمایا۔'' ❷

مزید بتلاتے ہیں: ''دن چڑھے مکہ میں داخل ہوئے۔'' ❸

دایاں بازو ننگا

اللہ اللہ! چلتے چلتے میرے حضور ﷺ اب بیت اللہ شریف میں تشریف لے آئے ہیں۔ اس گھر کے بارے میں میرے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا سُمِّیَ الْبَیْتُ الْعَتِیْقُ لِاَنَّہٗ لَمْ یَظْھَرْ عَلَیْہِ جَبَّارٌ))

''کعبہ کو (قرآن میں اللہ کی طرف سے) بیت العتیق (قدیم گھر) اس لیے کہا گیا ہے کہ کوئی جابر و ظالم اس پر قابض نہیں ہو سکا۔'' ❹

جی ہاں! حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ!

((اِنَّ النَّبِیَّ طَافَ مُضْطَبِعًا وَ عَلَیْہِ بُرْدٌ))

''حضور نبی کریم ﷺ پر چادر تھی۔ آپ ﷺ نے دایاں کندھا مبارک ننگا کر لیا اور طواف (کا آغاز) فرمایا۔'' ❺

قارئین کرام! دایاں کندھا ننگا کرنے کو ''اضطباع'' کہا جاتا ہے۔ یہ میرے حضور ﷺ

---

❶ بخاری: ۱۵۷٤.
❷ بخاری: ۱۵۷۳.
❸ مسلم: ۱۲۵۹۔ ابو داود: ۱۸٦۵.
❹ ترمذی: ۳۱۷۰ و قال حسن صحیح.
❺ ترمذی: ۸۵۹ (حسن).

Marfat.com

کی سنت ہے۔ عمرہ کرتے ہوئے بھی یہ لازم ہے اور حج کرتے ہوئے صرف افتتاحی طواف میں سنت ہے جسے ''قدوم'' کہا جاتا ہے۔

جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے اپنی اوڑھی ہوئی چادر مبارک کے پلو کو اپنی دائیں بغل مبارک کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے مبارک پر ڈال دیا۔ میرے حضور ﷺ کا کندھا مبارک ننگا ہو گیا...... یہ انداز دشمنوں کے لیے قوت کا اظہار ہے تو اپنے رب کریم کے ہاں عاجزی و انکساری کا اظہار ہے کہ سر بھی ننگا ہے، کندھا بھی ننگا ہے۔ دو اَن سلی چادریں ہیں اور رب کے گھر کے طواف کا آغاز ہونے لگا ہے...... آغاز تو حجر اسود سے ہوتا ہے لہٰذا میرے حضور ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا اب بات حجر اسود کی کرتے ہیں۔

نوٹ: ......طواف کے دوران میں ''تلبیہ'' پکارنا بند کر دیں۔ پیارے رسول ﷺ کی یہی سنت ہے۔ جی ہاں! حاضری لگ گئی اب اللہ سے باتیں کرنے کا موقع ہے۔

جنت کے نورانی یاقوت

''حجر اسود'' اور ''مقام ابراہیم'' جنت کے نورانی یاقوت ہیں۔ ان کی چمک دمک کا نظارہ پیارے حضور ﷺ کی مبارک زبان سے ملاحظہ ہو۔ فرمایا!

((إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))

''بلاشبہ حجر اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو ایسے یاقوت ہیں کہ اللہ نے ان کے نور کو ختم کر دیا اور اگر کہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کی نورانی چمک دمک کو ختم نہ کرتے تو مشرق و مغرب کے درمیان سارا جہان چمک اٹھتا۔'' [1]

---

[1] ترمذی: ٨٨٧ (صحیح)۔ ابن خزیمة: ٢٧٣١ (حسن لغیره).

Marfat.com

جنتی پتھر

معزز حاجیو! حجر اسود کس قدر بابرکت پتھر ہے اس کے بارے میں میرے حضور ﷺ کا ایک اور فرمان ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

((نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ))

''حجر اسود جب جنت سے آیا تھا تو وہ دودھ سے بڑھ کر سفید تھا، مگر آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا۔'' ❶

قارئین کرام! معلوم ہوا ہم گناہ گار لوگ پتھر کو چومتے جاتے ہیں وہ ہمارے گناہوں کو اپنے اندر جذب کرتا چلا جاتا ہے اور کالا ہوتا چلا جاتا ہے...... یوں اس پتھر کو ''گناہ چوس'' پتھر بھی کہا جا سکتا ہے...... یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ مولا کریم نے ہمارے گناہوں کو ختم کرنے کے لیے حجر اسود کو جنت سے اتارا ہے...... اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بات ملاحظہ ہو۔ وہ بتلاتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

((إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطُّ الْخَطَايَا))

''حجر اسود'' اور ''رکن یمانی'' پر ہاتھ پھیرنا غلطیوں کو مٹا ڈالتا ہے۔'' ❷

قیامت کے دن گواہی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الرُّكْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَ لِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ))

---

❶ ترمذی: ۸۸۷ (صحیح).

❷ صحیح ابن خزیمة: ۲۷۲۹، اسناده حسن.

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ''حجر اسود'' کو اٹھا کر کھڑا کر دیں گے۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ جس کسی نے بھی حق کے ساتھ اسے چھوا ہو گا وہ اس کی گواہی دے گا۔'' ❶

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک اور روایت ملاحظہ کریں۔ بتلاتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِهٰذَا الْحَجَرِ لِسَانٌ وَّ شَفَتَيْنِ يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقٍّ))

''کوئی شک نہیں قیامت کے دن اس پتھر کی ایک زبان ہو گی اور دو ہونٹ ہوں گے۔ اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اسے چھوا ہو گا۔'' ❷

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی اب ایک تیسری روایت ملاحظہ ہو۔ بتلاتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

((لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنْ يَّسْتَلِمُهٗ بِحَقٍّ))

''قیامت کے دن حجر اسود اس شکل میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے بولے گا۔ وہ اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے اسے حق کے ساتھ چوما یا چھوا ہو گا۔'' ❸

قارئین کرام! امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حدیث کے یہ الفاظ بھی لائے ہیں کہ:

((وَاِنَّمَا سَوَّدَتْهُ خَطَايَا الْمُشْرِكِيْنَ))

''حجر اسود کو مشرکین کی شرکیہ حرکتوں نے کالا کر دیا۔'' ❹

---

❶ ابن خزیمه: ۲۷۳۵ "صحیح لغیره".
❷ صحیح ابن خزیمة: ۲۷۳۶ (اسناده حسن).
❸ ابن ماجه: ۲۹۴۴ (اسناده حسن).
❹ ابن خزیمة: ۲۷۳٤.

Marfat.com

اللہ اللہ! ثابت ہوا کہ جو شخص شرک سے بچ گیا اور حق کے ساتھ یعنی توحید کے عقیدہ کے ساتھ حجر اسود کو چوما یا اسے چھوا تو اس کے حق میں حجر اسود گواہی دے گا...... چونکہ حجر اسود اللہ کی توحید کا علم بردار ہے اس لیے عقیدۂ توحید والا جب اسے چومتا ہے تو سونے پر سہاگے والا معاملہ بن جاتا ہے۔

اے اللہ کریم! ہمیں حق یعنی عقیدۂ توحید کے ساتھ حجر اسود چومنے اور چھونے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین!)

حجر اور نفع نقصان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں یقیناً حضور ﷺ کے مندرجہ بالا فرامین تھے جس کی وجہ سے انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کیا اور چومتے ہوئے کہنے لگے:

((أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّی رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ وَلَوْلَا أَنِّی رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ))

''اللہ کی قسم! بات تو یہی ہے کہ میں بخوبی جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے۔ نہ تو کوئی نقصان دے سکتا ہے اور نہ فائدہ ہی پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تجھے چومتے اور چھوتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چھوتا اور نہ چومتا۔''[1]

اللہ اللہ! یہ ہے حق کے ساتھ چومنا...... یہ ہے توحید کے عقیدے کے ساتھ چھونا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے فرامین کا مطلب سمجھا دیا...... نو مسلموں پر بھی واضح کر دیا وہ کہ جو فتوحات سے دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے تھے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھنے لگ جائیں کہ ہم اپنے دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تو یہاں بھی کوئی پتھر ہے جو نفع و نقصان

---

[1] بخاری: ١٥٠٦۔ مسلم: ١٢٧٠۔

Marfat.com

دے سکتا ہے۔ جی ہاں! واضح کر دیا گیا کہ حجر اسود حج اور عمرے کی ایک علامت اور شعار ہے۔ اس کو چومنا اور چھونا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ باقی حجر اسود نہ مشکل کشا ہے، نہ حاجت روا ہے، نہ لج پال ہے، نہ غم ٹال ہے۔

کمزور کو تکلیف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قد آور اور قوت والے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

((یَا عُمَرُ إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِيَ الضَّعِيفَ إِنْ وَجَدْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَإِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ فَهَلِّلْ وَكَبِّرْ))

''اے عمر! تم ایک طاقت ور آدمی ہو۔ حجر اسود کے پاس زور آزمائی نہ کرنا کہ کسی کمزور کو تکلیف پہنچا بیٹھو۔ اگر گنجائش دیکھو تو چوم لو وگرنہ اس کے سامنے ہو جاؤ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر چلتے جاؤ۔''[1]

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے کمزوروں کا کس قدر خیال کیا ہے کہ طاقت وروں کے لیے ایک نصیحت چھوڑ دی کہ یہاں زور آزمائی مت کرو۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور دیگر کمزور لوگوں کا خیال کرو۔ اے حاجیو! اگر ثواب کے حصول کی خاطر کمزوروں کو تکلیف پہنچ گئی اور ثواب و گناہ برابر ہو گئے تب زور آزمائی کا کیا فائدہ ہوگا؟ اور اگر کسی کو تکلیف زیادہ پہنچ گئی تو خسارہ بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

طواف کا آغاز

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بیت

---

[1] مسند احمد: ۱۹۰ قال شعیب حسن و رجاله ثقات۔

Marfat.com

اللہ شریف کا طواف کیا۔ اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ آپ ﷺ جب بھی حجر اسود کے پاس آتے تو آپ کے پاس جو چیز ہوتی اس سے اشارہ کرتے اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے۔ ❶ اسی طرح ایک روایت کے مطابق اے حاجیو! یوں بھی کہہ سکتے ہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ))

''اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔'' ❷

اے حاجیو! معلوم یہ ہوا کہ حجر اسود کے سامنے آ کر آپ تین انداز سے اپنے اللہ کو یاد کر سکتے ہیں:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

(۲) اَللّٰهُ اَكْبَرُ

(۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

یاد رہے! اللہ کے رسول ﷺ نے ((اَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ)) ''وضو کیا پھر طواف کیا۔'' ❸ لہٰذا باوضو ہو کر طواف کرنا لازم ہے۔ اگر وضو نہ رہے تو وضو کر کے وہیں سے جہاں سے چھوڑا شروع کر دیا جائے۔

چھونا اور چومنا

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ آپ ﷺ اپنے عصا کو حجر اسود سے لگاتے تھے پھر اسے چوم لیتے تھے۔ ❹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حجر اسود کو اپنا ہاتھ مبارک لگایا اور ((ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ)) پھر اپنے اس (دائیں) ہاتھ کو چوم لیا۔ ❺

---

❶ بخاری: ۱٦۱۳. ❷ مسند احمد مع الفتح الربانی: ۱۲/٦۷.
❸ بخاری: ۱٦۱٤. ❹ مسلم: ۱۲۷٥۔ ابو داود: ۱۸۷۹۔ ابن ماجه: ۲۹٤۹.
❺ مسلم: ۱۲٦۸.

Marfat.com

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اگر لاٹھی حجر اسود کو چھو جائے یا ہاتھ لگ جائے تو اسے چومنا سنت ہے۔ حضور ﷺ کا طریقہ ہے کہ حجر اسود کے ساتھ لگے ہوئے ہاتھ کو چوم لیا جائے لیکن اگر ہاتھ نہ لگ سکے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق کہ اللہ کے رسول ﷺ اونٹ پر سوار تھے، جب بھی حجر اسود کے پاس آتے تو اس کی جانب (ہاتھ یا لاٹھی کا) اشارہ کر دیتے۔ [1]

جی ہاں! صرف اشارہ کرتے اور ہاتھ یا لاٹھی کو چومتے نہ تھے...... سبحان اللہ! ہاتھ یا لاٹھی نے حجر اسود کو ٹچ نہیں کیا تو حضور ﷺ نے چوما بھی نہیں۔ حاجیو! میرے حضور ﷺ کے طریقے کو پلے باندھ لو۔

اونٹ پر طواف کا سبب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کعبے کے گرد اپنی سواری پر طواف کر رہے تھے۔ حجر اسود کو (عصا کے ساتھ دُور سے) اس لیے چھو رہے تھے کہ!

((كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ))

''آپ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ لوگوں کو آپ سے دُور ہٹایا جائے۔'' [2]

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کی طبیعت مبارک میں اپنے پیروکاروں سے کس قدر ہمدردی ہے، مزاج مبارک میں کس قدر پیار ہے کہ چاہنے کے باوجود پیدل اس وجہ سے طواف نہیں کرتے کہ لوگوں کو مجھ سے دُور ہٹایا جائے گا اور یہ بات گوارا نہیں۔ لہٰذا میرے حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں سوار ہو کر طواف کیا کہ میرے اردگرد میرے ساتھ رہیں گے، میں انہیں دیکھتا رہوں گا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ:

''وداعی حج کے موقع پر حضور ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو سوار

---

[1] بخاری: ۱۶۱۲۔ [2] مسلم: ۱۲۷۳۔

Marfat.com

ہو کر اس لیے طواف کیا کہ آپ سب لوگوں سے اونچے رہیں گے تو لوگ آپ سے مسائل پوچھ سکیں گے۔ چنانچہ لوگوں نے حضور ﷺ کو گھیر رکھا تھا۔" ❶

اے حاجیو! ذرا غور تو کرو۔ شاہِ عرب حضرت محمد کریم ﷺ کو اپنے کلمہ پڑھنے والوں کا کس قدر خیال ہے کہ ان کی سہولتوں کو مدنظر رکھتے چلے جا رہے ہیں...... اس قدر کہ حجر اسود کو بھی چوما نہیں، بس اشارہ کر لیا۔ صدقے اور قربان ایسے پیکرِ رحمت رسول کریم ﷺ پر کہ جو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا قدم قدم پر خیال رکھتے ہیں...... باقی صحابہ رضی اللہ عنہم جو پیدل طواف کر رہے تھے وہ پہلے تین چکر دوڑ دوڑ کر لگا رہے تھے اور باقی چار چکر عام رفتار سے لگا رہے تھے کہ حضور ﷺ کا یہی طریقہ ہے۔ جب آپ ﷺ وداعی حج سے پہلے یہاں صرف عمرہ کے لیے تشریف لائے تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ!

"اللہ کے رسول ﷺ نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک تین چکر دوڑ کر لگائے تھے اور باقی چار چکر (عام رفتار سے) چل کر لگائے تھے۔" ❷

نوٹ:...... پہلے تین چکروں کے لیے حدیث میں "رمل" کا لفظ آیا ہے۔

رکن یمانی کو چھونا

حاجیو! میرے حضور ﷺ چلتے چلتے رکن شامی کے پاس آئے اور اسے چھوئے بغیر گزر گئے۔ حطیم کے اوپر سے چکر لگاتے ہوئے "رکن عراقی" کے پاس آئے، اسے بھی چھوئے بغیر گزر گئے...... جی ہاں! اب میرے حضور ﷺ "رکن یمانی" کے پاس تشریف لے آئے تو وہاں رک گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں!

"میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو (شامی اور عراقی رکنوں کو) چھوتے نہیں دیکھا۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے ہوئے دیکھا۔" ❸

---

❶ مسلم: ۱۲۷۳۔ ❷ مسلم: ۱۲۶۱۔
❸ بخاری: ۱۶۰۹۔

Marfat.com

جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے ''رکن یمانی'' کو صرف ٹچ کیا ہے۔ ہاتھ لگایا ہے۔ پڑھا کچھ نہیں۔ نہ ٹچ کر کے ہاتھ مبارک ہی کو چوما ہے...... اور حضور ﷺ میرے آگے بڑھ گئے ہیں۔ آیئے! اگلا منظر ملاحظہ ہو!

دو رُکنوں کے درمیان دُعا

میرے حضور ﷺ جب رکن یمانی کو چھو کر آگے بڑھے تو حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا!

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۝﴾ (البقرۃ: ۲۰۱)

''اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرما دیجیے اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما دیجیے اور آگ کی سزا سے محفوظ فرما لیجیے۔''[1]

حاجیو! میرے حضور ﷺ اب حجر اسود کے پاس تشریف لے آئے، اشارہ فرمایا اور پہلا چکر مکمل ہو گیا۔

ایک چکر کو ''شوط'' کہتے ہیں۔ آیئے! اب آگے بڑھتے ہیں!

ہر لمحہ نماز

جب سورج طلوع ہو رہا ہو تو نماز پڑھنا منع ہے۔ جب غروب ہو رہا ہو یا نصف النہار یعنی سورج سر پر ہو تو نماز ادا کرنا منع ہے۔ مگر! اللہ کے گھر کعبہ کا یہ اعزاز ہے کہ نہ یہاں سورج پوری طرح نکلنے کا انتظار ہے نہ پوری طرح غروب ہونے کا انتظار ہے اور نہ دوپہر کو زوال ہی کا انتظار ہے۔ یہاں تو ہر لمحہ نماز کا وقت ہے۔ میرے حضور ﷺ نے فرمایا!

[1] ابو داود: ۱۸۹۲.

Marfat.com

((لَا تَمْنَعُوْا أَحَدًا يَطُوْفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ))

''اس گھر کا طواف کرنے سے کسی بھی وقت کسی کو مت روکو۔ رات اور دن کی جس گھڑی میں جو جب چاہے نماز پڑھے۔'' (1)

قارئین کرام! طواف کرتے ہوئے جب نماز کا وقت ہو جائے تو طواف چھوڑ کر نماز باجماعت ادا کیجیے اور پھر نماز کے بعد جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر لیجیے۔ اسی طرح طواف کے دوران میں قرآن کی تلاوت کیجیے، دعائیں کیجیے یا اذکار کرتے جائیں، یہ آپ کی مرضی ہے۔ حسب ضرورت بات بھی کر سکتے ہیں۔ یوں اپنے سات چکر مکمل کر لیجیے۔

چمٹنے کا مقام

بیت اللہ شریف کے جس مقام پر چمٹا جاتا ہے یا چھا ڈالا جاتا ہے اسے ''ملتزم'' کہا جاتا ہے۔ یہ مقام حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہاں اپنا سینہ کعبہ کے ساتھ لگایا، اپنا چہرہ رکھا، اپنے بازو پھیلائے اور اپنی ہتھیلیوں کو پھیلا کر رکھا اور کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا۔ (2)

اے حاجیو! اللہ کے رسول ﷺ نے مندرجہ بالا عمل فتح مکہ کے موقع پر کیا تھا۔ آپ کو طواف کے دوران میں موقع ملے تو یہاں چمٹ کر آہ و زاری کے ساتھ اپنے مولا کریم سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیے، دُعائیں کیجیے۔

غلاف اور چابی

اے حاجیو! فتح مکہ کی بات چلی ہے تو مجھے اس روز رونما ہونے والے دو مناظر یاد آ گئے

(1) ابو داود: ١٨٩٤۔ ترمذی: ٨٦٨ اسناده صحيح.

(2) ابو داؤد: ١٨٩٩۔ وقال الألبانی حسن.

Marfat.com

ہیں۔ انصاری سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ابوسفیان رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں۔ انصاری سردار کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا کہ آج کا دن خوں ریزی کا دن ہے۔ آج کعبہ میں بھی امن نہ مل سکے گا...... یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو فرمایا:

((هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ))

"آج کا دن تو وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیں گے اور یہ وہ دن ہے کہ کعبہ کو غلاف اوڑھایا جائے گا۔"[1]

حاجیو! فاتح ہو کر بھی سراپا امن، سراپا محبت اور سراپا رحمت و شفقت ہیں تو میرے حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ آیئے! اب میں آپ کو دوسرا منظر دکھلاؤں۔ ملاحظہ کرتے جاؤ اور میرے حضور ﷺ کی پُر رحمت ذات گرامی پر درود و سلام بھیجتے جاؤ۔

جن دنوں میرے حضور ﷺ مکہ میں اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کعبے کے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے چابی مانگی۔ مقصد یہی تھا کہ کعبے میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ سے مناجاتیں کروں ...... آپ کا خاندانی مقام بھی واضح تھا کہ کعبہ کے متولی تو بنو عبدالمطلب تھے۔ مگر محض توحید کی دشمنی میں عثمان بن طلحہ نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ معروف سیرت نگار اور مؤرخ واقدی لکھتے ہیں کہ عثمان بن طلحہ نے چابی مانگنے پر برا بھلا بھی کہا اور زبان بھی سخت اور نازیبا استعمال کی ...... یہ انداز دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے کہا:

((يَا عُثْمَانُ لَعَلَّكَ تَرٰى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِيْ أَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ))

"اے عثمان! لگتا ہے ایک ایسا دن آنے والا ہے اس روز تو دیکھنے والا ہے کہ یہی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا اسے دوں گا۔"

جواب میں عثمان کہنے لگا: وہ دن آیا تو قریش کی ذلت اور بربادی کا دن ہوگا۔ اس پر

---

[1] بخاری: ٤٢٨٠.

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((بَلْ عَمِرَتْ وَ عَزَّتْ يَوْمَئِذٍ))

''بالکل بھی نہیں! وہ دن تو قریش کی عزت اور پھلنے پھولنے کا دن ہوگا۔''

اے حاجیو! کعبہ کے دروازے کے پاس سے گزرنے والو! قریب کھڑے ہونے والو، سنہری دروازہ دیکھنے والو، گولڈن تالا ملاحظہ کرنے والو...... آج وہ دن آ گیا ہے کہ میرے حضور ﷺ اسی دروازے کے پاس تشریف فرما ہیں۔ مکہ کے فاتح ہیں۔ چابی میرے حضور ﷺ کے مبارک اور فاتح ہاتھ میں ہے۔ عثمان بن طلحہ بھی قریب کھڑے ہیں۔ اب مسلمان ہو چکے ہیں۔ ماضی کا منظر میرے حضور ﷺ کے ذہن میں بھی ہے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت میں بھی محفوظ ہے۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سوچتے ہوں گے کہ کہیں حضور ﷺ ماضی کی بات نہ شروع کر دیں۔ مگر میرے حضور ﷺ تو ایسی باتوں سے بہت ہی بلند اور ارفع تھے۔ ماضی پر کسی کو شرمندہ کرنا...... یہ تو میرے حضور ﷺ سے کوسوں دُور تھا...... بہرحال! مؤرخین اور سیرت نگار لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چابی مانگی کہ حاجیوں کو ''سقایہ'' یعنی زم زم پلانے کی ذمہ داری کے ساتھ کلید برداری کا شرف بھی مل جائے...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ چابی طلب فرمائی۔ مگر واقدی اور سیرت نگار اس موقع پر جو منظر دکھلاتے ہیں، اللہ کی قسم! اس آسمان کے نیچے معلوم انسانی تاریخ نے نہ یہ منظر دیکھا اور نہ دکھا سکی اور نہ قیامت تک دکھلا سکے گی...... ہاں ہاں! منظر کچھ یوں بنا کہ میرے حضور ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا:

((هَاكَ مِفْتَاحُكَ يَا عُثْمَانُ اَلْيَوْمُ يَوْمُ بِرٍّ وَّ وَفَاءٍ ، خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً ، لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ))

''یہ لو! بھئی اپنی چابی سنبھال لو۔ آج کا دن تو احسان کرنے کا دن ہے۔ عہد کے وفا کا دن ہے۔ لو! ہمیشہ کے لیے ہی لے لو۔ تم سے صرف ظالم ہی یہ چابی

Marfat.com

چھینے گا۔''[1]

قارئین کرام! اس سند میں اگرچہ ضعف ہے مگر تواتر اور تسلسل کا تاریخی عمل اس ضعف کو کس قدر طاقت ور بناتا ہے کہ یہ چابی پندرھویں صدی میں داخل ہو چکی ہے اور آج بھی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے۔ آج بھی وہی کلید بردار ہیں۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے چابی دیتے ہوئے واحد کا صیغہ استعمال نہیں کیا، جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ مطلب یہ کہ یہ چابی عثمان رضی اللہ عنہ کی نسلوں میں رہے گی۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ مندرجہ بالا واقعہ لائے ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سات چکر لگا کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور جب دروازے پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے چابی طلب فرمائی۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضور ﷺ کعبے میں داخل ہوئے۔ وہاں سے باہر تشریف لائے تو قرآن کا یہ مقام تلاوت فرما رہے تھے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النساء: ٥٨)

''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں انہی کے سپرد کرو جو امانتوں کو اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔''

اے حکمرانو! حج کے لیے آ کر حاجی بننے والو! میرے حضور ﷺ نے کمال کر دیا۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس چابی ایک ہی بات تھی۔ میرے حضور ﷺ نے نہیں دی۔ دونوں حق دار تھے اور میرٹ پر تھے مگر میرے حضور ﷺ نے میرٹ کو اپنا نبوی میرٹ دیا۔ احسان کو حسن عطا فرمایا۔ نیکی کو نیکی کا لباس پہنایا۔ اس وقت جب قرآن پڑھتے ہوئے چابی اس کو لوٹائی جس نے میرے حضور ﷺ کو چابی دینے سے انکار کیا تھا۔ ذمہ دار بننے والو! کعبہ کا تالا دیکھتے جاؤ اور عزم کرتے جاؤ کہ حق دار کو اس کا حق دیں گے۔ دل کی

---

[1] المغازی للواقدی: ٢/٣٣٨۔ معجم الکبیر للطبرانی: ٨٣٩٥۔ مجمع الزوائد للهیثمی: ٦/١٧٧۔ المصنف لعبد الرزاق: ٥/٨٣، ٨٤۔ ابن هشام: ٤/٦١، ٦٢.

Marfat.com

رنجش کو رکاوٹ نہ بننے دیں گے۔ میرٹ کا خیال کریں گے۔ اقربا پروری کے قریب نہ جائیں گے...... اور اگر عادتیں نہ گئیں تو حاجیو! کعبہ کا دروازہ تو تم نے دیکھا مگر میرے حضور ﷺ کا اسوہ تمہارے دل میں دروازہ نہ بنا سکا، تالا نہ کھول سکا، چابی نہ لگا سکا تو ایسا دل ہے کس کام کا...... اللہ کی قسم! پتھر ہے جو یہاں آ کر بھی موم نہ بن سکا۔ دل یقیناً کعبہ کے دروازے کے پاس ملتزم سے چمٹا مگر اس کے وال بند کے بند ہی رہے، تو چمٹنے کا کیا فائدہ؟...... مولا کریم! ہمارے بند دلوں کو چابی لگا کر دل کا دروازہ کھول دے اور حضور ﷺ کے پاک اور مبارک کردار کی کستوری اس میں بھر دے۔ (آمین یارب العالمین!)

طواف کا ثواب

اے مولا کریم کے مہمانو! آپ نے سات چکر پورے کر لیے۔ جس جگہ آپ چلتے رہے اس کو ''مطاف'' کہتے ہیں، یعنی طواف کرنے کی جگہ...... آپ نے یہاں ''مطاف'' میں جو جو قدم اُٹھایا اور پھر سات چکروں پر مشتمل اپنا طواف مکمل کیا تو کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کتنا بڑا نفع حاصل کر لیا؟

پیارے مہمانو! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنتے ہیں، وہ بتلاتے ہیں! میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا، فرما رہے تھے:

((مَنْ طَافَ أُسْبُوْعًا يُحْصِيْهِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهٗ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ وَمَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَمًا وَّلَا وَضَعَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ حُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّآتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ.)) [1]

''جس نے گن کر سات چکروں پر مشتمل طواف کر لیا پھر دو رکعت نماز ادا کر لی، اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب مل گیا، اور طواف کرنے والے نے جو قدم اُٹھایا اور رکھا اس پر دس نیکیاں ہیں، دس غلطیاں معاف ہیں اور دس

---

[1] مسند احمد: ٤٤٦٢۔ ابن خزیمة: ٢٧٥٣۔ ترمذی: ٩٥٩ قال الألبانی صحیحٌ.

Marfat.com

درجے بلند کر دیے جاتے ہیں۔''

رب کریم کے مہمانو! اللہ نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا...... ایسا کہ کمال ہی کر دیا:

۱۔ قدم اُٹھانے پر دس نیکیاں

۲۔ قدم واپس مطاف کی زمین پر رکھا اور دس نیکیاں

۳۔ یوں ایک قدم اُٹھانے اور رکھنے پر بیس نیکیاں

۴۔ دونوں قدم شمار ہوں تو چالیس نیکیاں

۵۔ اس حساب سے چالیس غلطیوں کی معافیاں

۶۔ اور اسی حساب سے چالیس درجات کی بلندیاں

۷۔ دو پاؤں اُٹھانے اور رکھنے پر دو سیکنڈ لگتے ہیں

۸۔ اللہ اللہ! دو سیکنڈز میں ۱۲۰ بھلائیاں

۹۔ دو منٹوں میں ہزاروں نیکیاں

۱۰۔ اب سات چکروں کا حساب لگالیں، بھلائیاں ہی بھلائیاں

۱۱۔ اور آخر پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب۔ (سبحان اللہ!)

اللہ کے مہمانو! عمرہ اور حج سے جب فارغ ہو جائیں تو نفلی طواف کرتے چلے جائیں۔ سات چکر اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت پڑھتے چلے جائیں اور نیکیوں کے بریف کیس بھر بھر کر اللہ کے بینک میں رکھواتے چلے جائیں...... ایک وہ سامان ہے جو واپس گھروں میں لائیں گے، اور ایک وہ سامان ہے جو رب کریم کے پاس جمع کروا آئیں گے۔ ''مبارک ہو مبارک!'' اور آیئے! اب ساتویں اور آخری چکر پر حجر اسود کو چوم کر یا اشارہ کر کے مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلیں کہ میرے حضور ﷺ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر تشریف لائے۔

Marfat.com

مقامِ ابراہیم

مولا کریم فرماتے ہیں:

﴿فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ﴾ (آل عمران: ۹۷)

''اللہ کے گھر میں واضح نشانیاں ہیں۔ (ان نشانیوں میں) ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ (تو بہت ہی نمایاں نشان ہے۔)''

قارئین کرام! اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان جسے ہم بیان کر چکے، اس فرمان کے مطابق ''مقام'' یعنی مقامِ ابراہیم علیہ السلام بھی جنت کا یاقوت ہے۔ اللہ نے اس کے نور کو ختم کر دیا۔ اگر یہ نور ختم نہ ہوتا تو مشرق سے مغرب تک سارا جہان روشن ہو جاتا...... اس سے معلوم ہوا کہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا وہ بھی جنت سے آیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اس مقام کو ایک نمایاں نشان قرار دیا ہے۔ اللہ نے اس پتھر کو محفوظ رکھا۔ قیامت تک محفوظ رہے گا (ان شاء اللہ)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ۱۲۵)

''ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بناؤ۔''

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر آئے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ:

''اللہ کے رسول ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اور بیت اللہ شریف کے درمیان کیا۔ دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ پہلی رکعت میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی اور دوسری رکعت میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ پڑھی۔''[1]

اللہ کے مہمانو! اللہ کے رسول ﷺ نے مقامِ ابراہیم کو نہ چوما، نہ ہاتھ سے چھوا۔ بس

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۴.

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کے پاس کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرمائی۔ آپ بھی نماز ادا کریں، مگر یہ یاد رکھیں کہ دایاں کندھا اب ننگا نہ رہنے دیں، اسے ڈھانپ لیں۔ اس پر بھی چادر اوڑھ لیں اور نماز ادا کریں۔ سبق یہی ملتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح توحید کی دعوت دی، اس دعوت کے لیے قربانیاں دیں، ہم بھی اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کو اختیار کرتے ہوئے جس طرح توحید کی دعوت دی اور قربانیاں دیں ہم بھی اسی طرح اپنے پیارے حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ دو رکعتوں میں پڑھی جانے والی سورتوں کے پیغام کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔

زم زم

اے اللہ کے مہمانو! طواف کرنے کے بعد آپ یقیناً تھک گئے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی گرمی بھی مشہور ہے۔ پیاس بھی لگ گئی ہے۔ جس کے مہمان ہو، جس کے گھر میں آئے ہو، اس مولا میزبان نے آپ لوگوں کو پانی پلانے کا بندوبست فرما رکھا ہے، لٰہذا زم زم کے پاس چلے جاؤ۔ یہ پانی دنیا کا سب سے بہترین پانی ہے، مبارک پانی ہے۔ "اسے خوب سیر ہو کر پیو۔ سر میں ڈالو۔" [1] طبیعت میں فرحت اور جسم میں توانائی آ جائے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ اِنَّھَا طَعَامُ طُعْمٍ))

"برکت والا پانی ہے۔ خوراک کی جگہ بھی کام دیتا ہے۔" [2]

مزید فرمایا:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ مِنْہُ .))

---

[1] مسند احمد مع الفتح الربانی: ١٢/ ٧٢۔

[2] مسلم: ٢٤٧٣.

Marfat.com

"زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہ (اللہ کی رضا سے) پوری ہو جاتی ہے۔"❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہی اس انداز سے بھی روایت مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.))

"زم زم کا پانی اس (نیت ومقصد) کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے۔"❷

قارئین کرام! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ جب کوئی زم زم کا پانی پینے لگے تو کعبہ کی طرف منہ کرے، اللہ کا نام لے (یعنی بسم اللہ پڑھے)، تین سانسوں میں پیے اور خوب سیر ہو کر پیے۔ جب پی چکے تو اللہ کا شکر کرے (یعنی الحمد للہ کہے)، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: "ہمارے اور منافقوں کے درمیان (پہچان کے لیے) یہ علامت ہے کہ وہ زم زم سیر ہو کر نہیں پیتے۔"❸

اے اللہ کے مہمانو! یہاں آئے ہو۔ خوب رج کے سیر ہو کر پیو اور جب واپس گھروں میں جاؤ تو ساتھ بھی لے جاؤ۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ اپنے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زم زم کا پانی اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں اور بتلاتی ہیں کہ ((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَحْمِلُهُ)) "اللہ کے رسول ﷺ بھی اُٹھا کر ساتھ لے جایا کرتے تھے۔"❹

اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامٌ مِّنَ الطُّعْمِ وَ شِفَاءٌ مِّنَ السَّقْمِ))

"زمین پر بہترین پانی زم زم ہے۔ یہ خوراک بھی اور بیماری سے شفا بھی ہے۔"❺

---

❶ مسند احمد: ۱۴۹۱۰۔ ❷ ابن ماجہ: ۳۰۶۲۔ (حسن)

❸ ابن ماجہ: ۳۰۶۱ (حسن)۔ ❹ ترمذی: ۹۶۳۔ (صحیح)

❺ معجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۱۶۷۔ سلسلة الصحیحة: ۱۰۵۶۔

Marfat.com

صفا کے پاس

قارئین کرام! ہمارے پیارے حضور حضرت محمد کریم ﷺ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعتیں ادا فرمالیں۔ اگلا منظر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"اللہ کے رسول ﷺ بیت اللہ شریف کی طرف دوبارہ چل دیے۔ حجر اسود کا استلام فرمایا اور پھر صفا والے دروازے سے نکل کر صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔ جب صفا کے قریب ہوئے تو قرآن کا یہ مقام پڑھا:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللَّهِ ج﴾ (البقرہ: ۱۵۸)

"بلاشبہ صفا اور مروہ (پہاڑیاں) اللہ کی علامات (نشانیوں) میں سے ہیں۔"

اور پھر فرمایا:

((أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ.))

"میں اسی (صفا پہاڑی) سے (سعی) شروع کرتا ہوں جیسے اللہ تعالیٰ نے (آیت کا) آغاز صفا سے کیا۔"

اب اللہ کے رسول ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور آپ ﷺ کی نظر مبارک بیت اللہ شریف پر پڑی۔ آپ ﷺ نے کعبہ کو دیکھا اور اللہ کی توحید کے گن گانے لگے۔ اللہ کی عظمت کے تذکرے کرنے لگے۔ یوں فرمانے لگے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.)) [1]

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ واحد کے سوا کوئی بھی بندگی کے قابل نہیں کہ جس

Marfat.com

نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندے (محمد کریم ﷺ) کی مدد فرمادی اور تمام لشکروں اور جتھوں کو اس اکیلے نے ہی شکست سے دوچار کر دیا۔'' ❶

اے اللہ کے مہمانو! مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آپ نے بھی دو رکعتیں ادا کر لیں۔ اس کے بعد صفا کی طرف جاتے ہوئے اگر ممکن ہو تو حجر اسود کا دوبارہ استلام کر لیں یعنی ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لیں یا بوسہ دے لیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ کا اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس صفا کی جانب چلیں، پہاڑی پر چڑھیں، کعبہ کی طرف دیکھیں اور تین بار ''اللہ اکبر'' دعائیہ انداز میں کہیں اور مندرجہ بالا دعا تین بار پڑھیں، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں یہی بتلایا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دُعا تین بار پڑھی۔ یاد رہے! یہ موقع اور مقام دعاؤں کا ہے، ہاتھ اُٹھائیے اور جی بھر کر اپنے اللہ سے مانگیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

((فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ بِمَا شَآءَ اَنْ يَّذْكُرَهٗ وَيَدْعُوْهُ.))

''اللہ کے رسول ﷺ نے (صفا پر) اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا، پھر اللہ نے جو توفیق دی اس کے مطابق اللہ کا ذکر کیا اور اللہ سے دُعائیں کیں۔'' ❷

یاد رہے! امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا اس کا عنوان رکھا: ''صفا پر دعا مانگتے ہوئے دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا'' لہٰذا دونوں ہاتھ اُٹھا کر اپنے رحیم و کریم اور حلیم مولا سے خوب مانگیے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ ایک دوسری سند کے ساتھ اسی حدیث کو جن الفاظ کے ساتھ لائے ہیں وہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں:

((فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْهُ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ.))

''حضور ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ بلند کیے۔ اللہ کی تعریف کرنے لگے، اس سے مانگنے لگے، جیسے اللہ نے چاہا۔''

---

❶ مسلم: ١٢١٨۔ ابن ماجه: ٣٠٧٤.

❷ صحيح ابن خزيمة: ٢٨٥٨.

Marfat.com

سعی یعنی دوڑ

میرے پیارے حضور ﷺ اب صفا سے چل پڑے ہیں۔ جب (دو سبز نشانات کے) درمیان میں گئے تو حضور ﷺ دوڑنے لگ گئے، سعی کرنے لگ گئے۔ اس پیارے منظر کا نقشہ مکہ کی ایک خاتون بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا کھینچتی ہیں۔ وہ بتلاتی ہیں:

((اِطَّلَعْتُ مِنْ كَوَّةٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ .))

''میں نے صفا مروہ کے درمیان اپنے گھر کی کھڑکی سے جھانکا تو!

((فَاشْرَفْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَإِذَا هُوَ يَسْعٰى .))

''حضور نبی کریم ﷺ پر نظر پڑ گئی، آپ اس وقت دوڑ رہے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے:

((اِسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْىَ .))

''دوڑ لگاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کرنا فرض کر دیا ہے۔''

((فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ يَدُوْرُ الْإِزَارُ حَوْلَ بَطْنِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ وَفَخِذَيْهِ .)) [1]

''میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ تیز دوڑنے کی وجہ سے آپ کی تہبند والی چادر آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر گھوم رہی تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے گورے پیٹ مبارک کو بھی دیکھا اور آپ کی رانوں کی سفیدی بھی دیکھی۔''

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ اپنے مولا کریم کے مہمان بنے ہیں۔ وداع حج سے پہلے کسی عمرے پر مہمان بنے ہیں۔ یہاں کنٹرول مشرکین مکہ کا تھا۔ خاتون بھی اس وقت مشرکہ تھیں۔ وہ خود بتلاتی ہیں کہ ہمارا یہ دور جاہلیت کا تھا۔ اس خاتون کا گھر قریب تھا اور اس نے کھڑکی سے جھانک کر یہ منظر دیکھا، بعد میں یہ مسلمان ہو گئیں۔ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا جنہوں

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ٢٧٦٤ حديث صحيح و رجاله ثقات.

Marfat.com

نے یہ منظر دیکھا، اپنی بیٹی بنت شیبہ کو یہ منظر بتلایا۔ بنت شیبہ نے یہ بات اپنی بیٹی نُبَیَّہ کو بتلائی۔ نُبَیَّہ بی بی نے یہ منظر اپنے بیٹے عبداللہ کو بتلایا۔ اور پھر یہ روایت امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اپنی صحیح میں لائے۔ میں کہتا ہوں کیا خوب صورت اتفاق ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دوڑ رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے دوڑنے کا منظر بھی ایک قریشی خاتون نے ہی کھینچا۔ الغرض! اللہ کے رسول ﷺ پھر آہستہ ہو کر چلنے لگے اور مروہ پہاڑی پر پہنچ گئے۔

مروہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ سعی کر کے حضور ﷺ مروہ پہنچے تو مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا آخری چکر مروہ پر ختم ہوا۔ ❶

قارئین کرام! مروہ پر شاہِ عرب حضرت محمد کریم ﷺ موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہیں موجود ہیں۔ وہ اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے بتلاتے ہیں:

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ''مروہ'' پر دیکھا۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے۔ لوگوں کا رش اور بھیڑ آپ کے گرداگرد تھی۔ مگر!

((اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يُدَعُّوْنَ وَلَا يُكْرَهُوْنَ.)) ❷

''لوگوں کو دھکے دے کر ہٹایا نہیں جا رہا تھا اور نہ ان کے ساتھ زور زبردستی ہی کی جا رہی تھی۔''

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے اپنے ''اسوۂ حسنہ'' سے یہ سبق دے دیا کہ کوئی حکمران یا اہم شخصیت موجود ہو، اس کے گرد دیکھنے کو لوگ جمع ہوں، تو ان کو ہٹایا نہ جائے۔ ہاں! دھکم پیل کی صورت بن جائے یا سکیورٹی کا مسئلہ ہو تو لوگوں کو محبت و پیار اور اخلاق سے سمجھایا

---

❶ صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ ❷ صحیح مسلم: ۱۲٦۵۔

Marfat.com

جائے اور راستہ بنایا جائے۔

عمرے کی تکمیل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''مروہ پر جب حضور ﷺ کے (سات) چکر پورے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنے معاملے میں وہ بات پہلے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور اس (طواف اور سعی) کو عمرہ بنا دیتا، لہٰذا تم میں سے جس کے ہمراہ ہدی (یعنی قربانی کا جانور) نہیں ہے، اسے چاہیے کہ احرام کھول دے اور (طواف اور سعی) کو عمرہ بنا لے۔ چنانچہ سب لوگوں نے احرام کھول دیے، بال کٹوا لیے۔ صرف اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا نہیں کیا اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا نہیں کیا جو اپنی قربانیاں اپنے ساتھ (گھر سے) لائے تھے۔'' [1]

قارئین کرام! رواج یہی چلا آ رہا تھا کہ حج کے دنوں میں صرف حج ہوا کرتا تھا اور باقی دنوں میں عمرہ۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے حج کے دنوں میں عمرہ کو بھی حج میں داخل فرما دیا۔ چنانچہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ کے میقات یعنی ذوالحلیفہ سے چلے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یوں کہا:

((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجَّةً .)) [2]

''عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔''

اب اللہ کے رسول ﷺ جب سعی کے ساتویں چکر پر مروہ تشریف لائے تو عمرہ کے اعمال مکمل ہو گئے۔ یہاں بال کٹوا لیے یا منڈوا لیے تو عمرہ پورا ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ قربانی اپنے ساتھ مدینہ منورہ سے ہی لائے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

---

[1] ابن ماجہ: ۳۰۷۴۔ صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ [2] صحیح مسلم: ۱۲۵۱۔

Marfat.com

بتلاتے ہیں کہ ہم!

''۴ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کرلیں، صفا مروہ کی سعی کریں اور یہ کہ حج کو عمرہ بنالیں، اس کے بعد احرام کھول دیں۔ ہاں! وہ لوگ ایسا نہ کریں جن کے پاس قربانی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے ہمراہ قربانی کا جانور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے۔ ان کے ہمراہ بھی قربانی کے جانور تھے۔'' [1]

اسی موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بات بتلاتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا (عمرہ اور حج کو اکٹھا کرنے کا حکم) کہ جو مجھے بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور جس وقت (مروہ پر) لوگوں نے احرام کھولا تو میں بھی ضرور ان کے ساتھ احرام کھول دیتا۔'' [2]

قارئین کرام! قربانی کا جانور ہمراہ ہو تو عمرہ اور حج اکٹھے ہو جاتے ہیں، اس لیے ایسے حج کو ''قران'' کہتے ہیں۔ ''قران'' کے معنی مل جانے کے ہیں۔ یوں اللہ کے رسول ﷺ کا حج ''قران'' ہو گیا اور باقی لوگوں کا حج کہ جن کے ہمراہ قربانی نہ تھی ''تمتع'' ہو گیا۔ یہ ''متاع'' کے لفظ سے ہے۔ اس کا مطلب ''فائدہ اُٹھانا ہے''۔ وہ اس طرح کہ مروہ پر عمرہ مکمل ہو گیا۔ قربانی ہمراہ لائی نہیں گئی لہٰذا احرام کھول دیا۔

جی ہاں! اب حج کا احرام ذوالحجہ کے مہینے کی آٹھ تاریخ کو باندھا جائے گا۔ حج تمتع کرنے والا چونکہ عمرہ کر کے احرام کھول چکا ہے لہٰذا وہ آٹھ تاریخ کی صبح احرام باندھے گا۔

---

[1] صحیح بخاری: ۷۲۳۰۔

[2] صحیح بخاری: ۷۲۲۹۔

Marfat.com

''حج قران'' والے کا احرام کھلا ہی نہیں، وہ بھی ۸ ذوالحجہ کو حج کے لیے روانہ ہو جائے گا۔ ''حج افراد'' یعنی صرف حج ہی کا احرام باندھنے والا بھی اسی تاریخ کو روانہ ہو گا۔ مکہ میں جو حاجی جہاں ٹھہرا ہوا ہے وہیں سے احرام باندھ کر روانہ ہو گا۔ ممکن ہو تو غسل کر لے، خوشبو لگا لے اور "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ حَجًّا" کہہ کر حج کے لیے ''منیٰ'' کے میدان کی طرف چل پڑے، تلبیہ کہنا شروع کر دے۔

۸ ذوالحجہ

۸ ذوالحجہ کے دن کو "يَوْمُ التَّرْوِيَة" کہا جاتا ہے۔ "تَرْوِيَةٌ" کے معنی سیرابی کے ہیں۔ یعنی عرب کے لوگ اونٹوں وغیرہ کو خوب پانی پلا لیتے تھے تاکہ حج کے دنوں میں انہیں پیاس نہ لگے۔ خود بھی پانی وغیرہ ہمراہ لے لیتے تھے۔ اس لیے اس دن کو ''سیرابی کا دن'' کہا جاتا ہے۔ یہی دن حج کے لیے روانگی کا دن ہے۔

میرے پیارے حضور ﷺ اسی دن حج کے لیے روانہ ہوئے۔ قافلے در قافلے میرے حضور ﷺ کے ہمراہ منیٰ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ فضاؤں میں "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" کی صدائیں ارتعاش پیدا کر رہی ہیں، حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ ''منیٰ'' میں تشریف لے آئے ہیں۔

منیٰ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں ''منیٰ'' میں ظہر کی نماز ادا فرمائی، عصر کی پڑھائی، مغرب کی پڑھائی، عشاء کی پڑھائی (رات یہیں گزاری)، اور پھر صبح کی نماز پڑھائی۔ [1]

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے ''منیٰ'' میں نماز

---

[1] صحيح مسلم: ۱۲۱۸۔

Marfat.com

پڑھی۔ بہت دنیا تھی۔ آپ ﷺ نے وداعی حج میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ ❶

جی ہاں! میرے حضور ﷺ نے منٰی میں ہر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھائی، قصر نماز پڑھائی۔ اہل مکہ نے بھی قصر ہی پڑھی۔ حضور ﷺ نے انہیں نہیں کہا کہ تم پوری پڑھو۔ اللہ اللہ! مکہ والے بھی مسافر، باہر والے بھی مسافر...... سب یک رنگ۔ لباس میں، ترانے میں، نماز میں ایک ہی رنگ، ایک ہی سنگ، میرے حضور ﷺ سے ہم آہنگ۔

نو ذوالحجہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق ''منٰی'' ہی میں اللہ کے رسول ﷺ نے رات گزاری۔ صبح ہوگئی تو نمازِ فجر ادا فرمائی۔ فجر کی نماز کے بعد حضور ﷺ ٹھہرے رہے، حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا۔ اب آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ''نمرہ'' میں (بکری کے بالوں کا بنا ہوا) خیمہ گاڑ دیا جائے۔ ❷

غلط خیال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اب ''منٰی'' سے چل پڑے۔ قریش کو یقین تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ''مشعر حرام'' کے مقام سے آگے نہیں جائیں گے، یا زیادہ سے زیادہ ''مزدلفہ'' کے مقام تک جائیں گے، جیسا کہ دورِ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے (کہ عام لوگ عرفات تک جاتے تھے مگر قریش نہیں جاتے تھے)۔

((فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ .)) ❸

''مگر اللہ کے رسول ﷺ چلتے رہے، حتیٰ کہ عرفات میں پہنچ گئے۔''

قارئین کرام! قربان جاؤں اپنے پیارے رسول ﷺ پر کہ آپ نے امتیازات کا

---

❶ صحیح مسلم: ٦٩٦. ❷ صحیح مسلم: ١٢١٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٧٤.

❸ مسلم: ١٢١٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٧٤.

Marfat.com

خوب خوب خاتمہ فرمایا۔ قریش کے خیال کو غلط کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو برتر سمجھتے تھے اور "مشعر الحرام" سے ہی واپس آ جاتے تھے جب کہ باقی عام حاجی عرفات میں جاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ حضور ﷺ بھی قریشی ہیں، آپ یہیں سے واپس ہو جائیں گے اور عام لوگ عرفات جائیں گے۔ مگر "رحمۃ للعالمین" حضرت محمد کریم ﷺ نے ان کا خیال غلط کرتے ہوئے سبق دے دیا کہ خاندانی طور پر تو ٹھیک ہے کہ میں قریشی ہوں مگر میں اپنی اُمت کے ساتھ ہوں، ہر مسلمان کے ساتھ ہوں۔ عبادت میں کوئی امتیاز نہیں۔ سب اللہ کے بندے ہیں۔ سب ایک جیسے ہیں۔ امتیازات ختم ہیں۔ سب عرفات میں جائیں گے۔ (سبحان اللہ! سبحان اللہ!، الحمد للہ)

نَمِرَہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ (عرفات میں پہنچنے سے قبل راستے میں) نمرہ کے مقام پر تشریف لائے تو اپنی سواری سے اُترے۔ یہاں آپ ﷺ نے دیکھا کہ (آپ ﷺ کے دیے ہوئے حکم کے مطابق) نمرہ میں خیمہ لگایا جا چکا تھا۔ آپ ﷺ خیمے میں تشریف لے گئے، وہیں آرام فرما رہے، حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔ آفتاب کے زوال پذیر ہونے کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے حکم دیا۔ قصواء اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس پر سوار ہوئے اور "نمرہ" کی وادی کے نشیب میں تشریف لائے۔ یہاں آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ [1]

اے حاجیو! "نمرہ" کی وادی میں جہاں میرے حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، وہاں اب مسجد بنا دی گئی ہے۔ اسے "مسجد نمرہ" کہا جاتا ہے۔ کوشش کرو اس مسجد میں جگہ مل جائے۔ یہاں جگہ نہ مل سکے تو "وادی نمرہ" میں ہی ٹھہرے رہو اور خطبہ سنو۔ آیئے! اب میں آپ کو وہ خطاب بتلاؤں جو میرے حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہاں ڈیڑھ لاکھ کے قریب

---

[1] صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۴۔

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں اور حضور ﷺ ان سے مخاطب ہیں۔ فرمایا:

حضور ﷺ کا خطبہ

''لوگو! تم لوگوں کے خون، عزتیں اور تمہارے اموال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح احترام والے ہیں جس طرح تمہارا آج کا یہ دن احترام والا ہے، تمہارا حج کا یہ مہینہ احترام والا ہے اور تمہارا یہ شہر مکہ احترام والا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! جاہلیت کے رسوم و رواج کی ہر رسم میرے قدموں تلے کچل دی گئی ہے۔ جاہلیت کے دور میں جو خون بہائے گئے ان کے بدلے ختم کر دیے گئے ہیں۔ اور اپنے قتل ہونے والے افراد کے خونوں میں سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کا خون ہے جو دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو سعد کے قبیلے میں پرورش پا رہا تھا۔ اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا...... سن لو! جاہلیت کے زمانے کا جو سود ہے اس کا لین دین بھی ختم کر دیا گیا ہے، اور پہلا سود جس کا لینا میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارے کا سارا ختم ہے۔ لوگو! عورتوں کے حقوق کی پامالی میں اللہ سے ڈر جاؤ!! تم نے انہیں بیویاں بنایا ہے تو اللہ کی امان (ذمہ داری) کے ساتھ بیویاں بنایا ہے (یعنی انہیں امن و سکون سے رکھو گے)۔ تم نے ان کی عزت کو اپنے لیے حلال کیا ہے تو اللہ کے نام پر کیا ہے۔ ہاں! ان عورتوں کے ذمے تمہارے بھی حقوق ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جس شخص کو تم پسند نہیں کرتے یہ عورتیں ایسے لوگوں کو تمہارے بستر پر بیٹھنے نہ دیں۔ اگر وہ یہ حرکت کریں (یعنی نوبت بری حرکتوں تک پہنچ جائے) تو انہیں (درست کرنے کے لیے) مار سکتے ہو۔ مگر ایسی مار مت مارنا جس سے نشان پڑ جائے ...... یاد رکھو! ان عورتوں کا تمہارے ذمے حق ہے کہ تم لوگ مناسب طریقے سے ان کی ضروریاتِ زندگی اور لباس فراہم کرو ...... یہ حقیقت بھی ذہن نشین کر لو کہ میں نے تمہارے درمیان وہ چیز (نعمت) چھوڑ دی ہے کہ تم لوگ مضبوطی کے ساتھ اسے تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے...... اور وہ شے اللہ کی کتاب ہے۔ باقی تم لوگوں سے (اللہ کی طرف سے) میرے بارے میں بھی (قیامت کے دن)

Marfat.com

پوچھا جائے گا۔ بتلاؤ تو ذرا تب کیا کہو گے؟ اس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم (بیک آواز) کہنے لگے: ہم گواہی دیں گے کہ آپ (ﷺ) نے (مکمل دین) پہنچا دیا، اپنا فریضہ ادا کر دیا اور اُمت کی خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائی اور پھر اسے لوگوں کی طرف جھکا دیا اور تین بار اللہ کو مخاطب کر کے عرض کیا:

((اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ)) [1]

''اے اللہ جی! گواہ رہنا۔''

قارئین کرام! انسان کی زندگی سے متعلق اہم چیزیں دو ہی ہیں: ایک جان ہے اور دوسرا مال ہے۔ صدقے قربان جاؤں! جان کے بدلے کو معاف کیا تو آغاز اپنے خاندان سے کیا۔ جن سے سود وصول کرنا تھا اس مال کو ختم کرنے کا اعلان کیا تو آغاز اپنے خاندان سے کیا۔

اے حکمرانو! حکمرانی کا انداز سیکھو، شاہِ عرب سے سیکھو۔ آغاز کرو برائیوں کے خاتمے کا تو اپنے گھر سے کرو، اپنے خاندان سے کرو۔ وادی نمرہ میں حضور ﷺ کے خطاب جیسا خطاب اپنی قوم سے کرو۔

اور اے حاجیو! انسانی حقوق پورے کرنے کا عزم کرو۔ کتاب وسنت کو دین بنانے اور اسی پر کاربند رہنے کا عہد کرو۔ مسجد نمرہ اور اس کی وادی میں یہ اسباق لے کر واپس جاؤ تو پھر ہے حج کرنے کا مزا اور لطف۔

نماز

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد ''اَذَّنَ بِلَالٌ'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، پھر اقامت کہی اور اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) نے اقامت کہی اور اللہ کے رسول ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ دونوں نمازوں کے درمیان اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی نماز

---

[1] صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۴۔

Marfat.com

(سنت یا نفل) ادا نہیں فرمائی۔ ❶

قارئین کرام! حضرت جابر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر سوار ہو گئے اور قافلہ چل دیا۔ ❷ حاجیو! تم بھی چل پڑو۔ امام حج کا خطبہ سننے اور نمازیں پڑھنے کے بعد مسجد سے نکل جاؤ اور چلو اُدھر کو جدھر میرے حضور ﷺ تشریف لے گئے تھے۔ آپ اب عرفات میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ یاد رکھیے! اگر آپ پیچھے رہ گئے تو حج نہ ہوگا۔ حج تو عرفات میں "وقوف" یعنی ٹھہرنے سے ہوگا۔ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے اور وقف کرنے سے ہوگا۔

عرفات میں وقوف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ وقوف کی جگہ پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے (جبل رحمت کے دامن میں موجود) پتھریلی چٹانوں کی طرف اپنی اونٹنی کا پیٹ اور (پہلو) کیا اور جبل مشاۃ (کے ٹیلے) کو اپنے سامنے رکھا اور قبلے کی طرف اپنا چہرۂ مبارک کیا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر لگاتار وقوف کیے رہے (ذکر، اذکار اور دعا میں مشغول رہے)، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور تھوڑی سی سرخی بھی (آسمان کے کنارے پر سے) جاتی رہی۔ ❸

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں عرفات میں اللہ کے رسول کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا ((فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ)) "آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے۔" ❹

اے حاجیو! بعض حاجی حضرات "جبل رحمت" پر چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذرا سوچیں! وہاں لاکھوں کی تعداد میں حجاج کرام ہوتے ہیں۔ اگر سب وہاں چڑھنا شروع کر

---

❶ صحیح مسلم: ١٢١٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٧٤. ❷ مسلم: ١٢١٨.

❸ مسلم: ١٢١٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٧٤. ❹ نسائی: ٣٠١١ اسنادہ صحیح.

Marfat.com

دیں تو کیا ہوگا؟ یقیناً نقصان ہوگا۔ یاد رکھیے! وہاں چڑھنا ضروری نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے واضح کر دیا:

((عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))

''عرفات کا سارا میدان ہی وقوف کرنے کا مقام ہے۔''[1]

حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے ثابت ہوا کہ حاجی حضرات عرفات کے میدان میں اپنی سواریوں میں بیٹھے وقوف کر لیں۔ پیدل ہیں تو عرفات میں جہاں موجود ہیں وہیں بیٹھے کھڑے وقوف کر لیں...... لہٰذا اے حاجیو! غروب آفتاب تک دعائیں کیجیے۔ ہاتھ بلند کر کے اللہ سے مانگیے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کیجیے۔ اذکار کیجیے۔ اپنے مسلمان بھائیوں بہنوں کو یاد رکھیے۔ فوت شدگان کی مغفرت کے لیے التجا کیجیے۔ یہ قبولیت کا مقام ہے۔ قبولیت کی گھڑیاں ہیں۔ انتہائی قیمتی ہیں۔ زندگی میں بار بار نہیں ملتیں۔

بہترین دعا

اللہ اللہ! یہ جو عرفہ کا دن ہے، حج کے مہینے کی ۹ تاریخ ہے، عرفات کا مقام ہے، یہاں جو سب سے عالی شان اور بلند مرتبہ دعا ہے، اس کے بارے میں اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ بتلاتے ہیں کہ!

((خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .))

''بہترین دعا تو وہ دعا ہے جو عرفہ کے دن کی جائے۔ اور پھر اس دعا کے بہترین ہونے کے کیا کہنے کہ جسے میں نے بھی مانگا اور مجھ سے پہلے نبیوں نے بھی۔ (اور وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا

---

[1] نسائی: ۳۰۱۵۔ صحیح.

Marfat.com

ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔''[1]

اے حاجیو! خوش ہو جاؤ۔آپ ایسے میدان میں ہو جہاں نبیوں کے سردار حضرت محمد کریم ﷺ موجود تھے۔ جہاں انبیاء علیہم السلام کے قدم لگے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں تشریف لائے تھے۔حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی میدان میں ہیں، اپنے ساتھیوں کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ پیغام دینے کو بھیجا ہے کہ!

((کُوْنُوْا عَلٰی مَشَاعِرِکُمْ فَاِنَّکُمْ عَلٰی اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ))

''تم لوگ اپنی ان جگہوں پر ہو جہاں حج کے مناسک (طریقے) اختیار کیے جاتے ہیں۔کوئی شک نہیں کہ تم لوگ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت میں سے ورثہ حاصل کرنے والے ہو۔''[2]

اللہ اللہ! کیا بات ہے ان لوگوں کی جو حج کے مہینے کی ۹ تاریخ کو عرفات میں ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وارث بن رہے ہیں، ترکہ اور ورثہ حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے ہیں، حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام تشریف لائے ہیں، اور اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ یہاں کتنے نبیوں کے قدم لگے ہیں اور کس کس رسول اور نبی کے قدم لگے ہیں۔ یہاں ایک دیہاتی نے اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ کو دیکھا تو بے اختیار اس کی زبان سے نکلا "هٰذَا وَجْهٌ مُّبَارَكٌ" یہ برکتوں بھرا مبارک چہرہ ہے۔[3]

لہٰذا! اے حاجیو! ایسے پیارے رسول ﷺ اور انبیاء علیہم السلام والی دعا کیجیے کہ اس میں اللہ کی توحید اور تعریف ہے اور پھر باقی دعائیں کیجیے۔خوب خوب کیجیے۔وقوف ایسا کیجیے کہ بس یہاں اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دیجیے۔مولا کریم کے حوالے کر دیجیے۔

---

[1] ترمذی: ۳۵۸۵ اسنادہ حسن۔ [2] نسائی: ۳۰۱۴، اسنادہ صحیح۔

[3] ابو داؤد: ۱۷۴۲، (حسن)۔

Marfat.com

حج اور عرفہ

اللہ اللہ! یہ میدان میرے اللہ کو اس قدر محبوب ہے کہ جو یہاں حاضر ہونے سے رہ گیا، اس میدان سے باہر رہ گیا، وہ حج سے محروم ہو گیا۔ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ اَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ))

''یاد رکھو! حج تو عرفہ میں موجود ہونے کا نام ہے۔ لہٰذا جو شخص (یہاں پہنچنے سے لیٹ ہو گیا) اور اس نے ۹ اور ۱۰ ذوالحجہ کی درمیانی رات کو فجر سے پہلے پہلے کسی وقت میدان عرفات میں تھوڑے ٹائم کے لیے بھی وقوف کر لیا تو اس کا حج پورا ہو گیا۔''[1]

جی ہاں! لیٹ ہونے والوں کو ریلیف مل گیا، لیکن عرفات میں وقوف کے بغیر حج نہ ہو گا۔ یہاں وقوف فرض ہے۔ سعودی حکومت نے عرفات کے میدان کے چاروں طرف پیلے رنگ کے بورڈ لگا رکھے ہیں جو عرفات کی حدود کو واضح کرتے ہیں۔

اللہ کی توجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (عرفہ والوں کو عرفہ کی اہمیت بتلاتے ہوئے) آگاہ فرمایا!

((مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُوْا ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟))

---

[1] نسائی: ۳۰۱۶، اسنادہ صحیح.

Marfat.com

"عرفہ کے علاوہ اور کوئی دن ایسا نہیں کہ جس دن میں اللہ تعالیٰ اس کثرت کے ساتھ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمادے کہ جس قدر وہ عرفہ کے دن (اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے...... اور جنت میں داخلے کی سند عطا فرماتا ہے) اس روز تو اللہ تعالیٰ عرفہ والوں کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے اور پھر فرشتوں کے سامنے عرفہ والوں کی وجہ سے فخر فرماتا ہے اور فرشتوں سے سوال فرماتا ہے: ہاں جی! بتلاؤ تو ذرا اب...... یہ عرفہ والے کیا چاہتے ہیں؟"[1]

اللہ اللہ! میرے مولا نے عرفہ والوں کی طرف سے فرشتوں سے سوال کیا ہے کہ جو اس قدر دُور دُور سے آئے ہیں۔ اخراجات کر کے آئے ہیں۔ ایک ہی لباس اور ایک ہی زبان یعنی عربی میں ایک ہی ترانہ گاتے آئے ہیں۔ یہاں حاضر ہو گئے ہیں تو چاہتے کیا ہیں...... جی ہاں! سوال کے اندر ہی جواب ہے کہ یہ اپنے مولا کریم سے ملاقات، اس کا دیدار اور جنت چاہتے ہیں۔ حاجیو! میں کیا عرض کروں...... اللہ کی قسم! میرے مولا کریم کے سوال کے اندر ہی یہ جواب بھی موجود ہے کہ جن کا حج قبول ہو گیا، یہاں حاضری قبول ہو گئی، ان کے لیے دیدار بھی ہے، جنت بھی ہے۔

قوم پرستی کا خاتمہ

اے حاجیو! ہمارا رب کریم فرشتوں کے سامنے عرفہ والوں کو دیکھ کر فخر کا اظہار اس لیے کر رہے ہیں کہ تم نے کہا تھا: اس آدم علیہ السلام کو بنا کر کیا کرے گا، یہ تو زمین میں خون ریزی کرے گا، فساد مچائے گا...... ہاں ہاں! ایک باپ کی اولاد ہو کر...... یہ زبان کی بنیاد پر تکبر کرے گا اور عصبیت میں مبتلا ہو کر دوسری زبان بولنے والوں کو قتل کرے گا، اپنے علاقے سے نکالے گا، رنگ کی بنیاد پر یہی حرکت کرے گا، نسل کی بنیاد پر یہی اُودھم مچائے گا، برادری اور قبیلے کی اساس پر ایسی ہی مذموم حرکتیں کرے گا، علاقائی بنیاد پر لوگوں کو کاٹے گا، کھائے گا اور تلوار چلائے گا۔

---

[1] مسلم: ١٣٤٨.

Marfat.com

میرا اللہ فخر کر کے فرما رہا ہے...... اے فرشتو! دیکھ لو، یہ جو عرفہ میں آئے ہیں، ان حرکتوں سے پاک ہیں۔ عقیدہ بھی ایک ہے۔ زبان پر ترانہ بھی ایک ہے۔ لباس بھی ایک ہے۔ ایک امام کے مقتدی ہیں۔ اسی کی قیادت اور امامت میں وقوف کر رہے ہیں۔ یہ میرے بندے ہیں۔ ان کی جزا جنت ہے۔

اللہ اللہ! جس حاجی نے حج کر کے پھر اللہ کے فخر کو بٹہ لگایا۔ واپس آ کر پھر پرانی حرکتوں میں مشغول ہو گیا۔ قوم پرستی کے بگولے میں گرد اڑانے لگ گیا۔ کالے گورے اور عربی عجمی کے چکر میں گھومنے لگ گیا...... عرفہ کے معنی پہچان کے ہیں۔ اس نے یہاں آ کر بھی اپنی پہچان کو کھو دیا...... تو تصور کرو اللہ کے ہاں ایسے حاجی کا انجام کیا ہوگا؟ تصور سے ہی خوف آتا ہے...... آیئے! عرفہ کو مزید پہچانیں کہ یہ میدان کیسا عالی قدر میدان ہے۔

تمام اولادِ آدم علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں: اللہ کے رسول حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قِبَلًا ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ ۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝﴾

[الاعراف: ۱۷۲-۱۷۳]))

"اللہ تعالیٰ نے "نعمان" یعنی عرفہ کے میدان میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں موجود تمام اولاد سے وعدہ لیا تھا۔ اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کی صلب یعنی ریڑھ کی ہڈی سے ان کی ساری اولاد نکال ڈالی جس کو اللہ نے پیدا فرمانا تھا۔ اس اولاد کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ذرات کی مثل انتہائی چھوٹی چھوٹی

Marfat.com

چیونٹیوں کی شکل میں پھیلا دیا۔ پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے اس کا اقرار کیا (اور عہد کیا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اس پر اللہ نے کہا: یہ اقرار میں نے اس لیے لیا ہے) کہ تم لوگ کہیں قیامت کے روز یہ عذر نہ کرنے لگ جاؤ کہ ہم تو اس عہد سے ناواقف تھے، یا کہیں یہ نہ کہنے لگ جاؤ کہ شریک تو کیا......ہم سے پہلے...... ہمارے بڑوں نے، ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد بن کر (دنیا میں آئے اور انہی کے راستے پر چلنے لگ گئے)، تو کیا اب آپ (اے اللہ) ہمیں ان لوگوں کے شرکیہ اعمال کی وجہ سے تباہ کر کے (جہنم میں پھینکیں) گے جو ہمارے لیے باطل طرز عمل چھوڑنے والے لوگ تھے۔'' ❶

اے حاجیو! ''عرفہ'' تعارف سے ہے، یعنی یہ میدان جان پہچان کا میدان ہے۔ اسے اللہ کے رسول ﷺ نے ''نَعْمَان'' بھی کہا۔ اس کے معنی گل لالہ یعنی پھول کے بھی ہیں جب اسے ''شَقِيْقَةُ النُّعْمَان'' کہا جائے...... اللہ اللہ! اس میدان میں توحید کی بنیاد پر باہم تعارف ہوتا ہے کہ سب ایک اللہ کے بندے ہیں، اس کے دربار میں حاضر ہیں اور سارے کے سارے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہی ان کا تعارف ہے۔ یہی ان کی جان پہچان ہے...... اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے باخبر فرمایا!

((أَلْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ اِخْتَلَفَ))

''تمام روحیں ایک جگہ جمع ہونے والا لشکر تھیں۔ جس جس روح نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ دنیا میں ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور جس جس روح نے وہاں جس جس کو ناپسند کیا وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے بے گانہ ہی رہتی ہیں۔'' ❷

---

❶ مسند احمد: ٢٤٥٥، حسن لغیرہ۔ ❷ بخاری: ٣٣٣٦۔

Marfat.com

اللہ اللہ! معلوم ہوا توحید والے، ایک اللہ کو ماننے والے، جب روحوں کی شکل میں تھے تو آپس میں متعارف تھے، ایک دوسرے سے الفت کے جذبات کے حامل تھے...... اور جن کی روحوں میں شرک کے جذبات تھے وہ توحید والوں سے بے گانہ تھے اور توحید والے ان سے بے گانہ تھے۔ یہ صورتِ حال دنیا میں بھی برقرار ہے جب وہ جسمانی شکل میں یہاں نمودار ہوئے۔ چنانچہ شرک کرنے والے مشرکین جب جہنم میں ہوں گے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس وقت قیامت کے روز!

((أَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ ...... وَ لِمُسْلِمٍ وَ لَا أُدْخِلُكَ النَّارَ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ))

''وہ شخص کہ جسے جہنم میں سب سے ہلکا عذاب دیا جا رہا ہوگا، اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا: بتلا! اگر تیری ملکیت میں زمین کے سارے خزانے ہو جائیں تو کیا وہ ساری دولتیں اس عذاب سے چھوٹنے کے لیے قربان کر دے گا؟ کہے گا: ہاں جی، بالکل۔ اس پر اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے: جب تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا تو اس سے کہیں آسان ترین شے کا تجھ سے تقاضا کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، میں تجھے جہنم میں داخل نہ کروں گا۔ مگر تو نے انکار کر دیا اور شرک ہی کرتا رہ گیا۔'' [1]

اے حاجیو! عہد لینے کی آیت جس سورہ میں ہے اس کا نام ''اعراف'' ہے۔ اعراف کے معنی بھی جان پہچان کے ہیں۔ ''عرفہ'' کے جس میدان میں ہو...... اسے ''عرفات'' بھی کہتے ہیں۔ دونوں کے معنی جان پہچان کے ہیں۔ اپنے اللہ کو پہچان لو۔ عقیدۂ توحید والوں کو پہچان لو۔ یہ میدان ''نعمان'' یعنی توحید کے پھولوں کی مہک کا میدان ہے۔ اللہ اللہ! توحید

---

[1] بخاری: ۳۳۳۴۔ مسلم: ۲۸۰۵۔

Marfat.com

کے ترانوں سے بڑھ کر خوش بودار پھول کون سا ہوگا؟ لبیک کے ترانے کو اور عرفات کی دعا کو ساری زندگی کے لیے اپنے دل میں بسا لو اور سینے کو معطر کر لو...... عرفہ میں آنے کا ایسا حق ادا کرو کہ قیامت کے دن اللہ کا دیدار مل جائے ...... حشر کے میدان میں عرفہ کے دن والا عہد کام آ جائے، اور اے حاجی! تو جنت کا مہمان بن جائے۔

عرفہ کے دن نعمت

حاجیو! عرفہ وہ مبارک میدان ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کرنے کا اعلان کر دیا۔ میرے حضور ﷺ وقوف فرما رہے ہیں اور اللہ کا پیغام آ گیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود بتلاتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک شخص ان سے کہنے لگا!

''اے امیر المومنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت کہ جسے آپ لوگ تلاوت کرتے ہیں...... ایسی (نعمت) ہے کہ اگر ہم یہودیوں کو یہ مل جاتی تو ہم لوگ!

((لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا))

''اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔''

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کون سی آیت؟ تو یہودی کہنے لگا!

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط﴾ (المائدة: ٣)

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہم اس دن اور جگہ کو بخوبی جانتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ اس روز (۹ ذوالحجہ) کو عرفات میں تشریف فرما تھے اور جمعہ کا دن تھا۔ ❶

اللہ اللہ! اسلام ایک دین ہے۔ دین کے معنی نظام کے ہیں۔ یعنی اسلام انسانی زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔ انفرادی اور اجتماعی حیات کا کامل ترین نظام ہے ...... یہ ایک

---

❶ بخاري: ٤٥۔ مسلم: ٣٠١٧.

Marfat.com

نعمت ہے۔ یہ مکمل ہو چکی ہے۔ تکمیل نعمت کا پیغام آ گیا ہے ...... لیکن اسی پیغام میں یہ پیغام بھی موجود ہے کہ جب کام مکمل ہو گیا تو اب اللہ کے رسول ﷺ دنیا میں نہ رہیں گے، اپنے اللہ کے پاس جائیں گے۔

اے حاجیو! عرفہ میں آ کر اس حقیقت کو پہچان لو کہ کسی وقت بھی اللہ کی طرف سے بلاوا آ سکتا ہے، لہٰذا اپنے کام اور لین دین شفاف اور تکمیلی حالت میں رکھو۔ اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق دین کے تقاضوں کو پورا کر کے رکھو...... جوں ہی بلاوا آئے تو بغیر دنیاوی بوجھ کے اگلے جہاں روانہ ہو جاؤ۔

عرفات سے واپسی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق ''عرفات'' حرم کی حد سے باہر ہے، لہٰذا قریش کے لوگ حج کے موقع پر عرفات میں نہیں جاتے تھے۔ وہ مزدلفہ میں ہی ٹھہر کر واپس آ جاتے تھے۔ باقی سارے لوگ عرفات سے ہی لوٹتے تھے۔ قریش اپنے اس خصوصی طرزِ عمل کی وجہ سے اپنے آپ کو ''حُمس'' کہتے تھے۔ حمس کا مطلب ہے جو لوگ جنگ میں بھی دلیر اور سخت ہوں اور اپنے دین پر بھی شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں...... چنانچہ جب اسلام کا دَور آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ!

((اَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتَ فَيَقِفُ بِهَا))

''وہ عرفات میں جائیں اور وہاں وقوف کریں۔''

چنانچہ اسی ضمن میں اللہ کا فرمان ہے!

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ (البقرة: ۱۹۹)

''تم لوگ بھی وہیں سے واپسی اختیار کرو جہاں سے عام لوگ واپس لوٹتے ہیں۔''[1]

اللہ اللہ! عرفات کا میدان بے شک ''حرمِ مکی'' میں شامل نہیں لیکن اس کا اپنا مقام ہے،

---

[1] مسلم: ۱۲۱۹۔

Marfat.com

اپنا تقدس ہے اور جب میرے حضور ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو اس کے تقدس کو چار چاند لگ گئے۔ سب انسانوں کے خالق و مالک نے قریش کی خصوصیت کا خاتمہ کر دیا۔ میرے ''رحمۃ للعالمین'' رسول کریم ﷺ نے سب انسانوں کو برابر کر دیا...... قارئین کرام! ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کا سورج غروب ہوگیا، سورج کی کچھ زردی بھی غائب ہوگئی...... اب اللہ کے رسول ﷺ یہاں سے چل دیے۔ واپسی کا سفر اختیار کر لیا۔

کمال کر دیا

لوگو! شاہِ عرب نے کمال کر دیا۔ ڈیڑھ لاکھ کے قریب سارے عرب سے آئے ہوئے حاجیوں کو اپنے عمل سے ایسا پیغام دیا کہ کمال کر دیا۔ میرے حضور ﷺ نے غلام کے بیٹے کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو بٹھایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ موتہ کے میدان میں سالارِ لشکر کی حیثیت سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ شہید کے بیٹے کو بٹھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

((وَ اَرْدَفَ اُسَامَةَ خَلْفَهٗ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔''[1]

حاجیو! حضرت جابر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا...... اس کی مہار خوب کھینچ رکھی تھی، حتیٰ کہ اونٹنی کا سر کجاوے کی اگلی لکڑی کے ساتھ آن لگا۔ آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے:

((اَیُّهَا النَّاسُ! اَلسَّكِیْنَةَ اَلسَّكِیْنَةَ))

''لوگو! آرام سے چلو، سکون کے ساتھ چلو۔''[2]

ایک اور منظر بھی احادیث میں آتا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ ہو!

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸.

[2] مسلم: ۱۲۱۸.

Marfat.com

شیشے نہ ٹوٹیں

ایک غلام تھا۔ کالا حبشی تھا۔ حُدی خوان تھا۔ یعنی جب وہ اپنی انتہائی خوب صورت آواز میں اشعار کہتا تھا تو اونٹ خوب تیز چلتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (اور خاندان کی دیگر خواتین) کے قریب آئے۔ اونٹوں کو چلانے والا اونٹوں کو تیز چلا رہا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ان کا بدن بھی بھاری ہو چکا تھا۔ حضور ﷺ نے غلام کو مخاطب کر کے فرمایا!

((رُوَيْدًا يَا اَنْجَشَةُ لَا تُكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ))

''انجشہ! اونٹوں کو آہستہ چلا۔ شیشوں کو مت توڑ۔''[1]

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے انجشہ کو پیار سے ''انجش'' بھی کہا۔ سبحان اللہ! میرے حضور ﷺ نے خواتین کو ''شیشے'' سے تشبیہ دی۔ یعنی جس طرح شیشہ شفاف بھی ہوتا ہے اور نازک بھی کہ ہلکی سی ٹھوکر لگے تو کڑک کر کے ٹوٹ جائے اسی طرح خواتین بھی نازک دل اور نازک اندام ہوتی ہیں، ان کا خیال رکھنا ضروری ہے...... حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں!

((تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے یہ جو (شیشہ کہنے کا) جملہ بولا ہے اگر تم میں سے کوئی ایسا جملہ بول دیتا تو تم لوگ اس جملے کا مذاق اڑاتے۔''[2]

قارئین کرام! ثابت ہوا عرب معاشرے میں سختی تھی، خواتین کو کوئی حیثیت حاصل نہ تھی، لہٰذا اس سخت قبائلی معاشرے میں کوئی شخص ایسا جملہ بولنے کا تصور تک نہیں کر سکتا تھا

---

[1] بخاری: ۶۲۰۲۔ مسلم: ۲۳۲۳۔ [2] مسلم: ۲۳۲۳۔

Marfat.com

...... ہاں ہاں! میرے حضور ﷺ نے یہ جملہ بولا تو عورت کی فطری ساخت کو چار چاند لگ گئے۔ اس کی ملائمت، حسن، شفافیت اور نازک پن کے احساس کو پر لگ گئے ...... کوئی دوسرا عربی صحابی شخص یہ جملہ بولتا تو اس کا مذاق اڑتا ...... میرے حضور ﷺ کی پاک اور مبارک زبان سے نکلا تو اللہ کی رضا بن گیا۔ مولا کریم کی مرضی بن گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا پیغام بن گیا۔ لہٰذا! اے حاجیو! حج کے سفر میں نازک دل اور نازک اندام حاجن بیٹیوں کا خیال رکھنا۔ حاجن بہنوں کا خیال رکھنا۔ حاجن ماؤں کے اکرام کو بالکل نہ بھولنا۔

اے حاجی بھائیو...... حاجن بہنو! مزدلفہ کی طرف بڑھتے جاؤ۔ تلبیہ پڑھتے جاؤ۔ توحید کا ترانہ گاتے جاؤ۔ اطمینان سے چلتے جاؤ۔ سنجیدگی کا دامن تھامتے جاؤ۔ سکون کی چادر اوڑھے مولا کریم کو یاد کرتے چلے جاؤ۔

اپنے حضور ﷺ کا ذکر کروں تو میرے حضور ﷺ نے اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی ...... مقصد یہی تھا کہ تیز نہ چلے۔ یہ تیز چلے گی تو سارا قافلہ تیز چلے گا۔ کوئی ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔ حادثہ نہ ہو جائے ...... ہاں! جب اونٹنی کسی ٹیلے پر چڑھنے لگتی تو حضور ﷺ مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے کہ آسانی سے چڑھ جائے۔ اب تو اس نے خود ہی آہستہ ہونا ہی ہے، اس لیے کہ چڑھائی ہے...... جی ہاں! میرے حضور ﷺ مزدلفہ تشریف لے آئے ہیں۔

مزدلفہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ایک ہی اذان کہی گئی اور اللہ کے رسول ﷺ نے مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں اکٹھی کیں۔ دونوں نمازوں کے لیے دو اقامتیں کہی گئیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی نفلی نماز ادا نہیں فرمائی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے، حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی تو آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کہلوا کر فجر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر حضور ﷺ اونٹنی ''قصواء'' پر سوار ہو گئے۔ [1]

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔ ابو داود: ۱۹۰۵۔

Marfat.com

مَشْعَرُ الْحَرَام

قارئین کرام! مزدلفہ میں ہی ایک ٹیلا ہے، اسے "مشعرالحرام" کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ پہاڑی ٹیلا "حرم مکی" کی حد کے اندر ہے اسی لیے اللہ نے اسے "حرام" کہا ہے یعنی عزت و حرمت والا ہے۔ اللہ نے یوں ذکر فرمایا ہے!

﴿فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾

(البقرة: ۱۹۸)

"جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو "مشعرِ حرام" کے پاس اللہ کو یاد (ذکر) کرو۔"

اے حاجیو! عرفات سے واپس آ گئے۔ مزدلفہ میں اذان ہوئی، اقامت ہوئی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت ہوئی اور آپ نے عشاء کی دو رکعتیں قصر ادا کیں۔ رات یہیں گزاری۔ فجر کی نماز ذرا جلدی ادا کر لی...... آیئے! اب آگے بڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کیا؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ "مشعرِ حرام" پر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف اپنا چہرہ کیا اور:

((فَدَعَاهُ فَكَبَّرَهُ وَ هَلَّلَهُ وَ وَحَّدَهُ))

"اللہ سے دعائیں کیں، اللہ کی کبریائی بیان کی، لا الٰہ الا اللہ کا وِرد کیا اور اللہ کی توحید بیان کی۔" [1]

دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ پہاڑی پر چڑھ گئے اور پھر ((فَحَمِدَ اللّٰهَ)) کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد یعنی تعریف بیان فرمائی۔ [2]

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸.

[2] ابو داود: ۱۹۰۵۔ ابن ماجه: ۳۰۷۴.

Marfat.com

جی ہاں! ''مزدلفہ'' کا مطلب ''قرب حاصل کرنے کا مقام'' ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ وہیں ٹھہرے رہے، حتیٰ کہ سفیدی خوب پھیل گئی۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ یہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اب آپ ﷺ نے اپنے پیچھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیا تھا۔ ❶

حاجیو! مزدلفہ میں ''مشعر حرام'' پہاڑی پر یا اس کے پاس خوب خوب اپنے اللہ کو یاد کرلو، دعائیں مانگ لو اور یاد رکھ لو! اپنے پیارے نبی ﷺ کی جانب سے دی ہوئی یہ رعایت کہ!

((مَنْ جَآءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ))

''جو حاجی فجر طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ میں پہنچ گیا اس نے حج کو پا لیا۔'' ❷

اے اللہ کے مہمانو! آیئے......اب آگے بڑھتے ہیں!

منیٰ کی طرف روانگی

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ منیٰ کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔ میرے پیارے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ رات کو ہی یہاں سے چلی گئی تھیں۔ ان کا نام حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ وہ:

''سست رفتار تھیں، ان کا بدن بھی بھاری تھا، لہٰذا انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اجازت مانگ لی کہ لوگوں کی بھیڑ اور رش سے پہلے ہی وہ منیٰ پہنچ جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔'' ❸

---

❶ مسلم: ۱۲۱۸۔ ❷ ترمذی: ۸۸۹، صحیح۔
❸ بخاری: ۱۶۸۰، ۱۶۸۱۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ وہ اپنے کمزور افراد کو یہاں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے ہی روانہ کر دیتے اور ان پر واضح کر دیتے کہ وہ رات کے وقت مزدلفہ میں وقوف کریں، جس قدر چاہیں اللہ کا ذکر کریں، پھر حج کے امام کا جو وقوف ہے اس سے پہلے ہی منیٰ کی طرف لوٹ جائیں...... یہ لوگ نماز فجر کے وقت منیٰ پہنچ جاتے۔ بعض تھوڑی دیر بعد پہنچ جاتے۔ جمرے کو کنکریاں بھی (رش ہونے سے پہلے) مار لیتے...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مزید بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے کمزور لوگوں کو یہ رخصت (اور سہولت) دی ہے۔ [1]

حاجیو! اللہ ہمت دے تو پیارے حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے سورج نکلنے سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکلنا چاہیے...... حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جو میرے حضور ﷺ کی قصواء اونٹنی پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہیں...... ان کی روایت کے مطابق:

”اللہ کے رسول ﷺ تلبیہ یعنی لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے جا رہے ہیں۔“ [2]

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا، ان کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ ان کے بال قدرے گھنگھریالے تھے۔ خوب صورت بالوں والے گورے چٹے تھے۔ حسین و جمیل جوان تھے۔ عورتیں اپنے کجاووں میں بیٹھی وہاں سے گزریں تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ (اللہ کے رسول ﷺ کی نظر فضل بن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑی تو) آپ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور چہرہ گھما کر دوسری طرف کر دیا۔ [3]

سبحان اللہ! میرے حضور ﷺ نے کمال شفقت کے ساتھ جناب فضل رضی اللہ عنہ کی عملی طور پر تربیت فرما دی...... اللہ تعالیٰ نرمی کے ساتھ تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

---

[1] بخاري: ١٦٧٦.　[2] بخاري: ١٦٨٥.

[3] مسلم: ١٢١٨.

Marfat.com

وادیِ مُحَسِّر

"مُحَسِّر" میں حسرت اور افسوس کے معنی پائے جاتے ہیں۔ تھکاوٹ اور مصیبت کے معنی بھی مراد ہیں...... یہ وہ وادی ہے جو ابرہہ کے لشکر کے لیے تھکاوٹ، مصیبت اور افسوس و حسرت کا باعث بن گئی...... وہ کعبہ شریف کو مٹانے آیا تھا اور خود مٹ گیا...... ہاتھی لے کر آیا تھا اور ابابیلوں کے پنجوں سے گرنے والی کنکریاں اس پر ایسے گریں کہ میزائل بن گئیں۔ اللہ نے اس لشکر کو ایسے بنا دیا "کَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ" یعنی جس طرح کھایا ہوا بھوسا ہوتا ہے یوں یہ لشکر بھوسا بن گیا...... جی ہاں! میرے حضور ﷺ یہاں سے گزر رہے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں!

"یہاں اللہ کے رسول ﷺ قدرے تیز ہو گئے اور پھر اس درمیانی راہ پر چلنے لگے جو جمرۂ کبریٰ تک پہنچاتی ہے۔"[1]

اے حاجیو! چنے کے دانے کے برابر یا قدرے بڑی سات کنکریاں لے لو۔ مزدلفہ سے بھی لے سکتے ہو، لیکن "منیٰ" سے کنکریاں لینا سنت ہے۔

۱۰ ذی الحجہ

میرے حضور ﷺ جب مزدلفہ سے نکلے اور تھوڑی دیر بعد سورج نکلا تو حج کے مہینے کی دس تاریخ کا آغاز ہو گیا اس دن میرے حضورؐ نے چار کام مکمل فرمائے۔ پہلا کام: جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا، دوسرا قربانی، تیسرا سر منڈوانا، چوتھا کعبہ کا طواف...... جی ہاں! حضور ﷺ چلتے چلتے جمرۂ کبریٰ کے پاس آ گئے۔ اس جمرہ کے دو نام ہیں۔ اسے عقبہ بھی کہتے ہیں اور کبریٰ بھی کہتے ہیں...... "جمرہ" کے معنی ہیں دہکتا ہوا کوئلہ...... جی ہاں! شیطان چونکہ جنوں میں سے ہے اور جنات کی پیدائش آگ سے ہے۔ یہ شیطان! حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸.

Marfat.com

اور بیٹیوں کو گمراہ کر کے جہنم کی آگ میں لے جانا چاہتا ہے، اس لیے علامتی طور پر اسے کنکریاں ماری جاتی ہیں...... وادیِ محسر سے کنکریاں اس لیے نہیں اٹھائی جاتیں کہ وہاں تو شیطان کا لشکر تباہ ہوا تھا۔ مزدلفہ میں اللہ کا ذکر ہے اور منیٰ میں قربانی ہے تو اللہ کے ذکر والا جو میدان ہے وہیں کی کنکریاں شیطان کو لگنی چاہئیں۔ قربانی کے میدان والی کنکریاں ہی شیطان کو لگنی چاہئیں۔

جی ہاں! جمرہ کے معنی ہیں ایک قبیلے کا دوسرے قبیلے کے خلاف مقابلے کے لیے جمع ہونا۔ آج مسلمان جمع ہیں۔ مسلم قبیلہ ایک ہے...... شیطان اور ابلیس کو مارنے کے لیے یک رنگ ہے...... اے اللہ کریم! پوری دنیا میں مسلمانوں کو شیطان کے ساتھیوں کے خلاف ایک کر دے۔ (آمین!) جس نے کنکریوں کا یہ مطلب سمجھ لیا، ابلیس اور اس کی خواہشات پر سنگ باری کا ہنر جان لیا، اس کے حج کی کیا ہی بات ہے۔ اور جس نے یہ نہ جانا اس نے محض دیکھا دیکھی ایک بے جان عمل کر دیا اور بس...... اے مولا کریم! ہمیں ایسے بے جان اور بے رُوح حاجیوں میں سے نہ کرنا۔ (آمین!)

اے حاجیو! اب چلتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف...... وہ بتلاتے ہیں کہ!

"اللہ کے رسول ﷺ جمرۂ (کبریٰ یا عقبہ) کے پاس تشریف لائے۔ وہ جو درخت کے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ان کنکریوں میں سے ہر کنکری مارتے وقت "اللہ اکبر" کہا۔ آپ ﷺ نے وادی کے دامن میں سے ہو کر کنکریاں ماریں۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ قربان گاہ کی جانب تشریف لے گئے۔" [1]

اے حاجیو! آپ بھی ایک ایک کر کے سات کنکریاں مارنا، جس طرح کہ حضور ﷺ نے ایک ایک کر کے ماریں۔ کنکریاں مارتے ہی پلٹ جائیں۔ نیز کنکریاں مارتے وقت تلبیہ کہنا بند کر دیں، کیونکہ حضرت اسامہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما دونوں جو حضور ﷺ کے ہمراہ تھے بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ لگاتار لبیک کہتے رہے، حتیٰ کہ جب "جمرۂ عقبہ" کو کنکریاں مارنے

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔

Marfat.com

لگے تو تلبیہ کہنا بند کر دیا۔ ❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا!

((لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَآ اَدْرِيْ لا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهِ))

''اپنے حج کے طریقے (مجھ سے) حاصل کرلو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج کرسکوں۔'' ❷

اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ کو یہ گمان ہوگیا تھا کہ چونکہ دین مکمل ہوگیا، سارا عرب فتح ہوگیا، اسلام غالب ہوگیا، لہٰذا اب دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے ...... اسی لیے حضور ﷺ نے فرما دیا کہ حج کے طریقے مجھ سے حاصل کرلو، مجھے دیکھتے جاؤ اور سارے انداز پلے باندھتے جاؤ۔

قارئین کرام! میں نے کوشش کی ہے کہ حج کا ہر انداز جو میرے حضور ﷺ نے اپنایا اس کو قدم قدم پر دلائل کے ساتھ آپ کے سامنے لے آؤں۔ یاد رہے! جمرۂ عقبہ یا کبریٰ کو کنکریاں مارنا واجب اور لازم ہے۔

''میرے حضور ﷺ نے کنکریاں مارتے وقت بیت اللہ شریف کو بائیں طرف اور منیٰ کو اپنے دائیں طرف رکھا۔'' ❸

اے حاجیو! اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو کسی طرف سے بھی کھڑے ہو کر کنکریاں ماری جا سکتی ہیں۔

نہ ڈانٹ نہ ڈپٹ

اے حاجیو! ''جمرۂ عقبہ'' کے پاس ہم آپ کو ایک اور منظر بھی دکھلائیں ...... اس منظر کا نقشہ حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کھینچا ہے۔ بتلاتے ہیں!

---

❶ بخاری: ١٦٨٧.   ❷ مسلم: ١٢٩٧.

❸ بخاری: ١٧٤٨.

Marfat.com

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ عَلٰى نَاقَةٍ لَّهٗ صَهْبَآءَ لَا ضَرْبَ وَ لَا طَرْدَ وَ لَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ))

"میں نے ۱۰ ذی الحجہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار رہے تھے۔ اپنی اونٹنی پر سوار تھے جس کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ وہاں کسی کو ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی جا رہی تھی اور نہ ہٹو بچو ہی کی صدائیں تھیں۔"[1]

اللہ اللہ! میرے پیارے حضور شاہِ عرب ﷺ موجود ہیں، ہزاروں حجاج صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں، نظریں حضور ﷺ پر ہیں، مگر جمگھٹے اور بھیڑ میں، رش اور ازدحام میں کسی کو کچھ نہیں کہا جا رہا...... کوئی کیسے کہے؟ بھلا میرے حضور ﷺ کہنے دیں گے؟ اپنا کلمہ پڑھنے والے کو ڈانٹنے دیں گے؟ رب کے مہمان کو جھڑکنے دیں گے؟ بالکل نہیں...... جی بالکل بھی نہیں...... ہاں ہاں! جب میرے حضور ﷺ اپنے امتیوں کا اس قدر خیال کرتے ہیں۔ ان کا پاس کرتے ہیں۔ خوب خوب لحاظ رکھتے ہیں...... تو سن لو! اے گستاخ یہودیو اور صلیبیو! ہم تمہاری گستاخی برداشت نہ کریں گے۔ ہمارے حضور ﷺ کے بارے میں تم کچھ نازیبا کہو، ہم کہنے نہ دیں گے...... اپنے پیارے حضور ﷺ کی حرمت پر...... ناموس اور آبرو پر، توقیر اور وقار پر، عزت اور اعزاز پر حرف نہ آنے دیں گے۔ (ان شاء اللہ)

قربان گاہ

اب میرے حضور ﷺ قربان گاہ میں تشریف لے آئے۔

قارئین کرام! "منیٰ" کے معنی "آزمائش" کے ہیں۔ میں جب اپنے حضور ﷺ کے کاموں کی ترتیب اور منیٰ کے معنی پر غور کرتا ہوں تو صاف نظر آتا ہے کہ شیطان ہمیشہ اس وقت اپنے وسوسوں کے ذریعے سے رکاوٹ بنتا ہے جب کوئی مومن دین کی خاطر قربانی دینے کا عزم کرتا ہے۔ تو جی ہاں! اے حاجیو! شیطان کو کنکر مار کر بھگا دیا۔ اب آزمائش کے میدان

---

[1] مسند احمد: ۱۵۴۹۳.

Marfat.com

میں آ گئے۔ اللہ کی راہ میں قربانی کرنے آ گئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی یادیں منانے آ گئے...... اب قربان گاہ میں دوسرا کام ہوگا۔ آیئے! ملاحظہ کرتے ہیں!

قربانی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے ۶۳ اونٹ نحر کیے۔ ❶

قارئین کرام! محدثین شرح کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ برس ہوگئی تھی، لہٰذا آپ ﷺ نے اپنی مبارک عمر کے مطابق اتنی ہی تعداد میں اونٹ ذبح کیے۔ ۶۳ اونٹ ذبح کرنے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ قمری مہینے کے اعتبار سے ۶۳ سال گزارنے کے بعد حضور ﷺ اپنے اللہ کے پاس جانے والے ہیں۔

اللہ اللہ! اور جو ذبح ہونے والے اونٹ تھے، ان کی کیفیت کیا تھی؟ اللہ کی قسم! بڑی ہی لاجواب ہے۔

آیئے! تصور ہی تصور میں منیٰ کے میدان کا نظارہ کرتے ہیں۔ چودہ سو سال قبل کا نظارہ۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ پانچ چھ اونٹنیاں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لائی گئیں تاکہ آپ انہیں نحر کریں، تو:

((فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ بِاَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ))

''ان میں سے ہر ایک حضور ﷺ کے قریب ہونے کی کوشش کر رہی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ مبارک سے پہلا نمبر قربان ہونے کا اس کا لگ جائے۔'' ❷

---

❶ مسلم: ۱۲۱۸.

❷ ابو داود: ۱۷۶۵، قال الالبانی صحیح۔ مسند احمد: ۱۹۲۸۵.

Marfat.com

اللہ اللہ! میرے مولا کریم نے جانوروں کو بھی اپنے پیارے نبی حضرت محمد کریم ﷺ کا ادب بتلایا، احترام کا ڈھنگ بتلایا کہ شرف حاصل کرو میرے نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک سے قربان ہونے کا، خون پیش کرنے کا، نحر ہونے کا۔ (سبحان اللہ!)

قارئین کرام! حضرت علی رضی اللہ عنہ جو یمن کے گورنر بن کر گئے تھے، وہ بھی میرے حضور ﷺ کے ہمراہ آخری حج کرنے کو سیدھے مکہ تشریف لاتے ہیں۔ اپنے ساتھ اونٹ بھی لائے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں، باقی ماندہ اونٹوں کو نحر کرنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ ان کو اپنی قربانی میں شریک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ہر قربانی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لینے کا حکم دیا۔ اس گوشت کو دیگ میں ڈال کر پکایا گیا، تب!

((فَاَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا))

"حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو کھایا اور شوربے کو پیا۔" [1]

قارئین کرام! قربان ہونے والی قربانیوں نے حضور ﷺ سے محبت کا حق ادا کیا تو میرے حضور ﷺ نے بھی حق ادا کر دیا کہ وہ اونٹ اور اونٹنیاں جو قربان ہوتے وقت حضور ﷺ سے محبت کر رہی تھیں، ان قربانیوں میں سے ہر ایک کے گوشت کا حصہ میرے حضور ﷺ کے پیٹ مبارک میں گیا۔ بوٹی بن کر پہلے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں آیا۔ پھر اس منہ مبارک میں گیا جہاں سے اللہ کا قرآن موتی بن بن کر نکلے اور مدینے کی فضاؤں میں منور ہوا...... پھر پیٹ مبارک میں گیا۔ حضور ﷺ کے بدن مبارک کی توانائی کا باعث بنا۔ شوربے کی شکل میں میرے حضور ﷺ کا گھونٹ بنا...... جی ہاں! قربان ہونے والے جانوروں کی جانب سے محبت ہے تو حضور ﷺ کی طرف سے بھی محبت کا بے مثال جواب ہے۔

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔ ابو داود: ۱۹۰۵۔

Marfat.com

حج اکبر

۱۰ ذی الحجہ قربانی کا پہلا دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ!

''اللہ کے رسول ﷺ اپنے حج میں قربانی والے دن جمرات کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ))

''یہ بڑے حج کا دن ہے۔'' ❶

جی ہاں! ثابت ہوا ہر حج ...... حج اکبر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اتفاق سے جمعہ کے دن حج آ جائے تو وہ حج اکبر ہوتا ہے...... حج اکبر کے مقابلے میں عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے...... یعنی عمرہ چھوٹا حج ہے اور اس کے مقابلے میں حج کے مہینے میں کیا ہوا حج ''حج اکبر'' ہے...... حاجیو! آیئے! اب اپنے پیارے رسول ﷺ کا تیسرا کام ملاحظہ کرتے ہیں!

بال مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں، منیٰ میں حضور ﷺ نے حجام کو طلب فرمایا۔ اس نے حضور ﷺ کے سر مبارک کے دائیں جانب سے مونڈنے کا آغاز کیا۔ حضور ﷺ نے ایک ایک دو دو بال ان لوگوں میں تقسیم فرما دیے جو آپ ﷺ کے اردگرد تھے۔ پھر حجام نے بائیں طرف سے مونڈا تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہاں ابوطلحہ ہے؟ چنانچہ آپ نے وہ بال مبارک ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے۔ ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنا سر مبارک منڈوایا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے حضور ﷺ کے بال مبارک کو پکڑا۔ ❸

---

❶ ابو داود: ۱۹۴۵، ۱۹۴۶ "صحیح". ❷ ابو داود: ۱۹۸۱. ❸ بخاری: ۱۷۱.

Marfat.com

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد ہیں، انہوں نے ابتداء میں بھی بال مبارک لے لیا اور پھر دوبارہ حضور ﷺ کی شفقت سے کئی بال مبارک مل گئے۔

آیئے! اب ان مبارک بالوں کے بارے میں تابعی حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی بات سنتے ہیں۔ بتلاتے ہیں:

''میں نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ کو بتلایا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں سے ملے ہیں۔ اس پر حضرت عبیدہ رحمہ اللہ کہنے لگے: اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال مبارک بھی ہوتا تو!

((اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا))

''ساری دنیا اور اس میں موجود خزانوں سے بڑھ کر محبوب ہوتا۔''[1]

اے حاجیو! ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر منیٰ کے میدان میں حاجی صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبتوں کو ملاحظہ کرو، تابعین کی عقیدتوں کو دیکھو۔ حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ تابعی ہیں اور جلیل القدر محدث ہیں۔ ان کے محبت بھرے قول کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں لائے ہیں۔

اللہ اللہ! منیٰ کا میدان جو قربان گاہ ہے وہاں میرے حضور ﷺ نے اپنی زلفیں اپنے اللہ کے لیے قربان کر دی ہیں۔ میرے حضور ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار دعا کی کہ اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما...... اور ایک دفعہ بال کتروانے والوں کے لیے رحمت کی دعا کی۔[2] جی ہاں! میں غور کرتا ہوں کہ ۱۰ ذوالحجہ کو میرے حضور ﷺ نے اپنی زلفیں قربان کیں اور 9 ربیع الاول کو میرے حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ وقفہ پورے تین ماہ کا ہے۔ یعنی میرے حضور ﷺ اپنے مولا کریم کے پاس گئے تو زلفیں قربان کر کے امت کو دے گئے اور قدرے چھوٹے بالوں کے ساتھ اپنے اللہ کے پاس چلے گئے

---

[1] بخاری: ۱۷۰۔ [2] بخاری: ٤٢٥٦۔

Marfat.com

...... میں نے اپنے حضور ﷺ کے مبارک بال استنبول (ترکی) میں توپ کاپی عجائب گھر (Topkapi Museum) میں دیکھے ہیں ...... اے مولا کریم! اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اس طرح محبت کی توفیق عطا فرما جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ محبت کیا کرتے تھے ...... محبت کا بہترین طریقہ حضور ﷺ کی اطاعت ہے۔ اطاعت کر کے ہی حوض کوثر پر ملاقات ہوسکتی ہے۔

یاد رہے! خواتین حاجنوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے!

((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ))

''عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں بلکہ ان کے لیے صرف بال کترا لینا کافی ہے۔'' ❶

قارئین کرام! درست طریقہ یہ ہے کہ خواتین اپنے بالوں کے آخر پر تھوڑے سے بال قینچی سے کتر لیں۔

بے ترتیب افعال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ ایک حاجی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا: میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر کہنے لگا: میں نے قربانی کرنے سے قبل ہی سر منڈوا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر کہنے لگا: میں نے رمی کرنے سے پہلے اپنی قربانی ذبح کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' اسی طرح ایک اور شخص کہنے لگا: میں نے غروبِ آفتاب کے بعد کنکریاں ماری ہیں۔ فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' ❷

---

❶ ابو داود: ١٩٨٤ "حسن".

❷ بخاری: ١٧٢٢، ١٧٢٣.

Marfat.com

اے حاجیو! افضل تو یہی ہے کہ ۱۰ ذوالحجہ کو جو افعال کیے جائیں حضور ﷺ کی ترتیب کے مطابق کیے جائیں، لیکن اگر کہیں ترتیب آگے پیچھے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں...... سبحان اللہ! یہ وہ جملہ ہے جو حضور ﷺ نے ارشاد فرما کر حاجیوں کے لیے آسانی کر دی۔

طوافِ زیارت

اے اللہ کے مہمانو! آپ نے قربانی بھی کر لی، حجامت بھی بنوا لی۔ اب احرام کھول دیں۔ احرام کی ساری پابندیوں سے آپ آزاد ہو چکے ہیں۔ صرف ایک پابندی باقی ہے اور وہ ہے میاں بیوی کے خصوصی تعلقات...... جی ہاں! عام لباس زیب تن کریں اور چوتھا اور آخری عمل کرنے کی طرف چلنے کی تیاری کریں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ!

((ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ))

''پھر اللہ کے رسول ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے۔''[1]

قارئین کرام! ''افاضہ'' کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ یعنی حج کے امور سرانجام دینے کے بعد واپس پھر اللہ کے گھر کی طرف جانا ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ کی شام سے پہلے پہلے وہاں طواف کرنا ہے۔[2] لیکن اب نہ تو کندھا ننگا کرنا ہے نہ رمل کرنا ہے۔ بس معمول کے سات چکر پورے کریں، حجر اسود کا استلام کریں اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس دو رکعت نماز ادا کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ''حج قران'' کیا تھا لہٰذا قارن اور مفرد کو پہلی سعی ہی کافی ہے...... طوافِ افاضہ یا زیارت کے بعد بیوی سے تعلق کی پابندی بھی ختم ہو گئی...... یوں چاروں کام مکمل ہو گئے۔ حج تمتع کرنے والا سعی بھی کرے گا...... لیکن اللہ کے رسول ﷺ چونکہ قارن تھے اس لیے آپ ﷺ نے سعی نہیں کی اور سیدھے آپ ﷺ زم زم کے کنویں پر تشریف لائے۔

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸۔ [2] ابوداؤد: ۱۹۹۹ (حسن)

Marfat.com

آیئے! اب اپنے پیارے رسول ﷺ کو زم زم کے کنویں پر پانی نوش فرماتے ملاحظہ کرتے ہیں!

زم زم کے پاس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سبیل کے پاس تشریف لائے۔ پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لیے مشروب لاؤ۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "اِسْقِنِیْ" یہی پلا دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس میں تو لوگ ہاتھ بھی ڈالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (پھر کیا ہوا) یہی پلا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسی سے نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ زم زم کے کنویں کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے اور خدمت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

((اِعْمَلُوْا فَاِنَّکُمْ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ))

"خدمت جاری رکھو، بڑا نیک کام کر رہے ہو۔"

اس کے بعد مزید فرمایا!

"میرے پانی نکالنے سے لوگ بھی پانی نکالنے لگیں گے اور پانی پلانے کی اپنی خصوصیت سے تم محروم ہو جاؤ گے ...... یہ مجھے خدشہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں اپنی سواری سے اترتا، رسّی یہاں اپنے کندھے پر رکھ لیتا (اور پانی کے ڈول نکالتا)۔"[1]

اے حاجیو! ذرا غور کرو ...... شاہِ عرب کی عاجزی اور انکساری ملاحظہ کرو ...... میرے حضور ﷺ مشروب وہاں سے پیتے ہیں جہاں سے عام لوگ پی رہے تھے۔ پھر زم زم

---

[1] بخاری: ١٦٣٥.

Marfat.com

کے کنویں پر تشریف لائے تو خود ڈول نکالنے کی خواہش کا اظہار فرمایا...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ لوگوں نے اب پانی کا ڈول نکالا اور حضور ﷺ نے اس سے زم زم نوش فرمایا۔ (1) اللہ اللہ! صدقے اور قربان اپنے پیارے رسول ﷺ پر جنہوں نے قدم قدم پر وی آئی پی ...... اور وی وی آئی پی کے شاہانہ انداز کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا۔

لاکھوں سلام ایسے شاہِ عرب پر!

منیٰ میں تین دن

حاجیو! طواف زیارت کے بعد رات واپس منیٰ میں ہی گزاریں گے۔ اس لیے کہ میرے حضور ﷺ واپس پھر منیٰ میں تشریف لے آئے ہیں۔ ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخوں کو ''ایام تشریق'' کہا جاتا ہے ...... یہ سارے دن قربانی کے دن ہیں اور جمرات کو کنکریاں مارنے کے دن ہیں۔ مختلف میدانوں میں حج کے جس قدر امور بھی انجام دیے گئے ان میں سب سے لمبا قیام آخر پر منیٰ کا ہی قیام ہے۔ لہٰذا لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک تجویز رکھی۔ عرض کرنے لگیں!

((یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَبْنِیْ لَکَ بِمِنًی بَیْتًا یُظِلُّكَ))

''اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایسا گھر نہ بنا دیں جو آپ کو سایہ فراہم کرے؟'' (2)

قارئین کرام! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ''ہم'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پیارے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی طرف سے یہ تجویز تھی، مگر ہمت نہ تھی کہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کر سکیں، کیونکہ میرے حضور ﷺ ایسی باتوں کو اپنی ذات کے لیے پسند ہی نہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ عرب کی گرمی اور تپتی لو کے پیش نظر انہوں نے اپنی تجویز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچائی۔

---

(1) مسلم: ۱۲۱۸. (2) ابن ماجه: ۳۰۷ "حسن".

Marfat.com

انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی ...... حاجیو! ذرا ملاحظہ کرنا میرے حضور عالی شان ﷺ کا جواب۔ فرمایا!

((لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ))

"بالکل بھی نہیں۔ منیٰ تو ہر اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے (اور قیام کرنے) کا میدان ہے جو پہلے وہاں پہنچ جائے۔" ①

یعنی جو پہلے وہاں پہنچ جائے وہ بہتر جگہ حاصل کر لے۔ ہر ایک کے لیے یہی اصول ہے...... سبحان اللہ! میرے پیارے حضور ﷺ نے "VVIP" کلچر اور چلن کو پھر اپنے سے دُور کر دیا، اسے چلتا کیا۔ اپنے لیے خصوصی چھپر نما گھر بھی پسند نہ فرمایا۔ ایسے پیارے شاہِ عرب کی سادہ اور درویشانہ زندگی کے ایک ایک لمحے پر لاکھوں لاکھوں سلام!

نوٹ: ...... سعودی حکومت نے منیٰ میں تمام حاجیوں کے لیے شان دار خیموں کا شہر بنا دیا ہے۔ اللہ کے مہمانوں کی اس خدمت پر سعودی حکومت کو خراج تحسین ...... اس کی جزا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور جنت میں مہمان نوازی عطا فرمائے۔ (آمین!)

مسجد خیف

"منیٰ" میں ایک جگہ ہے، اس کو "خَیْف" کہا جاتا ہے۔ خیف اس جگہ کو کہتے ہیں جو پہاڑ کے دامن میں ہو، پانی بہنے کی جگہ سے بلند ہو...... اور دوسرا جو اس کے معنی ہیں وہ "تھن کی کھال" ہیں۔ اونٹنی، گائے یا بکری کے تھن کو ہاتھ ڈالا جائے اور دودھ نکالا جائے تو ہاتھ کھال ہی کو ٹچ کرے گا اور دھار نکالے گا...... یعنی یہ جگہ جو قدرے بلند ہے ایسی بلند مقام ہے کہ یہاں روحانی طور پر دودھ کی دھاریں منہ میں گرتی ہیں ...... جی ہاں! کیوں نہ بلند مقام ہو کہ میرے حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ کے بارے میں ارشاد فرمایا!

((صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِ الْخَیْفِ سَبْعُوْنَ نَبِیًّا))

---

① ابن ماجہ: ۳۰۷۔ ترمذی: ۸۸۱ "حسن صحیح".

Marfat.com

''مسجد الخیف میں ستر (۷۰) نبیوں نے نماز ادا فرمائی ہے۔'' ❶

حاجیو! یہاں میرے حضور ﷺ نے خود بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ سعودی حکومت نے یہاں شان دار مسجد تعمیر کر دی ہے۔ یہاں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ لہٰذا منیٰ میں رہیں تو یہاں باجماعت نماز کا اجر سمیٹیں ...... یہاں نہ آسکیں تو اپنے خیمے کے اندر بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز قصر ادا کریں۔ خیمے کے اندر باجماعت نماز کا اہتمام کر لیں۔

دو دن بھی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ پانی پلانے کے انتظامات کرنے کے لیے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں گزاریں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ ❷

جی ہاں! اگر کوئی ایسی ضرورت ہو تو علماء سے پوچھ کر حاجی مکہ میں راتیں گزار سکتا ہے ...... مزید برآں! دو دن یہاں گزار کر بھی جا سکتا ہے۔ اللہ نے فرمایا!

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرۃ: ۲۰۳)

''گنتی کے چند دن ہیں لہٰذا ان میں اللہ کو یاد کرو۔ باقی جو شخص جلدی کرے وہ دو دن بعد یہاں سے چل دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

اللہ اللہ! مولا کریم کی طرف سے اجازت ہو گئی، مگر بہتر یہی ہے کہ تین دن گزارے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے منیٰ میں تین دن گزارے ہیں۔

---

❶ مجمع الزوائد: ۲۹۷/۳، قال الالبانی حسن فی مناسك الحج و العمرۃ.

❷ بخاری: ۱۷۷۵.

Marfat.com

تینوں دن کنکریاں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بتلانے کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں ماری ہیں۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق حضور ﷺ نے اس جمرے کو جو منیٰ کی جانب ہے پہلے اسے کنکریاں ماریں، پھر درمیان والے جمرے کو اور سب سے آخر پر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ ❷ دوسری روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ پہلے دونوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری مارتے ہوئے اللہ اکبر کہتے اور پھر ذرا ہٹ کر قبلہ رُو ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، مگر تیسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد نہ تو وہاں رکھتے اور نہ دعا کرتے۔ ❸

یاد رہے! منیٰ میں ۱۰ ذی الحجہ کے علاوہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ کی شام تک کے جو تین دن ہیں یہ ایام تشریق کے دن ہیں اور حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ کھانے پینے اور قربانی کرنے کے دن ہیں۔

حضور ﷺ کی وصیتیں

اللہ کے رسول ﷺ نے حج کے میدانوں میں، خاص طور پر منیٰ کے میدان میں بہت ساری وصیتیں کیں...... ارشاد فرمایا!

((لا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ وَّ لا لِاَعْجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَ لا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ وَ لا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ))

---

❶ بخاری: ١٧٤٦. ❷ بخاری: ١٧٥١.
❸ بخاری: ١٧٥٣.

Marfat.com

"کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی عربی کو عجمی پر برتری ہے، اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے رنگ والے کو سفید رنگ والے پر برتری ہے۔ برتری ہے تو تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام کی ہی تو اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے۔" ❶

الغرض! اللہ کے رسول ﷺ کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ ❷ واضح فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ ❸ حدیثیں گھڑنے والوں کو بھی ڈرا دیا کہ ایسی حدیث جو میں نے نہیں کہی، جس نے وہ میرے ذمے لگا دی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ ❹ بدعات سے بھی ڈرا دیا کہ جس نے دین میں ثواب سمجھ کر اپنی طرف سے چیزیں داخل کر دیں حوضِ کوثر پر وہ میرے قریب نہ آ سکے گا۔ ❺

اے حاجیو! منیٰ میں جو تین دن کا قیام ہے، اس دوران میں علماء خطاب فرماتے ہیں۔ یہ نصیحتیں بھی سنیے! عمل کیجیے ...... دنیا بھر کے مسلمان یہاں جمع ہوتے ہیں۔ واپس جا کر بھی مسلمان ہی رہیں۔ برادریوں اور قوموں کے تعصّبات کا شکار نہ ہوں۔ ایک دوسرے کے ہمدرد بننے کا عہد کریں۔ ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی حاصل کریں اور آزمائش سے دوچار مسلمانوں کی مدد کریں ...... روزانہ شیطان اور ابلیس پر بھی سنگ باری کرتے رہیں اور آپس میں میل جول سے رہیں ...... جس طرح منیٰ میں رہ رہے ہیں ساری دنیا میں اسی طرح رہنے کا عزم کریں ...... ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کریں ...... الغرض! اللہ کے رسول ﷺ نے یوں نصیحتیں فرمائیں جیسے یہ وصیتیں اور نصیحتیں آخری ہیں ...... اور آخری ہی ثابت ہوئیں۔ حاجیو! ان کو پلے باندھ لو ...... یہی حج کا مقصد ہے۔ حج کے معنی ہی قصد کے

---

❶ مسند احمد: ۳/۴۱۱.
❷ مسلم: ۱۲۱۸.
❸ طبرانی کبیر: ۷۶۱۷.
❹ مسند احمد: ۱۹۲۸۸.
❺ ابن ماجه: ۳۰۵۷.

Marfat.com

ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی وصیتوں پر عمل کا قصد نہ رہا تو وہ حج کیا ہوا؟ وہ قصد اور ارادہ کیا ہوا؟...... آیئے! اب وداعی طواف کرنے چلیں۔

وداعی طواف

۱۳ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے بعد حج مکمل ہو گیا...... اب اے حاجیو! مکہ مکرمہ میں آ جاؤ...... جب واپس گھر آنے لگو اور مکہ چھوڑنے لگو تو الوداعی طواف کر کے آؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں!

((اَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ))

''اللہ کے رسول ﷺ نے حاجی لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو گا۔'' [1]

جی ہاں! اسے ''طوافِ وداع'' کہا جاتا ہے۔ جب مکہ مکرمہ میں آئے تو آغاز طواف سے...... پھر حج ہو گیا تو تب ''طوافِ افاضہ''...... اور اب گھر کو جانا ہے تو ''طوافِ وداع'' یعنی اوّل و آخر اور درمیان میں اپنے اللہ ہی سے وابستہ رہے...... سبحان اللہ! کیا خوب صورت عبادت اور انداز ہے حج کا...... اللہ کریم یہاں بار بار آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

خواتین کے لیے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے ''وداعی طواف'' اس عورت کو معاف کر دیا جو مخصوص ایام میں مبتلا ہو جائے۔ [2] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ جب مکہ سے نکلنے لگے (تو طواف وداع کرنا تھا) مگر

---

[1] مسلم: ۱۳۲۸۔ [2] مسلم: ۱۳۲۸۔

Marfat.com

پتا چلا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایام میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے سوالیہ انداز میں ارشاد فرمایا کہ کیا اب یہ ہمیں روک لے گی؟ یعنی دن گزریں گے تو یہ طوافِ وداع کرے گی تب ہم جائیں گے......؟ اس پر آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے طواف زیارت کر لیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَلَا اِذًا)) پھر تو کوئی بات نہیں۔ تب تو (ہم وداعی طواف کرتے ہیں) اور سفر اختیار کرتے ہیں۔ [1]

حاجن خواتین! ثابت ہوا کہ جو خاتون طواف زیارت کر لے اور پھر مخصوص ایام کا شکار ہو جائے تو طوافِ وداع کے بغیر بھی وہ گھر کا سفر اختیار کر سکتی ہے...... جی ہاں! یہ تو ہو گیا اس خاتون کے مسئلے کا حل کہ جس کو وداعی طواف کے موقع پر مسئلہ بن گیا۔ مگر جو عورت ۱۰ ذی الحجہ تک بھی پاک صاف نہ ہو سکی اور طواف زیارت یا طواف افاضہ کا وقت آ گیا...... اور ادھر ویزے کی تاریخیں اور ٹکٹ کی تاریخ بھی طے ہے، گروپ کے ساتھ واپسی بھی لازم ہے تو ایسی عورت کے لیے سعودی علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ مجبوری کی وجہ سے وہ طوافِ افاضہ یا زیارت کر لے اور گھر کو لوٹ جائے۔ جب کہ حج کے شروع میں ایسی حالت سے دوچار ہو جائے تو کعبہ کے طواف کے علاوہ حج کے سارے امور انجام دے۔ [2]

''حطیم'' کعبہ کا حصہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ کے اندر داخل ہو جاؤں اور اس میں نماز پڑھوں تو اللہ کے رسول ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حجر (یعنی حطیم میں) داخل کر دیا اور فرمایا: جب تم کعبہ میں جانا چاہو تو یہاں حجر میں نماز پڑھ لیا کرو، یہ بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ تعمیر کیا تو اس حصے کو کعبہ سے نکال دیا اور موجودہ تعمیر پر ہی اکتفا کر لیا۔ [3]

---

[1] بخاری: ۱۷۵۷۔ [2] ابن ماجہ: ۲۹۱۲۔

[3] ابو داود: ۲۰۲۸ "صحیح"۔

Marfat.com

اے حاجیو اور حاجنو! میرے پیارے حضور ﷺ نے اپنے مذکورہ عمل سے امتیوں کو حوصلہ دیا کہ اگر تم کعبہ کے اندر نہ جا سکو تو حسرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ حطیم بھی کعبہ کا حصہ ہے اور تمہاری روحانی اماں جان بھی یہیں نماز پڑھ رہی ہیں۔ اللہ اللہ! میرے حضور ﷺ نے اپنے عام امتیوں کا قدم قدم پر خیال رکھا...... صدقے قربان جاؤں ایسے پیارے رسول ﷺ پر جو سب کے لیے رحمت بن کر آئے...... چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے بعد فرمایا کرتی تھیں...... مجھے اب اس کی پروا نہیں کہ میں حطیم کے اندر نماز پڑھوں یا کعبہ کے اندر نماز پڑھوں۔ ❶

نوزائیدہ بچہ اور حاجی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے اس گھر کا حج کیا اور اس نے نہ تو شہوانی چھیڑ چھاڑ کی اور نہ کسی قسم کی بدکرداری ہی کا ارتکاب کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو گیا جیسا کہ!

((كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

''اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہے۔'' ❷

اے مولا کریم جی! ہر حاجی بھائی اور حاجن بہن کو حج کے بعد ایسے ہی پاک صاف کر دے اور موت دے تو پاک صاف کر کے موت عطا فرما...... اور اگر حج یا عمرہ کے درمیان موت آ جائے تو جس طرح وہ حاجی!

''جو عرفہ میں تھا، اپنی سواری سے گر گیا، گردن ٹوٹ گئی اور فوت ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا! اسے پانی میں بیری کے پتے ملا کر غسل دے دو۔ (احرام کے) دو کپڑوں میں کفن دے دو۔ خوش بو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو تو!

((فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا))

❶ الموطا لمالك: ٨٢٥. ❷ بخاری: ١٨٢٠.

Marfat.com

"یہ قیامت کے دن لَبَّيْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّيْكَ پکارتا کھڑا کر دیا جائے گا۔"[1]

اسی حاجی صحابی کی طرح ہر فوت ہونے والے حاجی اور حاجن کو قیامت کے دن اُٹھانا کہ وہ تلبیہ پکار رہا ہو۔

اے مولا کریم! میں نے جو یہ کتاب "محمد اور مکہ مدینہ" لکھی اسے خالص اپنے لیے کر لے...... ابا جان مولانا نذیر احمد اور اماں جان رضیہ بی بی رحمہما اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے ...... ہر حاجی کے لیے نفع بخش بنا دے۔ جو شخص اس کتاب کو تقسیم کرے اسے حج کے اجر و ثواب سے مالا مال فرما دے۔ (آمین یا رب العالمین!)

---

[1] بخاری: ١٢٦٨.

Marfat.com

محمد ﷺ اور مکہ مدینہ

مکہ اور مدینہ
کے وہ مقامات جنہوں نے حضور ﷺ کے مبارک قدموں کو چوما
فضیلتوں کے حوالے سے سیرت کا ایک منفرد شاہکار

امیر حمزہ

حضور ﷺ
کے عمرہ و حج کا والہانہ انداز

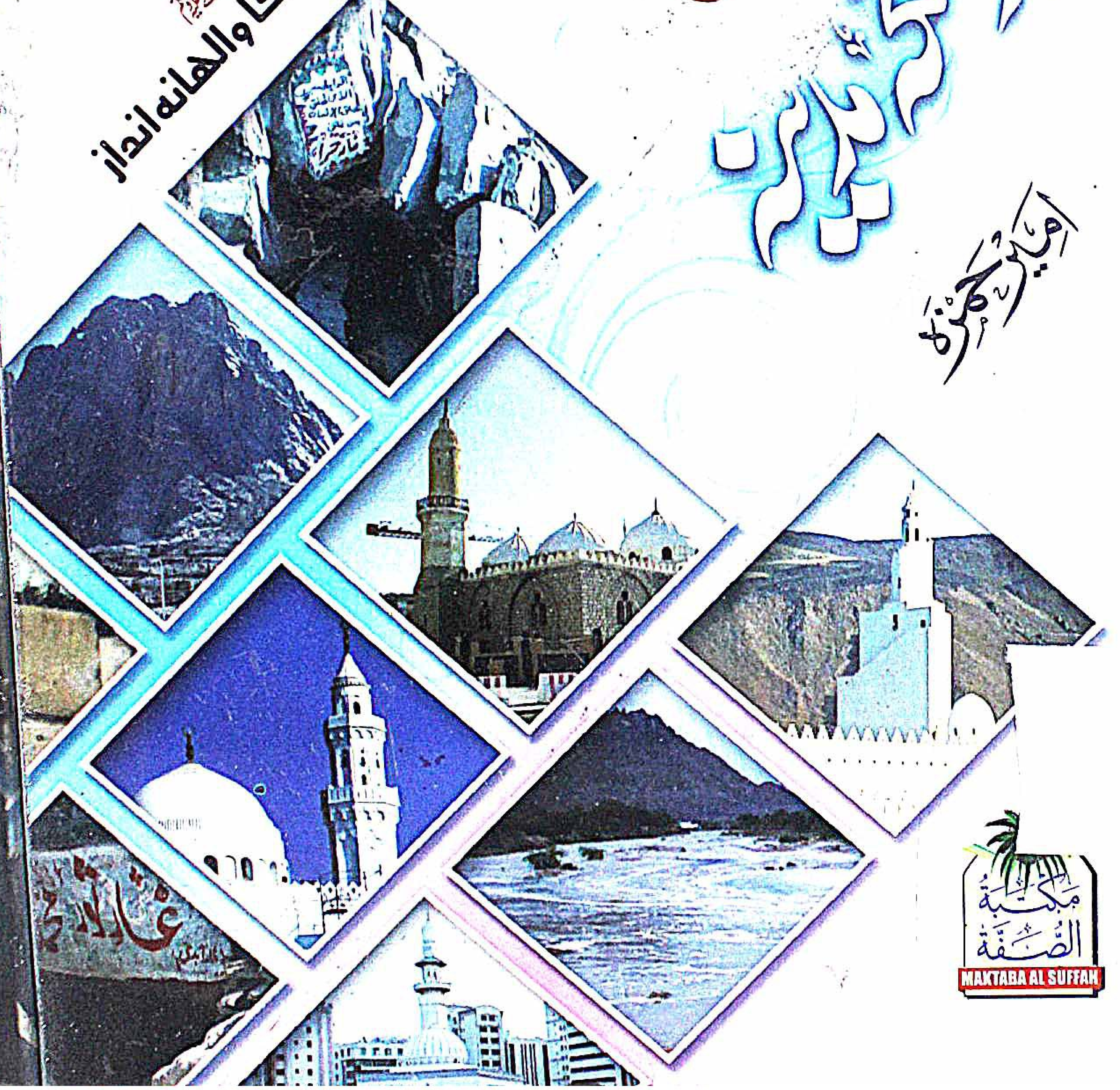

مکتبۃ الصفۃ
MAKTABA AL SUFFAH

Marfat.com